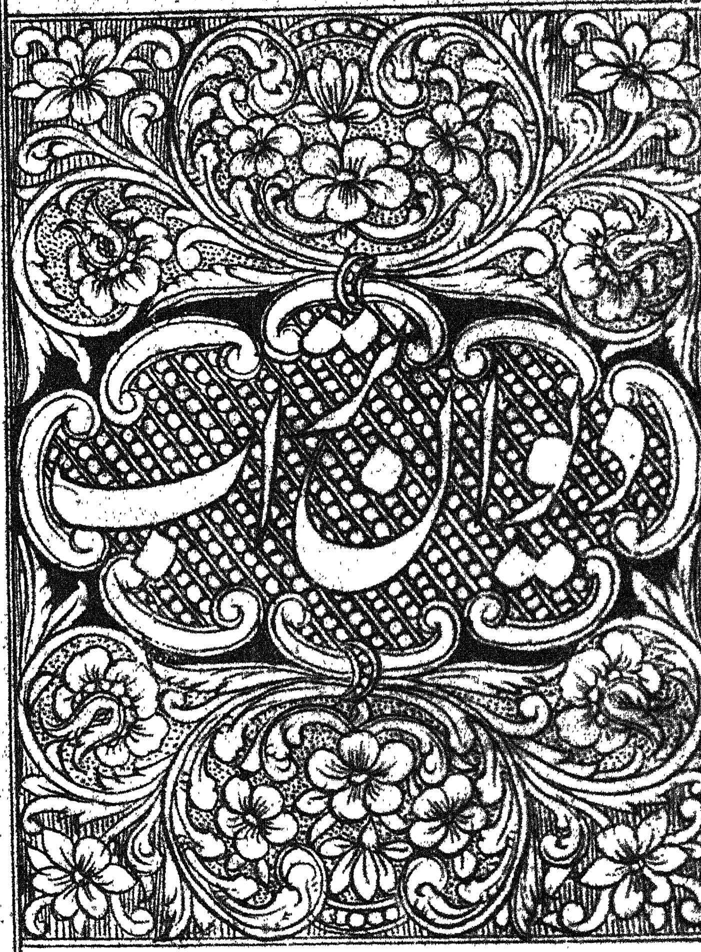
بعون صانع مکین و فضل خلاق زمین و آسمان



دیوان غالب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مزین بہ طبع ہوا

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے پر مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال میں نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب کلیات و دواوین فارسی و کلیات و دواوین اردو ذیل میں درج کرتے ہیں ناظرین اور شائقین ملاحظہ فرما کر حظ کافی و بہرہ وافی اٹھاویں

کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ کلیات نتیجہ طبع عالی میر انشاء اللہ خان بہادر کا ہے اور یہ حضرت عہد میں نواب سعادت علیخان بہادر کے بڑے نامی شاعر تھے

کلیات نساخ - اس مجموعہ میں سال بسال یعنی شاہد عشرت سخن شعرا ارمغان نساخ مرغوب دل - دفتر بے مثال - گنج تواریخ چشمہ فیض قند پارسی بزبان ریختہ -

قطعہ منتخب - از مولوی عبد الغفور خان صاحب بہادر

رسالہ زبان ریختہ - جس میں زبان ریختہ کو لطف کے ساتھ جناب ممدوح نے مع اشعار اساتذہ تالیف کیا -

شاہد عشرت - مولفہ ایضاً

سخن شعرا - ایضاً شعرائے متاخرین کا اردو تذکرہ

ارمغان نساخ - جناب ممدوح کا دوسرا دیوان ریختہ

مرغوب دل - یہ مثنوی ہے تصنیف جناب ممدوح [illegible]

دفتر بے مثال - دیوان ایضاً

گنج تواریخ - یہ کل تاریخیں جناب ممدوح کی تصنیف سے ہیں

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین وغیرہ از کلام مرزا رفیع سودا -

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند میاں کریم الدین صنعت مراد آبادی -

کلیات ناسخ - کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان سہ مصرعہ -

کلیات آتش تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی مع مقدمہ

کلیات نظام - اردو یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مردان علی خان بہادر نظام ہے خیالات نظیم قابل دید ہیں -

کلیات نظیر اکبر آبادی - اس میں مخمس و مسدس و دیگر نظم ہیں

کلیات امیر اللہ تسلیم - نام ریختی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب شاگرد رشید نسیم دہلوی -

کلیات میر تقی - مسلم الثبوت استاد کا کلام ہے جس کی نظیر [illegible] طبع ہوا

کلیات ظفر - مرتبہ چار جلد یعنی چاروں دیوان حضرت ظفر [illegible]

کلیات مومن - نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ پر چھپا ہے ایضاً ثانی جدید -

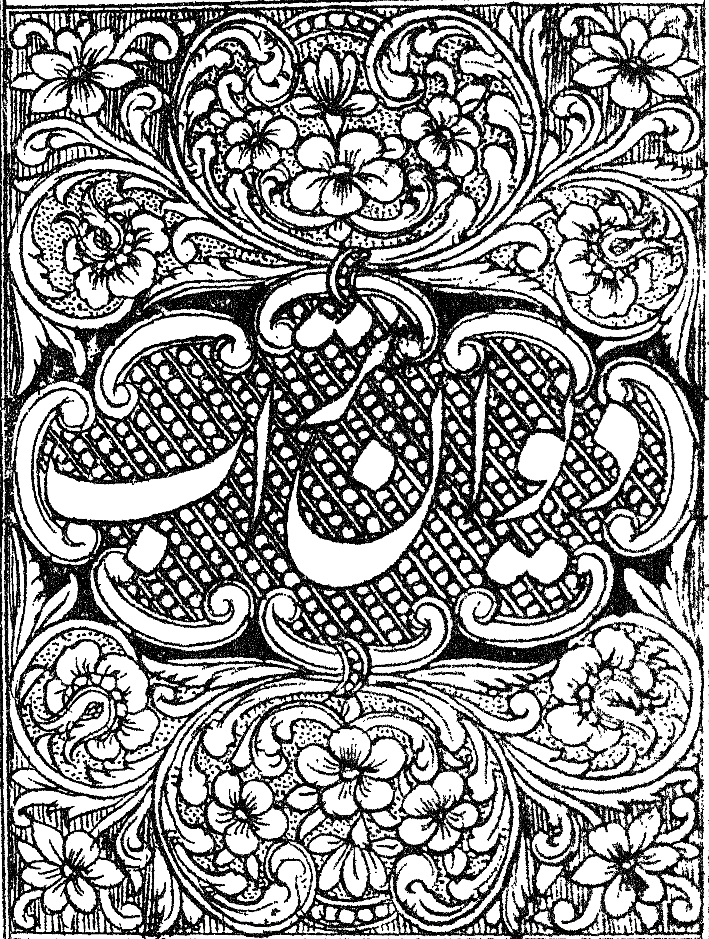
بہارستان سخن - اردو ناسخ آتش وغیرہ کی ہم طرح غزلیں [illegible]

دیوان گویا - تصنیف فقیر محمد خان بہادر گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان

دیوان رند - تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش -

دیوان فدا - نہایت عمدہ دیوان تصنیف مولوی فدا حسین صاحب -

بعون صناع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و سما



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آدم کو ملک کہتے تھے کیا خاک بنے گا
سمجھے نہ کہ سرتاقدم ادراک بنے گا

تھی خاک سمجھا انکی کسینے یہ نہ سمجھا
آدم دم حق سے نفس پاک بنے گا

ہوئیگا کوئی دم میں یہ مسجود ملائک
سے خاک نشین حاکم افلاک بنے گا

اولاد سے ہوئیگا اسی کے وہ پیمبر
جو قتل علی صاحب لولاک بنے گا

رہ شاد تراب اپنی حقیقت کو سمجھ کر
صورت سے کیے کا ہیکو غمناک بنے گا

[illegible] ہوئے تا [illegible]
شرق سے تا [illegible]

آنکھ موندی تو عدم کی سیر کی ہے وجود
آنکھ کھولی تو وہی ہے ظاہر [illegible]

او سطح تنزیہ بوجہ [illegible] جان
دونوں حالت میں نہیں کوئی [illegible]

دل سے نکلے ہے صدا اللہ بس باقی ہوس
کاروان عارفان کا [illegible]

[illegible] ہما [illegible]
جبھی آکیواسطے اس راہ میں آ [illegible]

ڈرتے ہین امیر … ایسے | جیسے کسی مفلس کو ہو مہمان کا کھٹکا

ہر چند شراب اوس بت کافر کو ہین چاہا
دلسے نہ گیا اوسکے مسلمان کا کھٹکا

گر صاف وہ گلفام دکھا دے بدن اپنا | بلبل کو کبھی پھر نہ خوش آوے چمن اپنا
ہان کیون نہ کہے صل علی یوسف کنعان | محبوب مرا اوتارے اگر پیرہن اپنا
پھر مونھ سے کوئی نام نہ مجنون کا نکالے | عاشق ترے دکھلاوین جو دیوانہ پن اپنا
ہو زخم جگر تازہ اور آنسو نکل آوے | کہیے جو کسی شخص سے قصہ کہن اپنا
سب اپنی ہی گاتے ہین کسیکی نہین سنتے | شنوا نہین کوئی کسسے کہین ہم سخن اپنا
صورت مین نہ ہم آئے تو کیا رنج ہے پاتے | ہے دشمن جانی تو یہی جسم و تن اپنا
روح آکے بدن مین ہوئی یون اصل آدم | جسطرح مسافر کوئی بھولے وطن اپنا
سو طرح کی ہین فائدے تکلیف و بلا مین | بے سود نہین یارو یہ رنج و محن اپنا

جس شمع کے پروانے شراب ایسے بہت ہین
روشن ہے اوسی شمع سے انجمن اپنا

نہ جور و تغافل نہ ہجرت نے مارا | ترے پیار و لطف محبت نے مارا
محبت مین پروانہ اور ہم ہین یکسان | کہ دوری ترپے اور وصلت نے مارا
گئی عشق مین جان ہی کوہکن کی | بھلا جان شیرین کی الفت نے مارا
نہین ایکدل ہاتھ مین لے سکے ہے | وہ نازک بدن کی نزاکت نے مارا
ترے غمزدہ کو جو دیکھے سو روسے | کہ ناحق اوسے خود بدولت نے مارا

ردیف الف
دیوان شراب

مجھے تھا عشق مین بدنام ہونا

ولہ

عرق سے منھ پہ اوسکے نقاب ڈوب گیا
تو بیحجاب ہوا سب حجاب ڈوب گیا
یہ بال کھولکے دریا مین … ڈوب گیا
کہ دن کی رات ہوئی آفتاب ڈوب گیا
وہ ذوق عشق مجھے جان بوجھ کہتا ہے
تو کسکی چاہ مین خانہ شراب ڈوب گیا

ولہ

ولہ

ورق اوس سحری بیکلی کوئی نہ کہی کچھ
تسلیم و رضا اوسکی ہمین چاہئے ہر حال

ڈوبی اشک نے پوشاک ہمین آبرو اک
جسطرح پڑے پھندے مین مشکل ہو رہائی

کوئی اول و آخر ہی نہین جسکے خبر ہے
پھولے نہ سما ویگا وہ گلفام ہمارا

خاوند ہے وہ بندگی ہے کام ہمارا
خوشتر ہے یہ ملبوس تر اندام ہمارا

ہر پیچ و خم زلف ہوا دام ہمارا
جانے وہی آغاز اور انجام ہمارا

دن رات تراب اوس ہی کا ہم پڑھتے ہین کلمہ
ہے ورد یہی صبح سے تا شام ہمارا

تو نے دکھلا کر رخ اپنا مجھے حیران کیا
دل کو اولجھا کے زلفون مین پریشان کیا

دیکھتے ہی تری صورت گئی ناصح کو حواس
خوب اللہ نے دشمن کو پشیمان کیا

نوح سے کہیو کہ جلد آئے او کشتی لائے
ہجر مین رو رو یہان آنکھ نے طوفان کیا

پیرہن چاک ہوا گل کا چمن مین جب سے
ہین او سیوقت سے چاک اپنا گریبان کیا

جسکو آرام دل و راحت جان کہتے ہین
جان و دل ہین نے اوسی یار پہ قربان کیا

حق کی تقدیر پہ راضی ہون جو چاہے سو کرے
مجھکو پروانہ اوسے شمع شبستان کیا

نظر بد نہ لگے منہ پہ جو نقطہ ہو سیاہ
خال کو خوبی عارض پہ نگہبان کیا

شیخ کو تو نے بہت تکبیر تو ڑ کیا
نفس کافر کو کسی دن نہ مسلمان کیا

سنکے وہ شوخ غزل میری یہ کہتا ہے تراب
عشق نے تیرے مجھے صاحب دیوان کیا

نہ ٹوٹی جس سے زنار خودی کا ایک بھی تاگا
وہ کیون آزاد بن بیٹھے ہین کے سیلی و دلق

ولہ

دکھادے اپنے گھر سے کی ساری جا
مین دل مجھکو دیا سب جاسے تہین
دکھادے اپنے کھڑے کا تماشا

نکلے کیونکر نہ صد رحمت وہ تحفہ
ترے مقتول کا دیکھے جو لاشا

گھڑی مین کچھ گھڑی مین اور دیکھے
مزاج اوسکا تو ہے تولہ و ماشا

تراب اوس ذات مین ایسا تو گم ہو

ردیف الف

نہین کرنے کا تراب اور کسی کی یاری
کچھ بھی پایا ہے مزا جسنے تری یاری کا

کیا فائدہ ہی یارو اوس بیوفا سی ملنا
ہو عار و ننگ جسکو یار آشنا سے ملنا

ملنا ہی اوس سے بہتر آئی اگر میسر
ہو جسکے نین برابر شاہ و گدا سے ملنا

لائی ہی فصل گل کا مژدہ وہی چمن مین
لازم ہے تجکو بلبل باد صبا سی ملنا

معشوق سے بہت عاشق ہانہ کیونکر
بھاتا ہے یار ہی کو ناز و ادا سے ملنا

ہے غیر غرض اہل دنیا فقرہ سی کب ملے ہین
مشکل پڑی تو ہوئے مشکلکشا سی ملنا

جسکو سفر ہو کرنا رستہ نہو و معلوم
اوسکو تو ہے ضرورت کوئی رہنما سی ملنا

کہیو تراب اوس سے مل دیکھے پہلے ہمسے
جو کوئی اس جہان مین چاہے خدا سی ملنا

ردیف الف

جو ہین غیر سے وہ ہنسا کھلکھلا
گیا رشک سے دل مرا تلملا

نظر بھر کے کون اوسکا دیکھے جمال
جسے دیکھ آنکھین گئین جھلملا

تو زاہد نہ جانا کبھو اوس طرف
کہ وہ مغبچہ ہے بہت چلبلا

مبادا کہین دیکھکر اوسکا حسن
ترے عشق کا بھی اوٹھے غلغلا

وہ دانا ہو جو تجھ سے اوٹھے تراب
کرے تیرا زبردست سے سلسلہ

اوس شوخ سے کوئی میری سفارش نہین کرتا
قاصد بھی کچھ احوال گذارش نہین کرتا

وہ خط کو میرے دیکھے تو پانی مین ڈبودے
مین اسلیئے کچھ اوسکو نگارش نہین کرتا

ولہ

عاشق ہون ترا طالب دیدار ہون تیرا
پردہ تو نکر مجھسے کہ مین یار ہون تیرا

تو یار رہے غیرونکا مین کب یار ہون تیرا
اک بار مرا ہو تو مین سو بار ہون تیرا

کچھ اب ہی نہین من تری الفت مین پھنسا ہو
واللہ ازل سے مین گرفتار ہون تیرا

کرتا ہے عبث مجھکو طبیبونکے حوالے
خود نبض مری دیکھ مین بیمار ہون تیرا

سنتا ہون کہین تو نی بھی اب آنکھ لگائی
مجھسے نہ چھپا محرم اسرار ہون تیرا

جب اوس سے ملتا ہون تو کہتا ہی وہ مجھسے
کیا مین نہین معشوق وفادار ہون تیرا

باطن مین سر غم کا روادار وہی ہے
ظاہر جو کہتا ہے مین غمخوار ہون تیرا

گر عشق مین تشہیر مری تجھکو روا ہے
تقصیر ہوئی مجھسے گنہگار ہون تیرا

جاؤن تر اب اور کہان چھوڑکے مجھکو
بندہ ہون ترے در کا نمک خوار ہون تیرا

نہین پھر چھوٹتا ہرگز اسیر اوس زلف کا لٹکا
کہون کیا حال اوس لٹکا وہ ہے جادو کا اک لٹکا

مگر اوس گلبدن کو ہے خیال خاطر اپنے عاشق کی
کہ باندھے ہے سدا رغبت سے بلبل چشم کا سٹکا

یکایک خواب سے نرگس چمن مین چونک اوٹھی ہے
نہین معلوم کسکی چشم نرگس کا لگا کھٹکا

بنا کعبہ کو زاہد قلوب المومنین کیا کم
ادھر آ دل ہمارا پوچ پھرتا ہے کدھر بھٹکا

نہین اک عشق مین اوسکو ہوا دل سے تا اغر
وگرنہ غیط کے آرے اک جہان موڑ کے سٹکا

حشر کو بھی تو وعدہ لطف کا ناحق کو کرتا ہے
کہ تیرے ظلم کا دلسے مرے جاتا نہین کھٹکا

کل خاک میر لگ گئی تھی میری دامن سے
تو پھر کسطرح تو نے دامن کو اوٹھا جھٹکا

تجھے کیون لگتا ہے مرا اشک گان تر تا تھا
کنار آستین مین تو ترے ابتک نہین لٹکا

ردیف الف

ولہ

۲۴

نہایت لڑکپن ہے جسکو سو غرہ جوانی کا
بدن پر کیا کوئی بھولی بدن ٹلا ہے پانی کا

جو کرنا ہو سو کر لو آج دیکھو راہ مت کل کی
گھڑی میں کچھ سے کچھ ہے کیا بھروسہ زندگانی کا

ہوا نفس سے چھوٹی دوا دو سی اب چھوٹے
بُرا کہتے تو ہیں چھوٹے بھلا ہوتا توانی کا

گئی وہ تندی و چاقی یہی سب مطلب فسانی
نہیں کچھ حوصلہ باقی رہا اب شیخ فانی کا

تراب اپنا عمل کوئی نہیں امید کے قابل
اگر کچھ آسرا ہے تو ادسی کی مہربانی کا

۲۵

جو کہتا ہوں کہ رعذ یہ رعت ہے ترا ہنسا
تو کہتا ہے یہی اپنی ادا ہے بہت ہنسا

اوجڑ جاوے نہ گھر عاشق کا بازار ایسی حرکت سے
بس گھر میں رقیبوں کے نہ تجھکو چاہیے بسنا

خدا حافظ بلا ی جان ہیں یہ فتین دو نو
سیہ کاکل کا بل کھانا و کالی سانپ کا ڈسنا

نہ مجھکو کشمکش میں ڈال اے دلجو زلف میں دل
کُھلے رکھ اپنے سر کے بال چوٹی کو بہت کسنا

مجھے کب دے ستی دھوم ی ہندو کی بھاتی ہے
کرون کیا و لیکن باعث زلف کا فر میں پڑا پھنسا

جو صاحب جال ہیں و ہے اگ میں جانتے نہیں ڈرنے
یہ جرأت یار و کس سے ہو کٹھن ہے آگ میں دھنسا

عجب کیا ہے تراب اوسکو دہان حسین بخشا ہیں
یہاں جس سے نہ ظاہر میں ہوا ہو ایک بھی چنا

۲۶

کسی پہ جال نہ ڈالے خدا محبت کا
کہ چھوٹتا نہیں جیتے پھنسا محبت کا

کہانی عشق کی کہیے تو نیند اوڑ جاوے
نہ پوچھے ہم سے کوئی ماجرا محبت کا

مجھے تو سب کہیں محبوب دیکھ پڑتا ہے
میں کس طرح سے نہوں مبتلا محبت کا

اوسی نے دل میں مرے اسقدر محبت دی
میں آپ سے نہیں بانی ہوا محبت کا

ردیف الف

ولہ

مرکے اجاڑے ہی کہاں عاشق مسکین غریب	یار نے فاتحہ گور غریبان چھوڑا

۳۶

عرش اور فرش تو آدم سے تھے بوجہ تراب
مل گئے خاک مین جب تخت سلیمان چھوڑا

کئے غوغا سگون نے در جانان چھوڑا	کیا ہوا در پہ رقیبون کو نگہبان چھوڑا
اور سب پھونس مالی نے بنائے گجرے	فقط اک نرگس مخمور کو حیران چھوڑا
خوبرو آفت جان فتنۂ دل ہین بارے	نہین بوجہ مین نظارۂ خوبان چھوڑا
واہ کیا سرخی ہی کیا پان کی رنگت ہی شوخ	چوسنے لب کو ترے لعل بدخشان چھوڑا
شوخیان کھیلے طفلان پریچہرون کی	راہ لی گھر کی معلم نے دبستان چھوڑا
دل مغموم سے بین تہ اوٹھایا اختر	غم کی طاقت نرہی خانۂ مہمان چھوڑا
وہ تو کافر ہے مسلمان نکہتے اسکو	جسنے دنیا کے لیے دین و ایمان چھوڑا
کون کہتا ہی گدا ہم تو شہنشاہ ہوے	حق کے دروازہ پہ بیٹھے سلطان چھوڑا
دیکھلی ہمنے مسیحائی تری اے ظالم	ہجر سے کرکے ہمین بیدم بیجان چھوڑا
کسطرح اوسکی محبت کو بھلا دون بیرو	عشق نے داغ مرے دل پہ نمایان چھوڑا

۳۷

اصل سے دور ہو فریاد کرے کیون نہ شراب
نالہ زن ہوتی ہی نے جب نیستان چھوڑا

کہتا بعید ہو نہ گر تو در دور تیرا	سمجھے جو ہم [illegible] عزر دل بیدل طور تیرا
کہتا ہی کون تجھکو پنہان جہان سے یون تو	عاشق کو ہے میسر ہر دم حضور تیرا
تیری چمک سے پیارے روشن ہین سب ستارے	خورشید مین پڑا ہی اک ذرہ نور تیرا

[illegible]

ای دل غفلت نہ وہ بیدار ہو سوتا ہے کیا | عمر آخر ہو چلی اب دیکھیے ہوتا ہے کیا
اوس جہان کے رنج پر البتہ رونا چاہیے | اس جہان کے درد و زحمت پر کوئی روتا ہے کیا
دم غنیمت ہے نہ ہو غافل خدا سے ایکدم | زندگی نعمت ہے غفلت مین اسے کھوتا ہے کیا
مزرعہ عقبے ہے دنیا اسمین کچھ شبہہ نہین | کھیت ہے ہو جو وہ اسمین دیکھیے [illegible]تا ہے کیا

صوفیوں کو تصفیہ دل مقدم ہے تراب
قلب ہے جسکا ملوث وہ بدن دھوتا ہے کیا

ولہ

ٹھہرے ہے اے چشم تر رونا ترا دن رات کا | شور ہے جاری و نطاف کیا زور برسات کا
بیوفا ہے وہ کبھی وعدہ وفا کرتا نہین | اعتبار آئے مجھے کسطرح اوسکی بات کا
کچھ نہین قاصد کا پیغام زبانی معتبر | جبتلک لائے نہ خط لکھوا کر اوسکے ہاتھ کا
زلف اوسکی تو عارض سے شب مہتاب ہے | عارض اوسکا زلف سے ہے چاندنی رات کا
لیکے دل پھر منہ دکھاتا ہے نہین عاشق کو وہ | یار کیا ہے آشنا ہے وہ تو اپنی گھات کا
حسن اوسکا عاشقوں نے اسقدر چمکا دیا | تسپہ وہ قائل نہین عاشق کے احسانات کا
شیخ ہمکو ذکر و فکر عاشقوں سے کیا خبر | شغل یان نفی غیر و یار کے اثبات کا
ہو کہان تجکو پریزادوں کے کوچین گذر | حور پر مرتا ہے تو مشتاق ہے جنات کا
عارفوں کے قلب کی کیا بات ہے عرش مجید | اولیا کا ہر سخن ہے ترجمہ مشکات کا
لے ہے ہر دم کھلا کر اپنی مانگ کی سیدھی لکیر | کہہ سکندر سے یہ رستہ خوب ہے ظلمات کا

کیون نہ وہ غارت گر دین مسلمان ہو تراب
کافری اوسکی صفت ہے برہمن ہے ذات کا

ردیف الف

دیوان تراب

ولہ

[illegible]

جب سے اوس شاہ بتان نے رخ کیا سوئے قفس
لشکر غم کا تبھی سے دل مین تھانا ہو گیا

خبر گل مندی عقبی مانع پابوسی کی رہے
ابتو کوئی مانع نہین وہ بھی بہانہ ہو گیا

مقطع

کچھ نپوچھو کسطرح مفتون ہوا اوسپر شراب
دیکھتے ہی اوسکی صورت دل دوانا ہو گیا

دیکھکر زلف سیہ مفتون و شیدا ہو گیا
اے دل دیوانہ کیا تجھکو یہ سودا ہو گیا

عقل و ہوش و صبر و تسکین ہم سے سب رخصت ہوئے
ہاے سب تھے ہم سے پہلے مین تنہا ہو گیا

یار و میرا رنگ کچھ اوسپر نہ آیا ابتلک
مین تو اوسکے عشق مین رنگین سراپا ہو گیا

کسطرح یا رب سے اوسکی مجھکو بیزاری نہو
آشنا غیرون سے ابتو یار میرا ہو گیا

جو ہین مجلس سے مری کل اوٹھ گیا وہ سرو قد
جھٹ قیامت آگئی اور حشر برپا ہو گیا

رات یان چرچا تھا کچھ اوسکا کہ آپہونچا وہ شوخ
سب لگے منہ دیکھنے طرفہ تماشا ہو گیا

چھا گیا آنکھون مین نشہ بھر گیا دل مین سرور
غم نہین گزری سے خالی جام و مینا ہو گیا

قم باذنی کہکر عاشق کو جلا دیتا ہے وہ
قم باذن اللہ اعجاز مسیحا ہو گیا

حسن خدمت سے ہوا محمود کا پیارا ایاز
اسقدر کی بندگی وہ سلطان کا سوا ہو گیا

ہاتھ اونکا جیب مین ہے ہر ہین دست سبع
واہ کیا دست حنائی ید بیضا ہو گیا

مقطع

کیا ہوا اگر حسن مین شہرت ہوئی اوسکی شراب
مین تو اوسکے عشق مین بدنام رسوا ہو گیا

چمن مین جو نزدیک گلبن گیا
وہ بلبل کی فریاد سن سن گیا

ہوئی شمع خاموش حال اوسکا سنکے
جسے دیکھ پروانہ جل بھن گیا

جو دشمن ترا ہے تجھے سے شراب
[illegible]

ولہ

منھ پہ کیا باندھے ہے باریک نقاب [illegible]
سامنا کرتا نہین وہ ابرو خمدار کا
لے رقیبو دیکھئے مجھکو [illegible]
خون کروا ڈالا نگاہوں مین [illegible]
کفر اور اسلام مین [illegible]
ایک چتون مین وہ [illegible]

دیوان شراب
ردیف الف

جب نشہ [illegible]
اسقدر [illegible]
[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

جہانمیں مر دہقانی کو بیشک آگ ہے پانی
جو حق بولی سولی لی ہاتھ میں جلتا ہوا گولا

خدا کی جو مشیت ہو اوسی پر اپنی ہمت ہو
رضا پر استقامت مجھ جدھر مولا ادھر دولا

۴۹

اوسی وہ کیون نہ پہچانے جو خوب اپنے تئین جانے
کہین جا بین سے ملا نے تراب ایسا نہیں بھولا

مین پیر عشق ہوں مجنون مرید ہی میرا
وہ عاشقی مین خلیفہ رشید ہی میرا

فریفتہ ہوں مین جس پر وہ ہی فدا مجھ پر
یہ حسن طالع و بخت سعید ہی میرا

تجھے ہو عید مبارک نے مجھے گلے سے لگا
نہ کر حجاب یہ انعام عید ہے میرا

کہا ایاز نے معشوق بن کے مولا سے
میاں تو بندہ بے زر خرید ہی میرا

تو صورت اپنی چھپا کر مجھے ستاتا ہے
نظر بخیر تصور مفید ہی میرا

کرم سے تیرے تو نزدیک ہی کسی دن آ
نہ سوچ گھر سے تیرے گھر بعید ہی میرا

جو داغ ہجر کا سہنا ہوا مین اوس سے داغ
کہا یہ تجھ پہ سزا دل شدید ہے میرا

وہ کان دھر کے مرا ماجرا سنے تو کہوں
نئی کہانی ہے قصہ جدید ہے میرا

۵۰

تراب کس سے مخاطب ہو کل وہ کہتا تھا
یہ تیغ عشق کا مارا شہید ہے میرا

نہ ہو معنیٔ الست اب وہ کیونکر بھلا
جسے یاد عہد قالوا بلےٰ

وہ آپی تھا سائل اور آپی مجیب
کہوں کس سے یہ راز میں برملا

کہیں خود ہوا شمع مجلس فروز
کہیں آپی پروانہ ہو کر جلا

کہیں تخم ہو کر چھپا خاک میں
کہیں شاخ شجرہ ہو پھولا پھلا

ولہ

منصور اور سرمد سا کوئی عشق مین یکتا ہو ۔ چون نفس ہوا تو کیا فرہاد ہوا تو کیا

درویش نہو جبتک وارستہ دو عالم سے ۔ بیقید ہوا تو کیا آزاد ہوا تو کیا

سغر و رعبث ہووے دنیا پہ کوئی کافر ۔ فرعون ہوا تو کیا شداد ہوا تو کیا

جب طوطی دانا کو دانیکی نہو پروا ۔ تب دام ہوا تو کیا صیاد ہوا تو کیا

جسمین نہ تمیز آئی خوردی و بزرگی کی ۔ شاگرد ہوا تو کیا استاد ہوا تو کیا

ہی یاد مجھے جسکی ہر لحظہ و ہر لمحہ
اک ذرہ تراب اوسکو مین یاد ہوا تو کیا

لکھا تعویذ کسنے آہ اس دلکی اداسی کا ۔ پڑھا ہی کسنے افسون ہای بیرحی حواسی کا

ذرا بھی ابر نیسان جبتلک پانی نہ برساوے ۔ کرے منہ بند دریا کسطرح بھی پیاسی کا

زبان اوسکی ہوئی ہی گنگ جسنے اوسکو پہچانا ۔ وہ عارف ہی نہیں جو کہ کرے حرف شناسی کا

ادائے شکر نعمت ہی خدا کی بندگی کرنا ۔ خلاف مرضی محسن نشان ناسپاسی کا

نہوئی گرمدد پیرونکی پردہ صاف کھل جاتا
تراب ایسی خراب احوال درویش لباسی کا
۵۴

جسنے کوئی یوسف کوئی یعقوب بنایا ۔ اوسنے مجھے طالب تجھے مطلوب بنایا

بخشی ہی اوسنے تو مجھے تیری محبت ۔ پیارے مرے جسنے تجھے محبوب بنایا

ہمکو تو فقط پڑتی ہے سب خوبی اوسکی ۔ جسنے تجھے خوبون مین بہت خوب بنایا

کہتے ہو جدائی مین کرو صبر ہماری ۔ کیا دلکو مرے آپ نے ایوب بنایا

جسد نسری مین جاہا اوسے سرمانی لگاؤ ۔ شوخی نے مری یار کو مجذوب بنایا

مے پرستو نسے کہو ہشیار ہون توبہ کرین
محتسب کا دور آیا دور جام ٹل گیا

رند بدمستون کی اچھی کھلی کہتری اوسکی کی
میکدے مین شیخ ناحق اودہکی فرعل گیا

نفس کے دریا پہ جتنے شرع کا باندہا تہا پل
وہ بخوبی پار اوترا جو اودہر کے پل گیا

۵۷
سر جھکا یا جس کسی نے اوسکے پانون پر شراب
شہسوار لافتیٰ کا جسطرف دلدل گیا

موسیٰ نے جسے جلوہ نما طور سے دیکھا
کا برق دسے سینے بھی کل طور سے دیکھا

گر وہ نہ دکھاتا اوسے دیکھتے کیا ہم
اوس نور کو ہمنے تو اوسی نور سے دیکھا

اک طرح کا ہووے تو کسے کہون تعریف
سو طرح کا ناز اوس بت مغرور سے دیکھا

کب حسن مین ہو حور و پری اوسکے مقابل
اوس شکل پری کو تو پری حور سے دیکھا

۵۸
ہمکو تو بہت رنج دیے عشق مین دل نے
کیا کیا نہ شراب اس دل رنجور سے دیکھا

جسکی قسمت مین کرے سیر کا دیدار خدا
اوسکو دکھلائے نہ پھر اور کا منہ یار خدا

اوس بچارے سے بھلا سیر پرستی کب ہو
خود پرستی مین کرے جسکو گرفتار خدا

نیک و بد خرد و بزرگو نسے نہیں جسکو فرق
ایسے احمق سے نہ دے ہمکو سر و کار خدا

ہر کسیکو نہیں ملتی ہے خزانے کی کلید
کھولتا ہی نہیں کم ظرف پہ اسرار خدا

ہے خدادا اونکو اک رنج مین سو طرح کی عیش
دوست کو رنج تو دیتا نہیں ازار خدا

صحت قلب تو آسان نہیں مشکل ہے بہت
آہ دل ہو نہ کسی شخص کا بیمار خدا

ایسے ملاح کے پکڑے نہ قدم کوئی کیونکر
ہاتھ سے جسکے کرے ناؤ بھی پار خدا

دیوان تراب — ردیف الف

کسطرح ملون اوس کہان ادسکو مین یار ن | جسکو مین کہین ایک ٹھکانی نہین پاتا

۶۱

دن رات پھرا کرتی ہے انکھو مین وہ تصویر
اک پل بھی ترابؔ اوسکو بھلانی نہین پاتا

سر وحشت عشق مین لیلی کی گیا اور پھر کھلا | بن مین کیون پھرتا ہی مجنون یا برہنہ کھلا
یار کہتا ہی ہجوم عاشقانہ مجلس مین دیکھ | بسطرح ہے آج دیوانون کا یان دفتر کھلا
اک اشارہ مین وہ کرتا ہی دلکو لا ایمان | تیغ ابرو کا ہی اوسکے موبمو جوہر کھلا
کسطرح چھپتا بھلا مضمون عشقیہ مرا | لکگیا تھا خط مرا غلطی سے نامہ بر کھلا
ہاتھ کی مٹھی نہین کھلتی ہی جسکی بخل سے | کب وہ رکھتا ہی دہان کیسہ پر زر کھلا
اوڑگیا پر جھاڑکے کہدی کوئی صیاد سے | صید وحشی کا ترے فوراً جو بال و پر کھلا
قوت اسلام ظاہر ہوگئی کفار پر | ہاتھ سے مشکلکشا کے جب در خیبر کھلا
غول بندہ کے چلے مین پھر ولایت کیطرف | شیر حق جلد آ خبر لے کفر کا بندر کھلا

۶۲

ناہدا ب جبر مین بیٹھا موند کے انکھین ترابؔ
خوف ہی حور و نگار کے کسطرح سے در کھلا

پریزاد و نسی الفت کر کی ناحق جی جلا اپنا | سنچا ہی کوئی خوبرو نکلو کرجا ہی دل بھلا اپنا
بیاض چہرہ کیون ہمکو سواد زلف خوش آیا | پھنسایا بالکی پھانسی مین ہم آپ ہی گلا اپنا
بہت ہونکی نرمی ہے محبت مین عمل جب سے | پر اوسکے چشم جادو پر نہ کچھ افسون چلا اپنا
چھپائین ہمسے انکھین جھپٹ ذرا بھی کی ہوئے | کہا جسوقت میں نے یار سے دکھ بر ملا اپنا
نہ کھلا قیس اپنے دلکی داغ اور پانونکے چھالے | نکلے لیلی سے محمل عشق یون مجھولا بھلا اپنا

غم دلکا چھپاؤن تو چھپائی نہین بنتا
اگر آرے وہ ایسا کہ بنائے نہین بنتا

پاس اوسکے مین جاؤن تو کٹھن ہے اگر اوسکو
پاس اپنے بلاؤن تو بلائے نہین بنتا

دن رات گذرتی ہی تصویر مین اوسکے
یاد اوسکی بھلاؤن تو بھلائی نہین بنتا

اوٹھتی مرے بھرآئین کل اکدوست کی انکھین
پھر اوسکو رولاؤن تو رولائی نہین بنتا

وہ شرم سے منھ سامنے کرتا نہین میرے
آئینہ دکھاؤن تو دکھائی نہین بنتا

گھیرے ہین رقیب اوسکو نہین بات کی فرصت
کچھ اوسکو جتاؤن تو جتائی نہین بنتا

کہتا ہے جو ایک آن تجھے چھوڑونگا مین تجھکو
جی اوس سے چھڑاؤن تو چھڑائی نہین بنتا

قاصد پیام اوس سے تو کہہ بھیجو چپکے
گر خط مین ہین لکھاؤن تو لکھائی نہین بنتا

بیکل کوئی کرتا ہے تراب اپنے کو ایسا
دل تجھسے اوٹھاؤن تو اوٹھائی نہین بنتا

اژگون نے ترے قیس کا سر پتھر سے توڑا
تو بھی وہ دیوانہ نے سنگ ترا نقش چھوڑا

چھٹرے جو کوئی اوسکو دکھائی شراجی
عاشق کا دل خستہ تو پہلو کا ہی پھوڑا

مشاطہ سمجھ بوجھ کے ہاتھ اوسپہ لگانا
کاکل نہین یہ خسارہ ہے سانپ کا جوڑا

کسطرح رکاب اوسکی کوئی دوڑ کے پکڑے
راکب وہ ستمگار ہے اور شوخ ہے گھوڑا

اوس بت کا دل سخت کسی سے نہو ازم
موم اوسکو کرے کون کہ پتھر کا ہی روڑا

تلوار کی بار اپنی دکھاہی مجھے کیا
خونریز مین کیا کم ہے تری انکھ کا دوڑا

تردامنی عشق نہ دل سے ہوئی زائل
گو آنسو وے نے اپنے ہین دامن نچوڑا

ساقی ترے میخانے سے کوئی خالی نجاوے
بھر دے مجھی کلگونسے کہین ایک کٹورا

ولہ

دیوان تراب

ردیف الف

عشق مین تیرے مین ہوا رسوا
تو بھی تجھکو نہین مری پروا

ردیف الف

وہ صنم کروٹ بدلتا ہے نہیں ...
ایکدن دکھلا دے منھ برقع اولٹکے بیحجاب
ہیں نہیں عاشق کا کچھ معشوق جا ہے سو کرے
یار بیگھر ولیکن ہے اور دل ہے میرا یار بین
کیون ہی چشم کرے کسکی نظر اوسپر لگے
منھ کی مہندی ہی صنم کی بطرح جو نہ رہے
ہوش اوڑ جاتے ہین تا صبح عقل ہو جاتی ہے سلب
قاصد اوس سے حال میرا کہیو ... محبوب
کچھ تو اوس سے مانگ لینا ... پر جیجیے
بادشاہو تو تعلق کا نہیں ... اعتبار

ہے سقیم احوال ان روز دن ترے بیمار کا
دم ترے دیدار مین ہے تشنۂ دیدار کا
بندگی بیچارگی عالم ہے مجھ ناچار کا
ہے بنو جس دل کہان ... دلدار کا
ہے جس آنکھوں نے دیکھا ہے تماشا یار کا
ہمنے کوئی جیتا نہ دیکھا گھائل ... کا
منھ کوئی جب دیکھتا ہے ... کا
کام ہے تیرا ہی پیغام اور اخبار کا
نامہ بر مضمون ... کوئی ... کا
کسطرح کیجیے ... یار کی ... کا

۷۹
سلطنت سے کم نہین اوسکو تری صحبت تراب
جسکو ہے ظل ہما سایہ تری دیوار کا

وصل سے غیر شادکام رہا
نہ ہوئی باریابی ہمکو حاصل
در پہ اوسکے امیدوار کی شکل
اوسنے میری طرف نہ پھر دیکھا
اچھے خود کام سے بڑا ہی کام
سب سے ازاد ہو گیا مولا

ہے ہمسے نت وعدہ و پیام رہا
اور وہان سبکو بارعام رہا
کل مین از صبح تا بہ شام رہا
مین تو کرتا اوسے سلام رہا
پھر کسی سے نہ ہمسکو کام رہا
تیری خدمت مین ہو غلام رہا

آشنا بی خبر ہماری سے	دیکھ کیا ہجر نے ہلاک کیا

پاک کر خلق بد سے دلکو تراب
غسل سے کیا بدن کو پاک کیا

جو مہر و لطف و تحفہ نہیں جفا کی سوا	گذارہ اوس سے کہاں صبر او رضا کی سوا
ہمیشہ دکھ میں کئی قیس و کوہکن کی سے	حصول عشق سے کیا محنت و بلا کی سوا
جو دکھ میں یار سے پایا نہ غیر سے پایا	کہو نہیں کسکو دل آزار آشنا کی سوا
اگر وہ کھینچ کے تلوار سر پہ آپہونچے	نہ منہ سے نکلے مرے کچھ بھی مرحبا کی سوا
وہ کیا کیا پیاری ادا او نے لکو لیتا ہے	کسیکو دلگی نہیں مجھ دلربا کے سوا
نہیں سنے گا وہ قاصد مرا پیام طویل	زیادہ اوس سے نہ تو کہیو مدعا کے سوا
قفس میں بلبل مسکین تڑپ تڑپتی ہے	خبر چمن کی اوسے کون دے صبا کے سوا
یہاں جو شخص ہوا کہتے ہیں وصال ہوا	خدا کے ملنے کی صورت ہی کیا فنا کی سوا

بہت تسے خواہش یاری کی تجھے ہمت ہے
تراب یار ترا کون ہے خدا کے سوا

اودھیلی آنکھ کو رو رو کے منہ ترا نظر آیا	جو دامن میں تھمے آنسو سو یاقوت و گہر آیا
سحاب او برس کھلے بند دلکی ترہی مرا تھا جو	پھر اوسکے قتل پر تو کیسے باندھ کمر آیا
او جا کر یوں ہوا رستہ ہو جیسے چاندنی پھیلی	بس اترا ہی جو ہے شب او سطرف وہ شک قمر آیا
کہا تھا کل ملونگا تجھسے میں صبح نکلتی ہی	نہ نکلا گھر سے باہر رات تلک دن دوپہر آیا
تراب انکھوں میں نہیں میری اب کوئی بجلی چمکا گیا	وہ چنچل کو نجانا کہ کب آیا کدھر آیا

عشق اوسنے بھلا اوسے دکھلا
قفس طفل سے امان دیا

سبب تاباتراب سنا مجھے
کے نشانی نہ مجھے نشان دیا

ہون ادب سے جھکائے ہوئے میں سر
مجھے اوب میں بنیچا پیرون کا

دیوان تراب
ردیف الف

کیون گرا تا ہے تو نہ دی میں نکلو خاک پر
دوستی کرنے لگا صیاد سے پھر باغبان
سر پہ کا قرآن ہو مجھی یا علی یا بوتراب

تھا بہت ہون آشیان اپنا چمن سے جابلے بلبل اوٹھا
ذوالفقار اپنی علم کرکے خدا دلدل اوٹھا

حق تعالے عشق اپنا دی تو بہتر ہے تراب
حسن صوری کچھ نہیں اس سے تو جی یا الکل اوٹھا

مجھے دیکھ کے سب سے کبھلے جی سے ہوجا
مجھے سنگدل مجھکو بھی کہتے ہیں سب مجھے
دلا گر عشق میں مجھکو تمنا شہادت ہے
جسے قتل ہائی آرزو ہو اوس سے کہہ اکدن

رقیبو نہیں کہتا ہی جل کے دل اپنے ہوجا
تو اوس بت کے کنار کش خدا کیو اسطے ہوجا
شہید ابرو خدا رہن بارے مری ہوجا
مری معشوق کو دیوار کی سائے تلے ہوجا

تراب اللہ والی دیکھتے ہیں سب کہیں حق کو
تو بسم اللہ کرکے جھٹ صنم کی سامنے ہوجا

مجھے جسپہ جان دیا
ہوئی نہ چاہ مری
دل سے عروج
خوبرویون کو
مجھے یاری وہ
کیون نہ صلح کرون
کیون وہ عاشق نہ بیش وصین کرے

کبھی اوسنے نہ ایک پان دیا
گرچہ سو بار امتحان دیا
از زمین تا بآسمان دیا
نازحسن پہ گمان دیا
کسی دشمن نے وغلان دیا
مصحف رخ کو درمیان دیا
جسکو معشوق مہربان دیا

دیوان بیان تراب

ردیف الف

وہ پھلنے لگا بیٹھا اک وار تراب اوس پر
جو اوسکے لیے ایسی شمشیر بنا لایا

جب دل منصور پر حق چھا گیا
لب پہ اقرارِ انا الحق آگیا

یار و تم کہتے ہو جسکو عرش پر
مین تو اپنے دل مین اوسکو پا گیا

کون دیکھے اوسکو غیر از اہل دل
آفتاب اندھے سے کب دیکھا گیا

حیف سرِ حق نہو جو ایک سے
پاس اپنے اک جہان آیا گیا

دم بخود ہو رہیے کچھ کہیئے نہ اب
حق جو کوئی بولا سو جھٹ مارا گیا

مرشد برحق کے صدقے جائیے
راہ حق کی جو ہمین دکھلا گیا

کہدے طالب سے کہ سبق ہی تراب
کلمۃ الحق وہ بہی فرما گیا

دلکو میرے اونے کیا کیا بھولی باتون سے لیا
مین جو کچھ بولا تو مجھکو آڑے ہاتھون سے لیا

مسکرا کر ہنسکے شوخی سے حیا و ناز سے
عاشقونکے دلکو اوسنے اچھی گھاتون سے لیا

سرخ لب اوسکے بائی لعل نے ایسی چمک
آب تاب پنا گہرنے اوسکے دانتون سے لیا

کیا ہوا لیلی اگر خیمہ کے اندر چھپ رہی
قیس نے تو جھانک تاک اوسکو قناتون سے لیا

کیون کہتے ہم شب تار اوسکے پرتو کو تراب
زلف مشکین نے سواد اندھیری راتون سے لیا

چھپ کے آیا پھر نہ منہ دکھلا گیا
کافر ترسائی جی ترسا گیا

یارو جسکو تم بہت کہتے ہو شوخ
دیکھکر مجھکو وہ کیون شرما گیا

آنکھہ اسوقت کسی خوبرو سی لگانا ہی برا
شوخ چشموں سے لڑے کون زمانہ ہی برا

جب ادودھر کو نکلتا ہون تو تکتا ہی رقیب
یہ نظر باز ہے اسکا ادھر آنا ہے برا

وضع مجنونکی بری کیون نہ لگے لیلی کو
عشق ہے جسکو جنون ہو وہ دوانا ہے برا

اور سب ناز ترا یار بھلا ہے لیکن
منھ چھپانا ہے برا اور آنکھ چرانا ہی برا

حرفِ دل پہ لگا تیر نگہ منھ سے نکہہ
کون جی مارے کسیکا یہ نشانا ہی برا

بس کر اللہ سے ڈر عاشق بیچارے کو
چھیڑنا ہر گھڑی ہر وقت کڑھانا ہی برا

اوسکے کوچہ کو جو سمجھے ہے یہ از خلد برین
یار بن باغ ارم اوسکو دکھانا ہے برا

نقش پا ہوکے یہین بیٹھا ہون گلی مین اوسکے
اے صبا خاک مری اوس سے اوٹھانا ہی برا

اوس ستمگر سے کہے کون تراب ایسی بات
ہم فقیرونکو غریبونکو ستانا ہے برا

جو غفلت ہی مین نت جاگا او سویا
کمائی کچھ نہ کی سب اوسنے کھویا

ہنسی مین جسکی گذری عمر ساری
وہی دنیا سے چلتے وقت رویا

یہان جو کچھ کیا پایا وہان ہم
وہی دانا چنا آخر جو بویا

نہ سیل آتا اگر تھم جاتے آنسو
یہ طفل اشک نے سبکو ڈبویا

مسلسل اشک مژگان پہ ہے یون
سی تارون مین جون موتی پرویا

نچھوٹا ایک داغ درد دل سے
بہت کل چشم تر نے اوسکو دھویا

وہی صدمہ مین ہوجاتا ہے ٹکڑے
نزاکت مین تو دل شیشہ ہے گویا

تو کیون خنجر کو ہردم آب دی ہے
ہم اپنی زندگی سے ہاتھ دھویا

[illegible]

کاٹ دے ہر ایک تیغ لا تسلم سی وہ سب — لائی اوسکے سامنے باتین کوئی لاکھون بنا

کیون ہمیشہ نہ اوسکی آبرو ہو بیشتر — جسکے ہر آنسو کا قطرہ گوہر مکنون بنا

واہ کیا ہی واہ نکلی منہ سی اوسکے در جواب — آہ سی میری ہر اک مصرع موزون بنا

دیکھتے ہی اوسکی صورت منہ سی نکلی بے درود — قدرت حق سی عجب وہ عارض گلگون بنا

جھاڑ پھونکا دسکا نہین کچھ نہ چپا کالی کا توڑ — زلف کی آگے تری کوئی جادو افسون بنا

جب ہی کچھ اوس سے غرض کرتا ہون تب کہتا ہے وہ — پھر تو لایا ہوگا شوقیہ کوئی مضمون بنا

دل ترا گھر ہے کوئی کرتا ہی گھر اپنا خراب — مت بگاڑ اوسکو وہ مجھکو اسقدر محزون بنا

گنج مخفی سے کیا ہی خود بخود اوسنے ظہور — اقتضائے عشق سے عالم یہ گوناگون بنا

چاہے وہ ظالم کہے چاہے کہے جاہل تراب — خلق مین اوسکا امانت دار اک مین ہون بنا ۹۹

نہ پیا جام ہلاہل کا نہ سم کھائے گیا — مرگیا عشق مین عاشق اوسے غم کھائی گیا

دم آخر بھی نہ کچھ اوسنے کہی جی کی بات — آہ بھی منہ سی نکلی ہی وہ دم کھا گیا

برگ گل بھرتی ہین شبنم سے خزانہ اسطرح — کاغذ ابری ہو جسطرح سی نم کھائی گیا

دیکھیے ہوتی ہے کیا کیفیت اوسکی پس مرگ — زندگی مین جو یہان خوف عدم کھائی گیا

وہ تو پاویگا دلان راحت و آرام سدا — جسنے یان صبر کیا رنج و الم کھائی گیا

کچھ نہ فرعون کی موسی سے چلی تو دب گیا — اژدہا ہو کے عصا جادو چشم کھائی گیا

آنکھ کو یار کی مین جب کہا شوخ غزال — سامنے پھر نہوا میرے وہ رم کھائی گیا

شرم سی کیا نگہ راست تری پڑتی ہی کہ — تیر ناوک ہر لفت سے یہ غم کھائی گیا

[illegible]

تمکو کیا ہاتھ لگا یار وکھو کیا پایا	درخور اوسکا جو مین اقبال طلبہ چھوڑ دیا

۹۲
روح کو تن کے سبب جگ سے تعلق ہے تراب
کچھ علاقہ نرہا جبکہ بدن چھوڑ دیا

جسنے قمری کو بجان بندۂ شمشاد کیا	اوسنے گلشن مین قد سرو کو آزاد کیا
حق نے حسن اوسکو دیا مجھکو کیا عشق نصیب	یار کو شیرین بنایا مجھے فرہاد کیا
دل تو ہی عشق مین محبوبہ نہین اوسکا قصور	وہی مختار ہے جسنے یہ سب ایجاد کیا
حور کے نشہ نے زاہد کو کیا مست وخراب	ہمکو دیوانۂ خوبان پریزاد کیا
پھر ہوا جوش جنون فصل بہار آپہونچی	قیس نے خانۂ زنجیر کو آباد کیا
ہاے کل سب سے کیا یار نے ملنے کا قرار	منتظر ہم ہی رہے کچھ بھی نہ ارشاد کیا
غیر کی مانی مری ایک نہ اوسنے تقریر سنی	داد دی اورونکی مجھ پہی بیداد کیا
سیر جب بیٹھے یہ تیرا ایک بھی آنسو گرا	تونے بیدردی مین کچھ شمع پریزاد کیا
چشم آہو پہ نظر کرکے نظر بازون نے	حلقۂ عین پہ آنکھون کے ترے صاد کیا

۹۳
اسطرح محو ہوا دیکھ کے منہ اوسکا تراب
خود فراموش ہوا جب ہی اوسے یاد کیا

جو بشر پتلا بنا ہو مکر اور تلبیس کا	آدمی اوسکو نہ سمجھے ہے وہ ابلیس کا
سلطنت مین جو کرے بذل و عیب پوشی	اوسپہ سایہ ہے رجال غیب چالیس کا
خانقہ مین جا کے سن کیا ذکر ہے نام خدا	مدرسے مین شور ہے کیا درس و تدریس کا
گر انہون نا دیو کو زور کرامت اسقدر	ایکدم مین لا سکتا تخت و بلقیس کا

ذرا لینے دے ارے نظر کو ذرا
ازمانے دم خنجر کو ذرا

قتل موذی پہ باندھ کے کمر
زور دے نازنین کمر کو ذرا

کبتلک رخ ادھر رہیگا بس
متوجہ ہو اب ادھر کو ذرا

چڑھ گیا ہے بہت فلک پر ماہ
عارض اپنا دکھا قمر کو ذرا

ابداری مین کوئی لگا دیکھے
دانۂ اشک سے گہر کو ذرا

ہاے کوئی خبر نہین دیتا
غم سے میرے وہ بیخبر کو ذرا

مرگیا نالہ کرتے کرتے آہ
نہین طاقت رہی جگر کو ذرا

ق

کاش آجاے یار آج یہان
شام کو یا دم سحر کو ذرا

دور بیٹھے جھٹک کے دامن کے
خشک کردے یہ چشم تر کو ذرا

یار خود شوق سے وہان آوے
رکھے جو پاک وصاف گھر کو ذرا

شیشۂ دور مین کیطرح تراب
دیکھ لے دل پہ رکھ نظر کو ذرا

عاشق کو بھلا ڈھونڈھ کے پہچان کے مارا
کیا جان سے مارا اوسے کیا جان کے مارا

پڑھ صلح کی آیات دکھا مصحف رخسار
کر قول و قسم پردہ مین قرآن کے مارا

بل کھائیگی ناگن کیطرح ہاتھ مین لپٹے
جب شانہ مین اوس زلف پریشان کو مارا

کیا گوہر دندان ہے لب سرخ سی چمکا
بجلی نے کوڑا لعل بدخشان کو مارا

منھ سے مرے نکلا کہ ابے کافر ظالم
تیر اوسنے جو کل ایک مسلمان کو مارا

جھٹ سے وہ لقبضہ ہو کہا کسلیے مجھ پر
مرتا تھا یہ خود سر مین بڑا ارمان کو مارا

ولہ

ردیف الف

دیوان تراب

ردیف الف

تراب جلوہ گہ حق تو دل ہے مومن کا
کرے ہے آئینہ تا حق مقابلہ دل کا

دامن تو میں اوسکا کبھی اے آسی چھوڑا
ہر چند بہت زور سے [illegible] مروڑا

اے عشق کیا تو نے مجھے شہرۂ بازار
مجنون کا بھی لیکن نہ پتا ہوگا ڈھنڈورا

لیلی نے کہا سنتی ہی [illegible]
کیا پھر ادھر آتا ہے وہ دیوانہ نگوڑا

ہوتا ہے کہیں ٹھیک وہیں تاریخ اندھیرا
اسطرح چھپا زلف میں رخ یار کا گورا

ہکو نہ تراب اتنی ہے [illegible]
پہنے جو کسی دن وہ مری صندلی جوڑا

نہان جو سوز پروانے میں دیکھا
عیان وہ شمع کاشانے میں دیکھا

وہ کیا مسجد میں عابد بنکے بیٹھے
جسے لوگوں نے بتخانے میں دیکھا

بچشم معرفت کچھ فرق سے نہیں
یگانے سے نہ بیگانے میں دیکھا

حقیقت کا بہر صورت علاقہ
جو تار سبحہ ہر دانے میں دیکھا

گیا کھل دل کا عقدہ بے تکلف
جو زلف یار کو شانے میں دیکھا

تماشا وہ نہ دیکھا جام جم میں
جو پیر مغ کے پیمانے میں دیکھا

وہ بولا میری وحشت دیکھکے کل
جنون طرفہ یہ دیوانے میں دیکھا

ہوئی مجنون کی یہ خانہ خرابی
جو آیا اوسکو ویرانے میں دیکھا

ہوا عاشق بچارا زہر کھاکے
بچارا اپنا مرجانے میں دیکھا

نکیلے اوسکا جھنجھلانا غضب ہے
عجب لطف اوسکے جھنجھلانے میں دیکھا

تراب اوس شوخ کی جو چھپکے پوچھے
کمال اوسکا میں شرمانے میں دیکھا

کفن اوسکو بہت ایسے تکلف سے دیا تو کیا
وہ ایسے جو یہان آیا ہوا از سر تا قدم ننگا

جو ڈوبے ہے پسینے مین چمن کر جا مد شبنم
چھپے کیونکر نہ گلگا رنگی اوسکے جسم پرا ننگا

دوائی درد دل بیٹے جو ادس ریزہ ما نگی
کہا اچھا بھلا اکدن بناؤنگا تجھے چنگا

دو رنگی سے جو ہو محفوظ دیگر نگی سے ہو محفوظ
ترابؔ اوس ہی کو ہم دیتے ہین خرقہ گر رنگا

١١٥

تنگ دل ہو قیس پھر وحشت سے گھبرانے لگا
یہ جنون راہ بیابان اوسکو بتلانے لگا

مطرب اوسکے آگے جب میری غزل گانے لگا
تا نت باجی راگ بوجھا یار فرمانے لگا

لڑکپن مین گالنکا سبزہ نمد کھلاتا تھا وہ
اب جو خط نکلا تو باغ سبزہ دکھلانے لگا

باغ مین کیا پھر خزان آئی گئی فصل بہار
دیکھ تو اے باغبان کیون پھول مرجھانے لگا

ترش ہو شیرین کر فرہاد سے یہ حرف تلخ
سنکے میرا نام شیرین کیون تو للچانے لگا

شو قمین شیرین کی افیونی کی صورت بنگئی
کیون تو زہر عشق میٹھا جانکے کھانے لگا

عشق کے نفع و ضرر سے کیا نہ واقف تھا ترابؔ
کیا سمجھ کے ناصحا تو اوسکو سمجھانے لگا

١١٦

کبھی وہ دل فریب ادھر نہ آیا
بھلا دل لیکے ہمسے منھ چھپایا

جہان مین کوئی نہ ایسا سنگدل ہو
وہ بت کیا بیمروت ہے خدایا

مری قاصد سے اتنا بھی نپوچھا
کہان آیا اور کیا پیغام لایا

کوئی جگ مین کسی پر دل نہ دیوے اب
بہت لوگون کو خوبون نے ستایا

تصدق ہون نہ کیون مین پیر مغ پر
عجب جام سے وحدت پلایا

دیوان ترابؔ

ردیف الف

[illegible]

یارونسے تراب اپنے کہے جاہو حق بات
۱۰۹ ہے کلمۂ حق صاحب تلقین کا ڈنکا

جو حق کے پیارے ہین انکو ہے سہاگ سدا
وہ کھیلتے ہین ہنولی مین اپنی بہاگ سدا
خدا پناہ میرے انکی جلال و گرمی سے
جو اہی دہونی مین کہتے ہین گرم آگ سدا
خدا کے فضل سے جسپر کھلا ہے
وہ اہل وجد ہے بہاتا اوسکو راگ سدا
طعام خوش کہ للچا اونکو کھائے ہین
جو نان خشک جو ڈالو گہر کا ساگ سدا

تراب تنگ نہونا جدا ل ملاسے
۱۱۰ کہ عالمون کو رہی صوفیونسے لاگ سدا

عشق بازی نے تو اوسکی ہکو ہے رسوا کیا
یا الہی یار دے یہ دل بھی کہین اپنا کیا
تیری مچھی کے لیے اے مرغ ماہی نے دش
ایک عالم ماہی بے آب سا تڑپا کیا
دیکھنا یار وتنک اوس شوخ کی بیدادگری
اسنے اپنے عاشقون پر ظلم ہے کیا کیا کیا
ترس آتا ہی نہین اوسکو کسی کے حال پر
اس بت ناترس کا کسنے لقب ترسا کیا

ایکدن بھی تو نہ آیا وہ ترے گھر مین تراب
۱۱۱ جسکے کوچے مین تو اک مدت تلک جایا کیا

جسمین کسیکو بھاوے بھاوے تجھکو وہ کام کرنا
عاشق ہیجر کسیکو آپی سلام کرنا
ہو فرے گئے ہین ابتو زاہد بھی رام تیرے
کافر غضب ہے تیرا یہ رام رام کرنا
کس کام کی نگین سے یہ خود نمائی یارو
خود روسیاہ ہو کر اظہار نام کرنا
تم خوش ہو یا ہو نا خوش یا اسی نجاؤ نگا مین
ابتو گلی مین تیری مجھکو مقام کرنا

خوشبو وہ انکی چاہیے لادے مجھے صبا
بستا ہو جس چمن میں وہ گلفام دلربا

وہ رنگ بو نظر پڑا ایک گل میں بھی
جو رنگ بو دکھاتی ہے پیارے تری قبا

گر ہاتھ سے ترے نہیں عاشق ہوا ہے قتل
دامن ترا لہو سے بھلا کس طرح ڈبا

جب فنا تجھ کو جائے تو گور تیل پر
جی اوٹھکے وہ کہے بصد اخلاص مرحبا

۱۱۵
جسدن سے یار دوست ہوا ہے تراب کا
دشمن ہوئے ہیں اوسکے سبھی خویش و اقربا

کیا خوب تھا کل اوسکی ملاقات کا سمیا
تا مرگ نہ بھولیگا مجھے رات کا سمیا

کیا بات وہ کہتا تھا کہ ہنس دیتی تھیں کلیاں
روتا ہوں میں اب یاد کر اوس بات کا سمیا

انسو کی جھڑی آہ کی بجلی ہے چمکتی
یہ دیکھ شب ہجر میں برسات کا سمیا

بیٹھا نہ گیا مجھ سے تو کل بزم میں اوسکی
دیکھا جو رقیبوں کی مدارات کا سمیا

البتہ ہوا اعجاز مسیحا اوسے یارو
دیکھے جو ترے لب کی کرامات کا سمیا

ہونٹھ اوسکے لب آب حیات اب نہوں کیونکر
دکھلاتی ہے زلف اوسکی تو ظلمات کا سمیا

۱۱۶
بھولے ہے تراب اب کوئی بیداد و جفا میں
پیارے وہ تری لطف و عنایات کا سمیا

آرام جان مجھکے بعمر جسکو پالا
دیکھا تو اب وہی ہے آزار دینے والا

یعنی بدن ہے سارا آزار دہ ہمارا
جو سب سے ہے پیارا دیکھے وہی کسالا

پیری میں بھی نہ بدلی خو طبیعت افسوس
حرکات نفس سے ہیں جوں طفل خورد سالا

ملکوت میں تھی خوش ہم ناسوت میں ہی ہمرہ
جنجال میں پڑن گر دہ اونکو حق نے ڈالا

ردیف الف

ولہ

۱۱۸
اک ذرہ تراب اب ہے جنبش نہیں کرتا

تب گوہر و یاقوت سے اشک مرا بیش | لگ جاوے اگر یار کے دامن سے ذرا سا

دل چھین لیا مجھ سے تراب اوسنے بکایک
۱۱۹ جس سے کہ کبھی مین نتھا واقف و شناسا

دیکھیا عاشق کو چلنے وقت پھیرا یار نکا
ایک یا لی سے دو بالا ہو گیا عارض کا حسن
مین فقیر بینوا دکھتا ہون کیا اوسکے سوا
جسکے سودے مین ہوا ہون شہرہ بازار مین
کیون نہ کھینچ لیسے ہم اوس برہمن پہ لاگ
ہر وہ دامنگیر میرا مین ہون اوسکا دستگیر

پھر بسایا آ کے گھر اک خانمان ویران کا
روپ کچھ اور ہی کھا ہر وہ بالا کان کا
ساز و سامان ہے وہی مجھ بے سر و سامان کا
ہے وہی جنس گران قیمت مری دکان کا
وہ تو ہی خواہان ہمارے دین و ایمان کا
تا قیامت مجھ پر احسان و دامان کا

گر نہ آتا وہ یہان پر ورد کے رہجاتا تراب
۱۲۰ مین تو ہون مرہون اپنے یار کے احسان کا

اک برہمن یار صادق ہے مرا
ساتھ اوسکا مین نچھوڑونگا کبھی
عاشقی مین سلسلہ میرا نہ پوچھ
مجھکو دنیا مین یہ دولت ہی بہت
کیا کریگی برخلافی غیر کی
کیا کہون اوس سے نگلی واردات
فکر روزی کی نکر ہرگز تراب

صورت معشوق عاشق ہے مرا
یار سے یہ عہد واثق ہے مرا
پیر بھائی قیس و وامق ہے مرا
مہربان مجھپر وہ مشفق ہے مرا
یار تو مجھسے موافق ہے مرا
ظاہر اوس پر حال سابق ہے مرا
رزق کا ضامن تو رزاق ہے مرا

جو پوچھیں [illegible] کیون اوسکو [illegible] کیے بیٹھے
مجھے تو خوبون مین ناحق کو انتخاب کیا

کہان [illegible] دیکھا کسی کی راہ
خدا نے عاشق مشتاق پر عذاب کیا

مرا تو قصہ رہے گا پتہ تا بروز حساب
کہ اوسنے جور و جفا مجھپہ بیحساب کیا

۱۲۴
بتونکے عشق مین اتنا نہو کوئی رسوا
نہو کسی سے جو کچھ تو نے اے **تراب** کہا

سواد خط سے ہے بس جل حسن کی تمامی کا
مجھے دکھا نہ یہ سرخط مری غلامی کا

کسی کے عشق مین بدنام مین ہوا تو کیا
گذر نہین مرے کوچے مین نیکنامی کا

نہ مانگے یار سی مٹھا تبسم جھوٹا کیون
مزہ پڑا ہے اوسے تو نمک حرامی کا

بہار دیکھے کوئی اوس پری کے دہن کی
چمک رہا ہے یہ سنجاف کیا تمامی کا

ادائین اوسکی سبھی خوش ہین رقص مین لیکن
کچھ اور ہی لطف ہے آہستہ کج خرامی کا

لگی ہے منہ ترے کیا پیچ سے نئی قلیان
یہ دم رکھے ہے ترے لب سے ہمکلامی کا

ہوا نصیب سے خسرو جہانتین شیرین کلام
ہوا جو زخمی ہو فرہاد تلخ کامی کا

جو پختہ عشق مین تجھسے جل کے دیکباب ہوے
مفارقت کا ہے شکوہ نشان خامی کا

۱۲۵
تراب کسکو رہا یار سے دوام حضور
تو حوصلہ نہ کر اس دولت گرامی کا

ہے سجاوٹ کچھ اور بالے کا
شوخ زنار دار والے کا

کیون نہ عشاق ہوین حلقہ بگوش
ہے عجب روپ اوسکی بالے کا

جھوم لیتا مین اوسکی زلف سیاہ
ڈر نہوتا جو سانپ کالے کا

دیوان شاہ مراد

ردیف الف

جب مین کہین شراب بچارا پھنسا نہین
خود کردہ گار اپنے ہی کردار مین پھنسا
١٢٨

زر دار اپنے تھا قفل کا لب پہ [illegible] کھلا — آرادہ پر فقرا کی بہت راہ نہ دکھلا
کر شرم کو [illegible] — بدلی مین چھپا آپ کو لے ماہ نہ دکھلا
بیہے مرگ [illegible] — جلوہ ہو کسی اور کو ناگاہ نہ دکھلا
کہتا ہے جبسے [illegible] — منظور ہی تو خواہ دکھا خواہ نہ دکھلا
اک دن تو بھی فرقت کی زمین [illegible] — بروز قیامت مجھے اللہ نہ دکھلا
کیون حال پریشان مرا [illegible] — جا مجھکو بہت شعبدہ و جاہ نہ دکھلا

جو بندہ درگاہ شراب اپنا کہا دے
[illegible] اور کی درگاہ نہ دکھلا
١٢٩

پیر اک نوجوان سے ہارا — ناتوان پہلوان سے ہارا
یار وہ تم کس لیے جھگڑتے ہو — مین تو اوس مہربان سے ہارا
صبر کسطرح سے کرے عاشق — غم مین تاب و توان سے ہارا
عشق بازی مین کیے ہاتھ سے دہ — ننگ و نام جہان سے ہارا
حسنے دو کان عشق پھیلائی — اپنے سود و زیان سے ہارا
دلکا قصہ کہان تلک مین کہون — تھک گیا منہ بیان سے ہارا
اوس [illegible] مین ہاتھ [illegible] ہیہات — دل و دین مال و جان سے ہارا

کسیکو ہمنے دنیا مین نہ پورا آشنا پایا
جسے یار وفقط ہم دلربا اپنا سمجھتے تھے
ہمین شبنم سا ہجرانمین اوسیکے چشم تر رکھا
وہ شانہ ہے انگلی ہے مری دلمین کھٹکتی ہے
برا کیون مانتی ہے سو کوئی جلکیر ترا کیلے
نہین عاشق کو کچھ پروا اگرچہ ہر چند وہ ہوا

جسے جگ مین بہت چاہا اوسکو بیوفا پایا
اوسیکو سیکڑونکا آشنا و دلربا پایا
تبسم جس گل غنچہ دہن کا دلکشا پایا
یہین اوکس رسا کو بید لونسی نارسا پایا
بھلا ہو اوسکا جسنے عشق مین ہمکو برا پایا
صنم کی چاہ مین اوس سے نہ کیسے تو کیا پایا

۱۳۳

برہمن ہو کے بیٹھا تکیہ مین ترک مشیخی کر
تراب ایسا کسی نے بت پرستی مین مزا پایا

اوسنے صد کوہ غم کو دیکھ لیا
مرگئے غم کے مارے دم بھر مین
خوب وعدہ کیا تھا وصل کا واہ
کام آیا کبھی نہ عاشق کے
میرے گریہ پہ ہنس کے مت کہیئے
ہاتھ آئی نہ جب قدم بوسی
اوسکے کوچے مین بیٹھکے یکطرف
دل فقرا سے کوئی نہ ایک لگا
نہ پڑا جب نظر ہلال عید
اینو زاہد بھی بت پرست ہوا

ہجر مین جسنے ہمکو دیکھ لیا
ایک دم مین عدم کو دیکھ لیا
اوسکے قول و قسم کو دیکھ لیا
تیرے لطف و کرم کو دیکھ لیا
جا تری چشم و نم کو دیکھ لیا
اوسکے نقش قدم کو دیکھ لیا
سارے باغ ارم کو دیکھ لیا
ہمنے سو جام جم کو دیکھ لیا
اوسکی ابرو کے خم کو دیکھ لیا
کہین میرے صنم کو دیکھ لیا

ولہ

دیوان تراب

ردیف الف

۱۳۵

ولہ

۱۳۶

ابتک جو نہین ادھر آیا

بھلا غلام تھا محمود غزنوی کا ایاز
بندھا تھا یار کے بازو مین نقش جو کسکا
پڑی جو آنکھ مین میری وہ گردوانگی

گنہ جسکے ہاتھ لگا تھا اوسکو مول لیا
مین اوسکو جانکے تعویذ دل کا کھول لیا
شگون سمجھکے اوسے آنسوون مین گھول لیا

۱۳۷

اودھر جو ناز و ادا کا دہے چلا لشکر
اودھر تراب نے آہ و فغان کا غول لیا

وہ خود غرض ہے اپنی ہی مطلب کا آشنا
کیا بات اوسکی ہے وہ عجب ہے کا آشنا

ہا تھا وہی مجھکو ملکے یہ معلوم ہوگیا
دن کا وہ آشنا نہین ہے شب کا آشنا

یکسان ہین ہمسکے اگر رقیب و حبیب سب
بھٹیارہ ہے وہ کسیکا نہو سبکا آشنا

روز ازل سے مجھکو ہوئی اوس سے دوستی
وہ شوخ سنگدل ہو مرا کب کا آشنا

جب مجھے بھی آشنائی کے قابل تھا صنم
یارو نہ پوچھو سبب وہ مرا ہے کب کا آشنا

میری طرح دیکھو وہی ہے جو یار کی
مین تو ہون پہ یار کی مذہب کا آشنا

تو تم بازی کہہ تو ابھی مرکے جی اٹھون
اتنا ہی سو ہی ہے ترے لب کا آشنا

کسطرح مجھسے یار کی صحبت برار ہو
وہ تو ہوا اب وہی صاحب کا آشنا

۱۳۸

اوسکو تراب قدر کہان ہو فقیر کی
ہووے جو اہل دولت و منصب کا آشنا

کھیچ سر پر جو لیلی کی یہ تصویر توڑونگا
کہے تھا اک کمان ابرو شاریکی جو کہ کل
غضب ٹوٹے نہ کیون صیاد میری سرگشتگی

کہ مجنون ہون وحشت جست زنجیر توڑونگا
مین دل کی خاک تو دے پر ہزار دن تیر توڑونگا
پھنسا کر جال مین بال و پر زنجیر توڑونگا

وہ چلتے وقت بہت لگ چلی رقیبوں سے	ہمین وہ دے گئے اچھا صلا محبت کا
مین چھپکے بیٹھ رہون ان دنون اک گوشے مین	ملے جو گھر کہین اک منزلا محبت کا

۱۳۱

کسیکی جب کا پیاسا رہون نہ جیسے تراب
مجھے تو جام اب ایسا پلا محبت کا

ملگیا غیر سے جھٹ ہمسے جدائی کرگیا	بیوفا تھا جب تو ایسی بیوفائی کرگیا
کوئی اوس نا آشنا سے آشنائی کیا کرے	آشنا سے اپنے جو نا آشنائی کرگیا
دیکھو اودھر وہ لڑائی پھیر لی ہمسے نگاہ	صلح جا دشمن سے کی مجھسے لڑائی کرگیا
دیکھکر رستے مین مجھکو پھر گیا کر کے راہ	شوخ راہ شرم سے کیا کج ادائی کرگیا
پھنس گیا صیاد بھی اب تو کہین بہتر ہوا	صید کے حق مین بھی طرح رہائی کرگیا
ہم نہین کرنیکے اوسکی خیرخواہی مین قصور	کیا ہوا گر ہمسے وہ ظالم برائی کرگیا
دلبری مین ہر ادا اوسکی ادا تازہ ہے	کیا کہون کیا کیا ادا سے دلربائی کرگیا
زندگی و مرگ اک عالم کی اوسکے ہاتھ ہے	اپنے دور حسن مین وہ بت خدائی کرگیا

۱۳۲

جیتے جیتے تو کبھی دل سے نہ بھولیگا تراب
چلتے چلتے یار جو مجھسے کھائی کرگیا

دوستو جسکی محبت مین مرا جان گیا	وہ تو بیمہر و وفا ہے مین اوسے جان گیا
مجھسے کیا چھپکے رقیبون سے لڑاتا ہے آنکھ	اک نظر باز ہون مین چور کو پہچان گیا
کر دیا زلف پریشان نے اوسے خاطر جمع	سامنے اوسکے جو باحال پریشان گیا
ہو گیا آنکھون مین اوسکے تو جہان سب تاریک	جسکے گھر کی بزم سے وہ شمع شبستان گیا

ردیف الف

وله

یار بازی کی یاری کچھ نہیں | ہوتے ہیں وے اک جہانکے آشنا

آشنائی ہر تراب ان سے بھول
ہیں وہ ہرجائی کہان سکے آشنا ۱۳۵

ادبھڑ جا کے و قصہ سو ہے چاہ زنخد انکا
نکل سکتا تھا وہ باہر کہان یعنی کہ کوئے سے
نہ قسمت جاگتی گر خواب مین اکدن نہ آتی کی
ہوا خشتہ وہ یون ہی مین ہی بن سچ نکل ایسے
وہ عارض انکا غارت گر ہی خط و خال گیسو سے
کمر باندھے کسو دامن اٹھائی آستین کھینچے

براحت کی یہ صورت ہے وہ عالم ہی نگہ انکا
دکھایا قیس کو وحشت نے یہ رستا بیابان کا
تو کا ہیکو عزیز مصر ہوتا ماہ کنعانکا
نہ خلوت نشین علیہ انہ تھا کر جب اوج جہانکا
پری ہی شہر ہندستان مین یہ دن بڑا انکا
دکھاتا ہے مجھے صبح اپنی خونخواریکی ہی بانکا

کہون عشرہ دگانسے سوز نین پیری تار زلفون کے
تراب اوسکو لگانا ہو جو دل کے زخم پر ٹانکا ۱۴۲

بھادون آخر ہوا کنوار آیا
کر گیا تھا قرار جھوٹا وہ
غور کرتی ہے باغ مین بلبل
دیکھکر اوسکی آنکھ متوالی
کل مین جسکی رکاب پکڑے تھا
اوسکے آتے ہی جی گیا صد نے
جسکا آتا ہے نت نیا یار دہ

گھر سے بر آ بتلک نہ یار آیا
دل مجھے کسطرح قرار آیا
کیا جنون موسم بہار آیا
چشم نرگس مین کیا خمار آیا
آج ادہر وہ شہسوار آیا
خوب بروقت انتظار آیا
پھر نئی دھب سے اسکی بار آیا

دیوان میر تراب

ردیف الف

باہر اوسکی گلی سے جانون کہان
اب تو وان گھر بنا کے بیٹھ رہا
پھنس گیا دام زلف مین آہ
دل جو ہے
عشق نے دی اوسے جو آزادی
سب نصیحت بھلا کے بیٹھ رہا
جیسے پروانہ شمع کے آگے
اپنا تن من جلا کے بیٹھ رہا
دیکھ جوگی ہو کے تراب

[illegible]

ولہ

[illegible]

حیف اوس سے کسی نے یہ نہ سُنا
کون بوسے وہ شوخ گل سے ورے

کیون وہان سے تو آکے بیٹھ رہا
غنچہ بھی سر جھکا کے بیٹھ رہا

۱۴۹
نہین اوٹھتا ہے دل تراب اوس سے
گو وہ مجھکو بھلا کے بیٹھ رہا

بسا ہے باغ مین صیّاد بلبل سے چمن چھوٹا
وہی سوزش ہے مجنونکی ملا ہرچند لیلیٰ سے
بھلا شیرین کی خواہش مین بڑا وہ کوہ کاوش مین
ہوا پھر کیون مقید آئینے مین خود پرستی کا
کوئی اوس سے یہ جا کہدے تو کیون مُنہ چھپا گھر اپنے
تو اپنے فن مین ہے کامل نہ بازیگر سی ہو غافل

نکوئی قمری بھی اوس سے نکولی زاغ و زغن چھوٹا
نہ کچھ وحشت گئی اوسکی نہ کچھ دیوانہ پن چھوٹا
امید وصل پر پھر انکی غم سے کوہکن چھوٹا
جو قید بت پرستی سے وہ طفل برہمن چھوٹا
یہان سے پھیر لے آ دیکھ کس سے وطن چھوٹا
تماشے میں کرے ہے مشیخت کا چلن چھوٹا

۱۵۰
ترابؔ اوسکا فراق و وصل ہر یون ہی نہین کچھ اصل
ملیگا کون ہمسے جس گھڑی اپنا بدن چھوٹا

کھلا دے مجھکو لقمہ ایک ہی شیرین دہن جھوٹا
کہان وہ نافہ آہو کہان یہ طرّہ گیسو
نہین چھوٹا پڑی ہے دار جسکے ہاتھ سے کب بے
صنم کے لب پہ کچھ اور ہی چمک ہی لعل نگ سے ہے
قسم اوسکی نہ کوئی مانے اوسی سچا نہ کوئی جانے
ترے کسطرح نکلے وہ جا کسطرح بکنھڑ

نکھوار مین سچا ہون نہ ہو میرا سخن جھوٹا
لہو کی باس کیا ہے نافہ مشک ختن جھوٹا
وہ کب بازو پہ باندھیگا طلائی نورتن جھوٹا
مقابل اوسکے کیا ہونا ہے یاقوت یمن جھوٹا
اوسی عاشق ہی پہچانے کہ ہے وہ دلشکن جھوٹا
جو گر رکھ ہو سکے جانے پیے شکر کا بچن جھوٹا

۱۵۳

ولہ

[illegible]

۱۵۵ وله

جسوقت بلند آہ شرر بار کرونگا

شکوہ مین ہی وعدہ نہوا یار کا پورا

۱۵۶ وله

ظاہر مین کیا جسنے مجھے اپنا خریدار
باطن مین اوسی حق کا طلبگار کرونگا

مشتاق رہیگا ندکھاؤنگا اوسے منہ
جب تک نہ بہت تشنۂ دیدار کرونگا

جسطرح کیا اوسنے گرفتار مرا دل
اک روز اوسے مین بھی گرفتار کرونگا

بیوقت مین پاس اوسکے جو جاتا ہون تو کو
سوتا ہی اگر یار تو بیدار کرونگا

دل پر جو چوٹ کھاؤنگا گھر کو سدھارا
آونگا تو پھر دیکھیو لیبا وار کرونگا

کھل جائیگا تب راز مری عشق کا سب پر
جسوقت اوسے محرم اسرار کرونگا

یار ہین مری ہوگا اوسی روز وہ صیاد
جب اوسکی غمزے بیزار کرونگا

اوسوقت ہی سودا کا خود ہوگا قدردان
جب اسکی کوئی اور خریدار کرونگا

منکر بھی اگر گور مین پوچھے گا تو واللہ
اوس بت کی محبت کا مین اقرار کرونگا

جو بات شراب اوسنے کہی یار مین کہے
۱۵۷ مرجاؤنگا پر اوسکا نہ اظہار کرونگا

دیوان شراب — ردیف الف

دل جسکی محبت مین گرفتار ہی میرا
وہ دشمن جانی دل آزار ہی میرا

کہتا ہے خبردار چھپانا ہی الفت
عاشق ہے یہی او اقرار ہے میرا

کسطرح بھلا مجھسے چھپی درد و غم اسکا
غماز تو یہ دیدۂ خونبار ہے میرا

کیونکر نہ رکھون یار کے ملنے کی تمنا
دل آرزوے وصل سے ناچار ہی میرا

کل دیکھکے مجھکو وہ لگا کہنے کسی سے
پہچانیو اسکو یہ خریدار ہے میرا

صورت نہ دکھاؤنگا اسے اپنی کسیدن
کہہ دو یہ عبث تشنۂ دیدار ہی میرا

کسطرح بیاں چال اوسے یار مین جانون
نادانی سے یہ وہم او پندار ہی میرا

مجھکو جو تراب اوسنے کیا شہر مین رسوا
مین کیا نہ اوسے شہرۂ بازار کردن کا

۱۵۷

جینا رہے وہ جسنے مجھے مار کے چھوڑا
مین آپ سے ٹوٹا نہین خود یار نے توڑا

روتا ہی رہا مین نہ ہوا اوسکا مژہ تر
چھٹی نہ پڑی اوسپہ جو دامن کو نچوڑا

کسطرح رکاب اوسکی مرے ہاتھ مین ہوتی
اوس شوخ ستمگار کا چالاک تھا گھوڑا

کرتا مین رہِ عشق مین کچھ اور بھی تگ و دو
گڑتا نہ مرے پانون مین گر ہجر کا روڑا

مجھپہ پر نہ تراب اوس بتِ کافر کا چلا زور
تسبیح مری بچ گئی مضبوط تھا ڈورا

۱۵۸

ابروِ یار نے ہمین مارا
تیغ خم دار نے ہمین مارا

ہم تو گھائل مین اوسکے ابرو کے
اسی تلوار نے ہمین مارا

سنگ مرمر سے کردی گورِ سفید
گورِ رخسار نے ہمین مارا

کیا گل اندام سے گلے لگ کے
پھول کے ہار نے ہمین مارا

جی اوٹھین مردی جسکی ٹھوکر سے
اوسکی رفتار نے ہمین مارا

زلف کا فریب کوئی فسون نہ چلا
اوس سیہ مار نے ہمین مارا

غش ہوئی ہم تو دیکھ اوسکی سج
اوس طرحدار نے ہمین مارا

دام مین پھنس کے کہتی ہے بلبل
عشق گلزار نے ہمین مارا

جل گئے اختلا غیر سے دیکھ
رشک اغیار نے ہمین مارا

وعدۂ وصل تھا کہ شادیِ مرگ
کہکے عیار نے ہمین مارا

ردیف الف

دیوان تراب

چڑھ گئی زلف کی دماغ پہ بو ... | ...شک تار نے ہمین مارا
سیف قاتل سے قامت بالا | اپنے ہتھیار نے ہمین مارا
چڑھکے سولی پہ کہہ گیا منصور | اپنے اظہار نے ہمین مارا
دم بخود ہون سے کہے نہین بنتا | ضبط اسرار نے ہمین مارا
نام لینے سے جسکے غم مٹ جائے | ایسے غمخوار نے ہمین مارا
پھر لیے جاتے دل اوسکی طرف | جس جفاکار نے ہمین مارا
تن بتقدیر دست لکھے کیا ہو | دل کے کردار نے ہمین مارا

١٦١ — ہجر کا ہے تراب بوجھ بڑا
اس گران بار نے ہمین مارا

نہایت بیوفا نکلا صنم سے دل مرا ٹوٹا | نہین اب اوس سے کچھ امید بالکل سر اٹوٹا
لگاوٹ سے پھر اوسکے یہ شکن دلکی نجائیگی | نہین جوڑ بڑے ملتا ہی جہان شیشہ ذرا ٹوٹا
توکیا کہتا ہے اے دلبر شکستہ دل ہے میرا کہ | پسند آتا ہے دلدارونکو کیا محل سرا ٹوٹا
ہمارے شیشۂ دل کو سنبھل سے ہاتھ مین ع | نزاکت اس میں کے آئی نظر جب گرا ٹوٹا
بہت پیہین دانائی کا تھا تجھکو گھمنڈ اے دل | جنون مین ہاتھ سے اڑکونکو دیکھا سر ترا ٹوٹا
کیا تھا عشق سے دم نے مجھے طال اللسان ایسا | ہوا ہون گنگ اب جب سے دم نعرہ سرا ٹوٹا

١٦٢ — تراب اوسکو غنیمت جان جو رسوا ہوا جگ مین
محبت مین ہوا فانی ترا جون وہ سرا ٹوٹا

بیدم ہے تڑپتا ہے جو بسمل نہ بچیگا | کوئی دم کا ہے مہمان یہ گھائل نہ بچیگا

١٦٣ — ولہ

ردیف الف

١٦٤ — ولہ

ہوگیا دم مین اوسکا کام تمام | جسکو بانکی ادا سے کام پڑا
ترچھی چتون سے جو ہوا گھائل | اوسکو تیر قضا سے کام پڑا
بیطرح دل پہ درد ہے لاحق | مرض لا دوا سے کام پڑا
ایک ہو تو کسی سے کہیئے ہاے | عشق مین سو بلا سے کام پڑا
دیکھکر مجھکو یار کہتا ہے | مجھکو اس مبتلا سے کام پڑا
ہاے کون اوس سے یہ کہے جا کر | مجھکو جس دلربا سے کام پڑا

کیون رکھے ہے تراب کونا کام
نہین تجھکو گدا سے کام پڑا

۱۶۵

دیوان تراب

ردیف الف

۱۶۶

ولہ

مری تسبیح کا اک تار ٹوٹا | وہ کافر کا تو سب زنار ٹوٹا
مرا دل عشق نے کیا توڑ ڈالا | دل اوسکا بھی تو آخر کار ٹوٹا
شکست اب عشق نے دونون طرف دی | ادھر بیدل ادھر دلدار ٹوٹا
بھلا اے عشق تیرے دم قدم سے | حیا و شرم و ننگ و عار ٹوٹا
کہانکی شیخی و کیسی بزرگی | مرا سب دعوی و پندار ٹوٹا
پلا ساقی مجھے اب بھر کے پیالی | کہ ہر جرعہ مین اکا نکار ٹوٹا
خبر سو پہنچے نہ کیونکر محتسب کو | مرا تو خم سر بازار ٹوٹا
صراحی مے کی جب سر منہ لگی ہے | در گنجینۂ اسرار ٹوٹا

مین ٹوٹا تھا تمھ سے اوس بت کے ایسا
تراب اب نہ کوئی پندار ٹوٹا

۱۶۵

صبر کی رات گئی شکر کے دن آئے تراب
پینے نے منت غیر آج وہ یار آ پہونچا

گو وہ کہتا رہا برا اور بھلا
سامنے سے پر اوسکے مین نہ ٹلا

چھیڑ نہ کوئی نام اوس پر ہی کلے
ہاتھ سے اوسکے مین بہت ہون جلا

ہجر مین دل ہوا سراپا درد
تحمل غم ایکی بار خوب بھلا

اشتیاق انتظار نومیدی
عشق مین ہین غضب یہ تین بلا

جادوگر ہے وہ بہر ہمن والا
اوس پہ افسون کسیکا کچھ نچلا

رشک سے غیر ہاتھ ملنے لگے
منہ پر اوسکے جو مینے عطر ملا

اوسنے میرے گلے مین ڈالے ہاتھ
کیون نہ کاٹے رقیب اپنا گلا

اب تو کچھ غیریت بہم نرہی
رہگیا یار سے خلا و ملا

۱۶۶

دم بخود ہو تراب عشق مین بس
دل مین جو ہے سو ہے زبان پہ نلا

عیش وصل و غم فراق گیا
دل سے اوسکا جب اشتیاق گیا

یار کے منہ پہ خط نکل آیا
سادہ رولی کا طمطراق گیا

روپ کچھ اور ہی بدن کا ہوا
حسن کا ساز او ر براق گیا

کیون نہ عاشق سے اب کرے اخلاق
مائہ کینہ و نفاق گیا

ہنس کے گل طفل شوخ کہنے لگا
مین جو وان حسب اتفاق گیا

دل سے تیرے ابھی تلک لے پیر
عاشقی نہیں مذاق گیا

وله

دیوان دوم ردیف الف

وله

ہمسے کیون چھوٹ گیا ملکی ہوئی کیا تقصیر
لے کے جی ہمسے تو ای جان ہمارا نہوا

مطلع

کیا ہوا ہمنے جو اوس بت کو کیا رام تراب
نفس کافر تو مسلمان ہمارا نہوا

دوستو ناحق مری جبکا وہ دشمن ہوگیا
گلبہان یار مین جسکیلے مجھسے بدظن ہوگیا

باغبان اب مین چمن مین جاؤنگی کیا کیمون بہار
جو گل دستار تھا سو خار دامن ہوگیا

عام مین باد خزان کا اوڑ گیا بلبل ہوش
ایک ہوا مین اور ہی کچھ رنگ گلشن ہوگیا

قیس ہیکل سے کہو چل در ہو یا نسے نکل
در پہ لیلی کے نجانا کل سے کدغن ہوگیا

اوس بت کافر کی حقمین شیخ جی کہیو کچھ
رشتہ زنار جسکا تار سمرن ہوگیا

دلمین ہے غم کی طپش آنکھون مین آنسو کی جھڑی
ہجر مین بسا کہ ہمیں جیٹھ وساون ہوگیا

راہ سے بت کے کہین بیٹھا ہے وہ گمراہ ہو
رہنما کی طرف سے کون اوسکا رہزن ہوگیا

ہمسے ببدل کے جواب جاتی کہان یا تاہی وہ
دل ہمارا لیکے جو ہشیار پر فن ہوگیا

مطلع

پھر تراب اوس سے لگی کرنے مخالف ارام
ناموافق تجھ سے کیا طفل برہمن ہوگیا

ملے کسکو ایسا کہین آشنا
کہ ہوتا دم وا پسین آشنا

مصاحب بہت دیکھے اسوقت مین
نپایا کوئی ہمنشین آشنا

برہمن بچے سے بچا دے خدا
وہ کافر کسی کا نہین آشنا

نظر آتی ہے ہر طرف چاندنی
ہوا جب سے وہ مہ جبین آشنا

عیان ہے نزاکت پسندی مری
کہ رکھتا ہون اک نازنین آشنا

مٹ گئی ہستی تری سب عشق مین سکے تراب
جبتلک عاشق عاشق رہا مین اپ کو کھوتا رہا

کیا کہون قیس کو وحشی ہو کہان سے نکلا	بندۂ عشق ہوا قید جہان سے نکلا
کھلے مجنون اوسے زندان مین بٹھایا ناحق	نام لیلی کا جو مین اوسکی زبان سے نکلا
اسطرح گھر سے مرے یار گیا جلد اودھر	تیر جاتا ہو کہین جیسے کمان سے نکلا
مجھکو کرتا ہی ستم جان کے وہ پیر ضعیف	یہ نیا ظلم اوسی شوخ جوان سے نکلا
تمہین جی آیا مرے دلکی ہوس بر آئی	باہر اس گت جو وہ اپنے مکان سے نکلا
وہ تو ہے حور لقا اوسکی گلی جنت	گھر مین اوسکے جو گیا پھر نہ وہان سے نکلا

عقل نے مجھکو پھنسایا تھا مشخت مین تراب
مدد عشق ہوئی صاف یہان سے نکلا

پھر تو سب کام سے اک عاشق ناشاد گیا	کرکے شادی جو گھر اپنے وہ پریزاد گیا
ہاے پھر دست کھلے اوس بت سے ملاقات ہو کب	ہجر مین جسکے مین یون خاک کو برباد گیا
صید وحشی ہوا اسی غم سے تڑپتا ہون پڑا	کیون مجھے چھوڑ کے جنجال مین صیاد گیا
سخت ظالم ہے کبھی اسکی مرے داد نہ دی	اب کی بار اور ستم کر کے وہ بیداد گیا
حیف وحشت سی وہ جب ماری ہوا اکیلے	جو مین نزدیک گنہگار کے جلاد گیا
اوڑ گئے ہوش گرے ہاتھ سے دونو کے قلم	روبرو یار کے جب مانی و بہزاد گیا

بت پرستی کی اداؤن سے بیگون تراب
ہار اس داؤ مین شاگرد سے اوستاد گیا

پھر کبھی اس طرف کی باد نہ کی | کر کے وعدہ وہ بیوفا بھولا
کیا ہم اک دل سے اوسکو بھول گئے | وہ تو سب آپنے آشنا بھولا
طالب اوسکا ثواب صبر کا حسن | خوش ہوا زحمت بلا بھولا

مقطع
عشق کی گفتگو مین اوسکی تراب
دین دنیا کا ماجرا بھولا

دل تجھے ہاتھ لگا ہے یہ کیا مشغولا | یاد مین اک بت کافر کی خدا کو بھولا
مجھکو ہرگز یہ خوش آتی نہین بھولونگی یا | اے صبا سرو گل اندام کی سیری بولا
دل تو لگتا نہین بی یار مرا کیا سمجھے | بلبل اوڑ جا تو نگہ مجھ سے چمن تو بھولا
ہجر سے مین تہ و بالا ہو کھڑا روتا ہون | گاتے ہین ساون او ر جھولتی ہین سب جھولا

مقطع
زرد ہو نرگس شہلا کو کرے کیون نہ تراب
زرد پوشاک جو پہنے وہ پری رو دو لا

اوسنے منہ دکھلا کے اپنا مجھکو حیران کر دیا | زلف مین اولجھا کے دل خاطر پریشان کر دیا
یا سی سیری لگی تھی آنکھ کوئی ذوقت نتھا | اشک کی سرخی نے ظاہر راز پنہان کر دیا
بینوا تھا عاشقی مین ساز و سامان کچھ نتھا | آہ و نالہ کا بھلا ہو ساز و سامان کر دیا
کھل گیا پردہ مرا اس عشق صد رحمت تجھے | کیا لباس شخصیت سے مجھکو عریان کر دیا
ناتوانی سی مجھے حسب پیر کو تاب مجال | اوسکو ایک ارکے نے زیر بار ہجران کیا
عشق کے میدان او ٹھی پھر تی عاشق کی | جون بگولا دلکے مین افشان خیزان کر دیا
اک ادا پر بیچتا ہون دلکو اب خوبونکی مفت | چاہیے سو لی نرخ اوسکا مینے ارزان کر دیا

ردیف الف

آخدا کیواسطے پھر جلد اپنی گھر سے یان
ہوگئی تاریک بزمِ عیش تیری نور بن

کیون دلِ آباد کو عاشق کی ویران کر دیا
تونے کیا اندھیرے شمع شبستان ہوگیا

۱۸۵

عشق مین اوسکے مین ناشکری کرنا تراب
مجھکو جسمین خلق مرہون احسان کردیا

دیوان دوم تراب

ردیف الف

خزان سے نہ اک نخل گلشن بچا
نہ لالہ بچا اور نہ سوسن بچا

نہ شب تا سحر شمع ٹھنڈی ہوئی
لگے جل پتنگے نہ اک تن بچا

نہ فرہاد کے ہاتھ شیرین لگی
نہ از ملی کوہ کندن بچا

گئی ڈوب میری تو سب آستین
تو کہتا ہے میرا تو دامن بچا

مین دیوانہ ہون پیرہن چاک ہون
مرے ہاتھ سے اپنے جیبکن بچا

تو یون ہر طرف آنکھ بھر کے نہ دیکھ
نظر سے ذرا اپنی چتون بچا

پھر اب آہ کا شعلہ اوٹھنے لگا
کہو اہلِ خرمن سی خرمن بچا

سنہرے کڑے ہاتھ مین جسکے تھے
بھلا ہم سے اوسکے کنگن بچا

لیے لوٹ اوسنے ہزارون غریب
نہ اوس سے امیر و مہاجن بچا

گیا عشق مین اوسکا زنار ٹوٹ
نہ ٹوٹا مرا تار سمرن بچا

۱۸۶

بچا اے خدا دلکو ہے شر تراب
کہ ہے مدعی اک برہمن بچا

دلکی شیخ کوہی کا کل مشکین سے خطا
کوہکن جی سے گیا ہے باامید وصال

ہے یہ دیوانہ پرانا اسپ تمکین کی خطا
تلخکامی ہوئی فرہاد کی شیرین سی خطا

ولہ

چوکڑی بھول گئے جو ہین ہی اوسے نظر
در لیلی کے سوا اور کہین جا ئو مست
دل مین رہتا ہی سدا جسکا تصور قائم

انکھ جنچل نے تری آہو کا رم بند کیا
لیکے مجنون سے یہی قول و قسم اینڈ کیا
اوسکی تصویر سے کیا آنکھ کو ہم بند کیا

۱۸۹

گور مین کو ڈپڑا آپ سے وہ جسنے تراب
دل کو ارمان سے سر تا بہ قدم بند کیا

ابرو خم سی جو کھنچے ہوئے شمشیر رہا
اوسکے سودائی سے یکسو ہوئی وحشت کم
تہمتِ عشق سے دل آج گرفتار ہوا
جسکو خاکِ قدمِ یار نہ ہاتھ آئی کبھی
جبتلک تو نہ ملا دل دھڑکتا نہ گیا
دیکھتا تھا جسی بیداری مین یوسف کا جمال

دل دیا مینے اوسی تو بھی وہ دلگیر رہا
مین نہ کہتا ہی اوسی زلف کی زنجیر رہا
یہ گنہگار سدا قابلِ تعزیر رہا
وہ مہوس کیطرح طالبِ اکسیر رہا
گو مین چھاتی سی لگائی تری تصویر رہا
پوچھتا اوس سے وہی خواب کی تعبیر رہا

۱۹۰

اوسکی بیداری سے مجھکو ہی حیرت ہے تراب
پیر سے ملکے وہ کسطرح سے بے پیر رہا

کوئی صحرا مین نہ باقی بر زنجیر رہا
عشق نے تیرے مجھے جب سے دیا ہی آزار
پھر ہوا جوش جنون فصلِ بہار آپہونچی
اسطرف چاک مین کرتا ہون گریبان اپنا
کسطرح اوسی دلجو کو نہ بتا دل مین

جب تلک ایک بھی ترکش مین ترے تیر رہا
اک جہان تیرے لیے درپے تدبیر رہا
کچھ نہ واعظ سے چلا قائل تقدیر رہا
اوسطرف دستِ صبا دامن گلگیر رہا
جبتلک دل نہ دیا مجھسے وہ دلگیر رہا

ردیف الف

۱۹۳	گر عشق کے پھندے مین تراب دل نہ پھنستا مطلق ہی مقید مین یہ عرفان نہوتا

گر زہر بھرا اوسکا پیکان نہوتا — دل مین ترے زخمی کے [illegible] نہوتا

اے لعل تری لب کو مین خونریز کہتا — شوخ اوسپہ جو رنگ مسی پان نہوتا

کرتا نہ کوئی گردش دوران کی شکایت — فتنہ جو ترا دورہ داماں نہوتا

پروانہ وہان کا ہیکو جلتا سر مجلس — در پردہ اگر شمع شبستان نہوتا

گر بند قبا کھولے نہ جاتا وہ چمن مین — بلبل کا کبھی چاک گریبان نہوتا

وہ ملکے جو کہتا نہ کہ ہو عید مبارک — مین عید کے دن یار پہ قربان نہوتا

اوس سرو گل اندام کو آگے مرے یارو — سرسبز کوئی سرو گلستان نہوتا

ابتک پھرا اقول قسم کرکے گیا تھا — وعدے پہ جو آتا کبھی نقصان نہوتا

۱۹۴	یاری جو تراب ایک برہمن سے نکرتا عاشق کوئی ہندو پہ مسلمان نہوتا

متوجہ ادھر اوسکو کسیطرح نپایا — بیمار ہے تو بھی عیادت کو نہ آیا

مجنون سے بھی ایسا نہ تحمل کبھی ہوتا — مین اوسکی جدائی مین جو کچھ رنج اوٹھایا

ایک بات مین عاشق سے بگڑ بیٹھے ہین وے — خوبونکو تو اللہ نے بد خلق بنایا

لڑکو نسی لگا دیوے ہی پتھر اوسے مارو — ہم اوسکی طرف جب گئے دیوانہ بنایا

اگر ان وہ موافق نہوا عشق مین ہمسے — کیا جانیے کیا اوسکو مخالف نے سکھایا

آئینہ ہو سو بار گیا سامنے اوسکے — حیران کیا مجھکو او [illegible] کھایا

ولہ

۱۹۵

۱۹۶

گلے مین پھول کا جب ہار ڈالا

دیوان ثانی ردیف الف

جسدن سے میرے عشق کا اظہار ہوگیا
حسن اسکا شور کوچہ و بازار ہوگیا

کسطرح کوئی چال سے صیاد کے بچے
زلف اوسکی دیکھ دل تو گرفتار ہوگیا

تھا ہوتے نبض مری دیکھکر طبیب
افسوس اسکو عشق کا آزار ہوگیا

ناصح تو اسکے سامنے ہرگز نہ جائیو
چتون کا تیر جسپہ لگا پار ہوگیا

یارو جو میرے کام نہ آیا ابھی تلک
ناحق وہ اپنے کام سے بیزار ہوگیا

مرنے کے بعد گور پر اوسکی گیا تو کیا
آسودہ مرکے تشنۂ دیدار ہوگیا

سمرن ہوا شراب کو اک بت کا نام کیا
ہر تار سُبحہ رشتۂ زنار ہوگیا

۱۹۸

مجنون کی کان مین کہا لیلیٰ نے بڑھکے پھونکا
جو سر لگا پٹکنے غلبہ ہوا جنون کا

ظاہر نہ عشق ہوتا عاشق اگر نہ روتا
اے اشک تو نے کھولا احوال اندرون کا

در پر ترے وہ مضطر غم سے نہ کیون ہو لاغر
درشن کا ہی پیاسا دیدار کا ہے بھوکا

لالی کا ہو جگر داغ اڑ جاے رونق باغ
چمکے جو رنگ تیرے رخسار لالہ گون کا

مستی بھری نگہ کی صفت سے تو یان لکھا کے
سامان ہے یہ اچھا عاشق کے کشت و خون کا

وہ طفل خانہ آبادی اپنے فن کا اوستاد
دم دیکے لیگیا دل اک سحر و فنون کا

تسخیر سے تو اوسکی باز آ شراب باز آ
ہرگز اثر نہ ہوگا اوس پر ترے فسون کا

میرے رشتے کو نہ وہ طفل برہمن سمجھا
جسکے زنار کو مین رشتۂ سمرن سمجھا

دل اٹکانے کے لیے زلف و مژہ کام آئے
تار ریشم اوسے جانا اسے سوزن سمجھا

ایک بار آ دیکھ کیا عاشق پہ ہوت
اشک کا ہر دانہ گوہر ہو کے بکھر چکا
اوس طرح کے قطرۂ پانی سے کیون
ساقیا دل غنچہ تر سے کیون ٹوٹ کر بہہ چلا
عشق کی ہمت مین دل بار دم چکا
ناصحا اب کیا اوسکو کہتے ہو
جب ہو بلبل شور سے کیا فائدہ
کی ذوق بہار خزان سے جھڑ رہا

ناصحا عشق مین دل تھا سبب رنج والم	دل دیا ہم نے اگر اوسکو تو دیوانہ کیا
ہمنے دل اوسکو دیا اوسنے ہمین رنج دیا	مفت مین الفت نے پیارے سے سودا نہ کیا
عشق نے ہمکو جلایا اور رلایا اوسکو	یار کو شمع بنایا ہمین پروانہ کیا
سخت جانی مری یہ سنگدلی اوسکی وہ	دل لیے دیدۂ اوسکے ہم نے اور بیگانہ کیا
ہمنے جس روز سے دیکھا قد بالا اوسکا	رنج اسی دن سے ہم سودا عالم بالا نہ کیا

کیا کہون اوسکو **تراب** اپنا کیا یا دیگا
یار کے ساتھ کسی یار نے ایسا نہ کیا

دوش پر ڈال کے زنار گلے مین بالا	لیے جاتا ہے مرا دل یہ برہمن بالا
پھر کوئی پیر مسلمان کو بیدل کرے	پڑے اللہ کا فرکو کسی سے پالا
دل پر ابلۂ قیس کو پامال کیا	سنتے ہین پاؤن نہین لیلی کے پڑے چھالا
زلف کا حلقہ ہوا اسطرح سے گوری مکھ پر	گرد مہتاب کے جیسے نظر آوے ہالا
کٹ گیا چاند اوسے دیکھ کے بدلی مین چھپا	بیحجابی نے کیا یار کا منہ اجیالا
حشر برپا ہو چمن پر تو قیامت آوے	جلوہ گر ہو جو اوس سرو کا قد بالا

تیرے قدمون کے تلے ہوگا **تراب** اسکا سر
پیر کی آہ نہین جانے کی بالا بالا

حسن دل پر کام اپنا کر چکا	دل نہ اوسکے عشق سے جی بھر چکا
مرگئی جی کی کرینگی کیا وہ شوخ	جب حباب آنکھین پا اوسکی پر چکا
کون اس سے دل کے پھر محفوظ ہو	اہل دولت کا جو ... [illegible] چکا

عشق مین سب بار وہ مر چکا
مفت ہمت دل کو بزور حسن سے
قیمت اوسکی کچھ تو لے کر چکا
جانے دیتا ہون کہان آنکھون سے دور
وہ تراب آنکھون پہ میری چڑھ چکا
دیدو ساقی ابھی دینگا
کیا تراب تاب سے ساغر چکا
صید لاغر جان سے کچھ نہ چھوڑ
اب تو پھندے مین اوسکے پڑ چکا

دیوان شاہ تراب

ردیف الف

[illegible]

وله

[illegible]

دیوان نہم تراب

ردیف الف

ایک جلوہ دکھا کے کہنے لگا	لے ترے درد کی دوا لایا
پھر دکھائی نہ ایک دن صورت	ہائے مجھ سے وہ شوخ سرایا

۲۰۵
ترس آیا نہ کچھ تراب اوسے
مجھکو عاشق سمجھ کے ترسایا

نہین مجنون پہ سایا ہے کسیکا	یہ دیوانہ ستایا ہے کسیکا
ہزار سے کا چمن اوسکو نہ دکھلا	وہ دل پر داغ کھایا ہی کسیکا
نہ او دل مین مرے اے خطرۂ غیر	تصور یان سمایا ہے کسیکا
وہ میرا خانۂ دل کرکے ویران	سنا پھر گھر بسایا ہے کسیکا
نہ نکلے آہ کا منھ سے دھوان کیون	مرا سینہ جلایا ہے کسیکا
نہ کہ قاصد وہ تیری یاد مین ہے	یہ دھوکا اور بھلایا ہے کسیکا
ہوا کس رو سے یہ آئینہ حیران	اوسے کیا جلوہ بھایا ہی کسیکا
وہ کہتا ہے اودھر کیا ہی ودھر دیکھ	یہ عالم سب بنایا ہے کسیکا

۲۰۶
تراب اوس بت کا ہی کیا ناز بردار
کسی نے بار اوٹھایا ہے کسیکا

اوسنے دل کو مرے پتنگ کیا	عشقبازی خوب جنگ کیا
خط کو میرے بنا کے کاغذ باد	بیٹا پھاڑا نہ کچھ درنگ کیا
کسکے بل سے وہ ہوگیا چنچل	کے نشہ دیکھے گولہ دنگ کیا
اڑکے پہونچا کہان سے گولا گنج	دم مین پیک صبا کو دنگ کیا

جو دکھائی سے صلابت آنکھ جراحت پر جرأت کا
وہ مرہم کیا بنا جانے نہ بخبر سنگ جراحت کا

کبھی جسکو نہ خوش آیا ہو بستر عیش و راحت کا
شب غم میں پڑے جو پہچال اسکی [illegible] کا

عزیز و اسکا منہ ہی زلیخا کیون نہ ہو عیسیٰ
وہ گورے پر پڑا ہی عکس یوسف کے [illegible] کا

[illegible] ہی میں [illegible] ہو گئی بازار شیرین کی
مچا ہے شور کیا [illegible] حسن و ملاحت کا

لب و لہجہ کوئی دیکھے سنے باتین کوئی اسکی
بیان میں کیا کرون تقریر اوسکی فصاحت کا

وہ بلبل کیون نہ ہو مجھ سے [illegible] جو [illegible]
نہیں ہے دل میں اوسکے کچھ خیال اسکی قباحت کا

۲۰۸

شراب انکار رکھتا تھا سماع و وجد سے جو شخص
وہ کیون دیتا ہے فتویٰ رقص پر کسکی اجازت کا

عشق نے دل کو نوجوان کیا
ہجر نے تن کو ناتوان کیا

تیری الفت نے ہمسے اے پیارے
ایک عالم کو بدگمان کیا

پھر گئے ہمسے آشناے قدیم
عشق میں سب کا امتحان کیا

قصۂ عشق سب گئے تھے بھول
تازہ ہم نے یہ داستان کیا

اڑ گیا سنکے ہوش ناصح کا
حال دل میں نے جب بیان کیا

پھیر لیتا ہیں اوس صنم سے منہ
کیا کرون حق کو درمیان کیا

کہتے اوس طفل کو جوان طالع
پیر کو جسنے مہربان کیا

کور چشمون کو کیا قدر اوسکی
جسکو ہم شمع دودمان کیا

نامور جسکو ہم بصد خوبی
از زمین تا بآسمان کیا

کیا عجب ہے وہ طالب اوسکا ہو
جسنے مطلوب اک جہان کیا

دیوان ششم شراب

ردیف الف

[illegible]

ہجر مین ہمکو غم یار نے سونے ندیا
وصل مین لذت دیدار نے سونے ندیا

رات گلشن مین وہ گلفام جو شب باش ہوا
نالۂ بلبل طرحدار نے سونے ندیا

بعد مدت مری کل وصل کی قسمت جاگی
یار کے ناز بھرے پیار نے سونے ندیا

درد دل سے نہ لگی آنکھ مری ہائے کبھی
عمر بھر مجھکو یہ بیمار نے سونے ندیا

سوتی جاری ہوئی طوفان کیا آنکھون نے
ایک پل دیدۂ خونبار نے سونے ندیا

جاگتے جاگتے آنکھین ہوئین صیاد کی لال
لیش مرغ گرفتار نے سونے ندیا

قیس سے کیونکہ بیچین رہی لیلی رات
تیری زنجیر کی جھنکار نے سونے ندیا

تھا ان کنکو اب عاشق کو عبث کفنایا
گور مین بھی وہ ستمگار نے سونے ندیا

ڈر گیا خواب مین کیا دیکھ کے تلوار تراب
رو بیت ابرو خمدار نے سونے ندیا

کل بیان ناصح بہت بک جھک گیا
حال میرا دیکھکے بھی چھک گیا

سہتے سہتے غم تو دل دکھنے لگا
آہ کرتے کرتے سینہ پک گیا

اک سخن کی میرے شنوائی نکی
کہتے کہتے حال اپنا تھک گیا

ساقی اپنی آنکھ دکھلا کے نگہ
دو ہی ساغر مین تو ایسا چھک گیا

کھینچ کے دل لیگیا مجھکو بزور
آپ سے اکدن نہ مین وانتک گیا

پڑگیا آنکھو مین کیا اوس خط کا بال
ٹوٹ ہمرا شیشۂ عینک گیا

مل گیا وہ غیر سے اب مجھ سے کیا
اتحاد کمی و بحث گیا [?]

بدگمان مجھسے ہوا کیون اسقدر
یار و کچھ دل مین تو اوسکے شک گیا

ردیف الف

سودائی کیون نہ ایسے بنے سکے بھی
سودائی کو جو اپنے دیے او کھا ہوا

۲۱۵
ہمدم تراب کا ہے الفت میں دو دل
ہجران میں سوز و حسرت و وحشت ہے سودا

سخن آرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا
اوسکی گویائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

مردے جی اوٹھتے تھے جسوقت وہ کہتا تھا قم
کیا مسیحائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

ناصحا سامنے اوسکے نہ رہا ہوش و حواس
تیری دانائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

خوش ہوا دیکھکے مہتاب کو وہ سیمبر
دلکی تنہائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جبین تھا کفر بھرا کانٹ ہے زنار پڑا
شوخ ترسائی کا ہے تماشا دیکھا

دلکی وحشت سے تھا ایک جگہ اوسکو قرار
قیس صحرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

کی نہ دنیا کے لیے بندگی مولا بخش
تیری مولائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

۲۱۶
آج او دھر رخ نہیں کرتا ہے کوئی شخص تراب
جسکی امرائی کا کل ہمنے تماشا دیکھا

جب سے غیروں کو اوسنے ساتھ رکھا
کچھ یارو نے التفات نہ دیکھا

آپ ہنستا رہا رقیبون سے
ہمکو روتا تمام رات رکھا

خوب آغاز خط تلک ہم پر
سد باب مکاتبات رکھا

دل گیا ہاتھ سے مرے مہہات
ہاتھ تیرا اوسکے جیب میں لوٹ رکھا

عشق میں کیا تراب کو حق نے
عقل سے حیلہ نجات رکھا

ردیف الف

ولہ

نہ کبھی اوسنے میری چشم تر پر تین اک دن
مین اوسکے سامنے رقت سے رویا بارہا ہوگا

نہ ہوئی وان قطرہ رنگ کی لے کافر پیچھے ہرگز
جہان آنسو کسی پر مسلمان کا بہا ہوگا

جب آئیگا برائے سیر گل وہ گلبدن میرا
دعاے بلبلو نسے باغ مین کیا چہچہا ہوگا

یہ نیت ہے مری وصدن ہزارون جان تو رونگا
مرا دل یار وجسدن اوسکے پہندے مین پہنسا ہوگا

اوسکی تدبیر کرتا ہون ادہر تقدیر کہتی ہے
خدا چاہیگا سو ہوگا نہین تیرا چاہا ہوگا

نکر عاشق کو تیغ ہجر سے گھائل خدا سے ڈر
بدن سے گوشت نکلے خون دنیا خون بہا ہوگا

نہ مجنون سے ہوا ہوگا تحمل ہجر مین اتنا
تراب اوسکی جدائی مین جو غم مینے سہا ہوگا

ردیف الف

پھر کچھ اندیشہ خزان نرہا
دل سے جب شوق بوستان نرہا

باغ مین تیرے ڈر سے اے صیاد
ایک بلبل کا آشیان نرہا

کیا خزا انہین چمن گیا برباد
غنچہ و گل سے کچھ نشان نرہا

وہ تلون مزاج ہے ایسا
ایک دن ہمپہ مہربان نرہا

جبتلک زر سے ہاتھ کھینچ رکھا
پاے بوس اپنا اک زمان نرہا

پانون چومے امیر کے سکنے
جب تلک دست زرفشان نرہا

گھر سے آیا کئی مہینے کے بعد
چار دن بھی مرے یہان نرہا

کسطرح کہتے اپنے گھر کو بسا
یار اک دن بھی ہو جہان نرہا

مسجد و دیر صومعہ و کعبہ
سب کہین وہ رہا کہان نرہا

یارنے مجھکو اب ہے یاد کیا
پاس جب اور قصہ خوان نرہا

ہے سبب شہر جسکا باتون میں لپیا لکھنا
مشکل ہے ہر کوئی چاہے دل دشمن پیار رکھنا

خوبو نسی خدا حافظ سحر نہین کیا ہے
دانا کو کسی وصف دیوانہ بنا رکھنا

کون سی ہے کہ ہنسکے چوٹی نہ گند ہا لکے
منظور کیا دلکو بالو مین پھنسا رکھنا

خود بیٹھ رہا گھر مین اور تپہ ستم یہ ہے
عاشق کو سدا در پر مشتاق کھڑا رکھنا

کچھ لاؤ نعم اوس سے کہتا نہین کیا کیسے
ہے فن دکانداری گاہک کو لگا رکھنا

نکالی ہمی ہمی جسنے عاشق کو کبھی اپنے
ہے اوس سے عبث یارو امید عار رکھنا

تنہا وہ بیمار آئے سا تحقہ اور کو مت لادے
پہلے سے یہ بات اوسکو قاصد تو سنا رکھنا

ہے اب تو یہی ملین ہر روح کوئی چاہیے
بہتر ہے نہ کبھی اپنے دلبر کو جدا رکھنا

جب بر مین تراب اپنے بیٹھے وہ بت دلجو
کیا دل کو مناسب ہے پہلو مین چھپا رکھنا

گل نے جب بلبلون کا شوق کیا
گلدہون نے قفس سے ذوق کیا

خوب آزاد بن کے سرو چمن
قمریون کے گلے مین طوق کیا

تونے اب دل کے کشت خون کو جمع
کیا ادا ون سے جوق جوق کیا

گو فلک پر چڑھا ہے بدر منیر
حق نے خوبی مین تجھکو فوق کیا

عشق مین کسکو ہے تراب اتنا
تونے پیدا جو ذوق شوق کیا

مجھے استاد سے جو کچھ علم و ہنر پہونچا
سکھاؤن جو کوئی سیکھے بتاؤن جسقدر پہونچا

نہین خالی اثر سے صحبت مرشد کامل
جو گل سے ملکے بیٹھا اوسمین خوشبو کا اثر پہونچا

۲۲۷

سامنے میرے تراب اوس سے یہ کہتے ہین سب
بیدل ایسا نہ کوئی ہووے نہ دلجو ایسا

نہ پروانہ ہون شمع انجمن کا	نہ دیوانہ ہون بلبل سا چمن کا
مسلمانو مین کہتا ہون مانو	مین آشفتہ ہون طفل برہمن کا
وہ گورے منہ کے آگے ہو گیا خار	جو گل پھولا چمن مین یاسمن کا
کرے ہے یاد میری شعبدہ بازی	سنے ہے جب وہ قصہ نلدمن کا
مرا دل جانے یا دل اوسکا جانے	کہون کس سے مین اپنا بھید من کا
مرا دامن ہے تر انسو سے مت کہہ	بڑھا ہے پاٹ کیا گنگ و جمن کا
کہا بس گر لگی دل پر مرے چوٹ	جو مین ٹھنکا مری سمرن کا منکا
انا رب ایک بولا ایک انا الحق	پڑا دونون مین قصہ ما و من کا

۲۲۸

تراب اوس سے انا سرزد کہان ہو
جو افسر ہو شریعت کے تن کا

کچھ نہین اعتبار دنیا کا	ہیچ ہے کار و بار دنیا کا
نہ دکھاوے خدا کسیکو منہ	روسیہ نابکار دنیا کا
حق تعالے نے اوسپہ لعن کہی	ہو نہ کوئی دوستدار دنیا کا
مرد دیندار کو کب آوے خوش	وار ناپائدار دنیا کا
وہ سبک ہے نظر فقرا کے	سر پہ ہو جسکے بار دنیا کا
خار لگتا ہے اونکی آنکھون مین	سب یہ باغ و بہار دنیا کا

ردیف الف

۲۲۹

مٹ گیا ہی تراب کے دل سے
یک قلم ننگ و عار دنیا کا

ولہ

دل سی راحت و ہمدمی غم کا ...

۲۳۰

ولہ

میرا پیغام پہنچایا تو ہوتا ...

دل زخمی کے پھڑا نکے گئے ٹوٹ
یہ سُنکر یار گھبرایا تو ہوتا

کڑھاتا ہے مجھے وہ شوخ ناحق
ترے کہنے سے شرمایا تو ہوتا

وہ رشکِ حوریاں آتا کسیطرح
قصور اپنا میں بخشایا تو ہوتا

جو اس سرما میں وہ گرمی سے آتا
مری راحت کا سرمایہ تو ہوتا

جو میرے درد سے غافل ہے یا پیر
وہ بیدردی کو سمجھایا تو ہوتا

دل اوسکا خود بخود دنیا سے اوٹھا
ذرا پاس اپنے بُلوایا تو ہوتا

۲۳۱
ترابؔ اوسکا بھلا نت چاہتا ہے
کچھ اوسکے حق میں فرمایا تو ہوتا

مجھے نزدیک بلوایا تو ہوتا
مری دوری کا غم کھایا تو ہوتا

الگ ہو مجھسے کیا دل پا سکے ہے
جو آملتا تو کچھ پایا تو ہوتا

بہت کرتا ہے شانہ موشگافی
ذرا زلفوں میں اولجھایا تو ہوتا

نہو تا آئینہ ہرگز مقابل
تو اپنا حسن چمکایا تو ہوتا

وہ ظالم مارتا ہے گھاؤ پر گھاؤ
بھلا اک زخم سلوایا تو ہوتا

جب آیا ترس اوسے بولا مخالف
کوئی دن اور ترسایا تو ہوتا

۲۳۲
ترابؔ اوس بن نہیں دلکو ترے چین
کسی صورت سے بہلایا تو ہوتا

چمن میں کھل گئی گل موسم بہار آیا
پہن کے جامہ بسنتی جو وہ نگار آیا

میں کسطرح کہوں بیخود نہیں ہوئی نرگس
نظر جو اوسکو تری آنکھ کا خمار آیا

۲۳۳
ولہ

شکل اپنی آئینے میں دیکھ کے مفتون ہوا
آپ ہی لیلیٰ بنا اور آپ ہی مجنون ہوا

[illegible]

ردیف الف

[illegible]

ہمیں چاہیے سایہ سرو قد	ہما کا ہوا سر پہ سایہ تو کیا
بسایا نہ لیلی نے مجنون کا گھر	کسی اور کا گھر بسایا تو کیا
جو باطن سے میرے خبردار ہے	میں راز اپنا اوس سے چھپایا تو کیا
گئے یاد میں اوسکی ہم سب کو بھول	نہ اپنے تئیں کچھ بھلایا تو کیا
جو دل میں کسیکے سماتا نہیں	سوا اوسکے دل میں سمایا تو کیا

۲۳۵

تراب اوس سے مل جو پنچھوٹے کبھی
دل اک بیوفا سے لگایا تو کیا

دم دیکے میرے بر سے وہ جسدم نکل گیا	بیدم ہوا میں جانگیا دم نکل گیا
کیا جانون کیا یہ قہر ہے اوسکو دیا فریب	میری گلی سے چھپکے وہ ہمدم نکل گیا
کچھ میں نے منہ سے بات نکلیا رو کے رہ گیا	آنسو بھی تو دل کا داغ غم نکل گیا
اتنی بھی ہوش گلگانی شانے کو چاہیے	کاکل کا بل گیا وہ خم و پیچ نکل گیا
ساقی شراب لا نہ بہت غم سے دل جلا	مطرب تو دف بجا کہ محرم نکل گیا
اب یار گلعذار کا مشتاق کون ہو	خط آگیا بہار کا موسم نکل گیا

۲۳۶

دلبستگی تراب کی اچھی ہوئی کہیں
عالم کی قید سے جو مسلم نکل گیا

خالق کے ہاتھ سے جو ترے رخ کا تل بنا	نقطہ وہی ہمارا سویدا ے دل بنا
گل ساز کون تیرے بنانے کو بد سکے	خوش آئے جسطرح تجھے تصویر گل بنا
شاہد مرا وہی ہے میں جسکا شہید ہون	داغ جگر کے مہر سے میرا سجل بنا

ردیف الف

۲۳۷

دکھاتا ہے تو اپنی آستین کیا
مین خود شاکی ہون ہی چشم ترکا

کلیجا پھول کے لانے کا پھٹ جاے
جو دکھلاؤن مین داغ اپنے جگر کا

سجا فون اوسکے دل مین کیا سمائی
کہ قصد آتا نہین ہرگز ادھر کا

ہماری خاک دل اکسیر جانے
وہ طالب ہے اگر کچھ سیم و زر کا

مرے آنسو سے دامن آکے بھر لے
اگر شوق اوسکو ہے لعل و گہر کا

نصیبہ ہو تو بن آئے سبھی بات
کوئی پرسان نہین جگ مین ہنر کا

خبر جسکو نہین اپنے بھلے کی
گلہ مین کیا کرون اوس بیخبر کا

نکل جاے گا جی عاشق کی تن سے
نہ کرنا تذکرہ اوس سے سفر کا

کہانتک ہجر مین ہو صبر دن رات
سہے یہ رنج کون آٹھون پہر کا

تراب اوس سنگدل کو خوف کیا ہو
تری فریاد و آہ بے اثر کا

۲۳۹

مجھے گر وہ بت سرکش جمال اپنا دکھا دیتا
تو بندہ اوسکا ہو جاتا قدم پر سر جھکا دیتا

نہ دیکھا اوسکو زاہد نے بھلا جی خیریت گذری
نچلتی کچھ بھی اوسکی زلف کافر مین پھنسا ہوتا

تو ناصح بار کی جی بیٹھ جاتا وان پھر آیا کیون
گلی ہے اوسکی تجھکو کون جنت جی اوٹھا دیتا

محبت پڑ گئی ایسین جنگ و صلح کی باعث
نہ وہ گالی مجھے دیتا نہ مین اوسکو دعا دیتا

اگر مین جانتا رنگ حنا سی خون دل ہوگا
تو پھر کاہیکو مہندی ہاتھ مین اوسکی لگا دیتا

جو اوسکا ہاتھ خونین دیکھتا ہی چوم لیتا ہے
نگرتا ایسی خونریزی نہ ایسا خون بہا دیتا

ترے دل آرا اور شیوہ پرنہ مجھکو رحم گر آتا
چمن سے تجھکو اے بلبل مین ایکدم مین اوڑا دیتا

ولہ

ردیف الف

ردیف الف — دیوان تراب — ولہ

بن گیا پتلا ملامت کا تراب
عشق کے پھندے مین جب سے پڑ گیا

خوش یہ مژدہ سنکے میرا دل ہوا — چین سکھ سے اپنے گھر داخل ہوا

کیا ہوا پڑ گئے اوس سے جدا — وہ تو اپنے یار سے واصل ہوا

وہ تو دل لیکر بنا محبوب خلق — مجھکو بیدل بنکے کیا حاصل ہوا

لوگ کہتے تھے مسیحا دم جسے — اپنے عاشق کا وہی قاتل ہوا

اے سجا بل پر ترے قربان ہین — مجھ سے کہتا ہے تو کب گھائل ہوا

کسطرح کہیے نہین تو جانتا — دل تو تیرے ہاتھ سے بسمل ہوا

چین دل سے اوڑ گئی کوسون تراب
دور وہ یانئے جو اک منزل ہوا

جسطرح دیوانہ اے دل تو ہوا — مجنون ایسا کم کوئی عاقل ہوا

عشق مین جیسے گیا مین سبکو بھول — یار سے میرے وہ کیون غافل ہوا

چھیڑتے مین سب دوانہ جانکے — راہ چلنا مجھپہ اب مشکل ہوا

جس سے مین رو رو کے کہتا ہون حبیب — تفرقین ایسا مین ناقابل ہوا

پھنس گیا دل زلف مین اک شوخ کے — پی کے جام عشق لایعقل ہوا

دیکھ پڑتا ہے وہی اب سب کہین — باوجود علم یون جاہل ہوا

ہنس کے وہ مجھ سے یہی کہتا ہے واہ — تو تو اپنے فن مین اب کامل ہوا

عشق مین جیسا تو بیدل ہے تراب — جگ مین ایسا کون صاحب دل ہوا

۲۴۶

توڑون مین ایک جہانسی الفت ابہی تراب
ٹوٹے سے اگر ٹوٹ جاے اگر دام عشق کا

یار وہین اگر عشق کا بیمار نہوتا — ہرگز وہ مرے درپئے آزار نہوتا
عاشق سے اگر وصل کا اقرار نہوتا — تو حشر تلک وعدۂ دیدار نہوتا
گر زلف کا رخ جانب رخسار نہوتا — کافر سے مسلمان کو سروکار نہوتا
ہوتی نہ جو عارض سے سیہ زلف کو سازش — حبشی کوئی گورے کا طرفدار نہوتا
لٹ زلف کی ہوتی نہ اگر سحر کا لٹکا — دل اوسکے لٹکنے پہ گرفتار نہوتا
رکھتے جو برہمن سے اگر شیخ جی رشتا — تسبیح سلیمانی مین زنار نہوتا
ہوتا نہ مقید مین اگر جلوۂ مطلق — ہر رنگ مین ہر رنگ نمودار نہوتا
جاتا مین خدا جانے کدہر راہ بہٹک کے — رستے پہ اگر خانۂ خمار نہوتا

۲۴۷

واللہ تراب وسن رہزن سے بچتا
اللہ اگر اوسکا مددگار نہوتا

چنگا تو کبہی زخم دل زار نہوتا — گر سبزۂ خط مرہم زنگار نہوتا
اسطرح تو مین شیفتۂ یار نہوتا — خوبون مین جو ایسا وہ طرحدار نہوتا
مولی تری غفاری کا اظہار نہوتا — جگ مین کوئی بندہ جو گنہگار نہوتا
شبنم کیطرح آنکہون سے چلتے نہ آنسو — سینہ مرا داغون سے جو گلزار نہوتا
ہر شکل کبہی ہنستا کبہی ناخوش — وہ راحت جان مجہسے جو بیزار نہوتا
رات اوسکو سنا تا مین نئی اپنی کہانی — سنتا جو مخالف پس دیوار نہوتا

غزل ۲۵۰

مغبچون سی نہ کرو دللگی بازآؤ تراب
تم تو اب پیر ہوے تم پہ اب بڑھاپا آیا

تونے اپنی یاد دلاکی مجھے ماورا بھلا دیا
کبھی مری دلکو سب سے چھڑا فقط اپنی طرف لگا دیا

کبھی عارض اپنا چھپا لیا کبھی منہ سے برقع اوٹھا لیا
کبھی چھپ کے مجھکو رلا دیا کبھی کھلکے مجھکو ہنسا دیا

مری عاشقی کا مچا ہے شور کوئی دیکھے گریہ خونکا زور
یہ جو چار کھنڈ تھا قیس کا اوسی جا پہ میں نے بسا دیا

تری چشم مست سے ساقیا بت آنکھ کوئی ہا ہی کیا
تونے ایک ترچھی نگاہ سے مجھے غش کیا اوسے چھکا دیا

اوسے کیا کسی سے غرض غرض جو ہی کرےگا کب کسی لبری
کہ خوش آئی اوسکو ستمگری یہ ادا ہی اوسکو خدا دیا

مین پھنسکے پھندے سے کیا خبر یہ سیاہ دام الحذر
وہ دکھا کے زلف کا گرد فر مجھے بال بال الجھا دیا

کوئی اوسکا یار نہو کہیں وہ کسیکا یار ہوا نہیں
وہ تو دلفریب ہے بالیقین مرے دلکو اوسنے دغا دیا

مجھے اوسکے لطف کا حال ہے غضب اوسکی شان جلال ہے
جسے آسمان پہ چڑھا دیا اوسے پھر زمین مین گرا دیا

مین عبث کسی پہ ہوا فدا یہ قلق رہیگا مجھے سدا
کوئی پوچھے یار دکھ سوا سر عشق نے مجھے کیا دیا

مین کھڑا تھا اوسکے قریب کل مجھے دیکھ کر وہ گیا بچل
کہا دور ہو کہین پاس سے تل مجھے سامنے سی ہٹا دیا

کرم اپنے پیر کا کیا کہون مین تراب جسپہ نثار ہون
کہ لباس فقر عطا کیا او گدا کو شاہ بنا دیا

ردیف بای موحدہ

اسے حق نے کی استقامت نصیب
اوسکو ہوئی سب کرامت نصیب

الٰہی فقیرونکو تیرے نہو
غم سیم و زر تا قیامت نصیب

ترے دوستونکا جو ہو مدعی
اوسے ایک دن ہو ندامت نصیب

مین کسطرح نکرون تجھسے گلا دکھ ظاہر	کہ دل کی درد چھپانا بھی کچھ نہین ہے خوب
ہوا جو عشق مین بیدل اوسی تو جان پڑا	کہ دل کسی سے لگانا بھی کچھ نہین ہے خوب
ہمارے سامنے غیرون کو پیار کیجیے مت	یہ دل لگی پہ چڑھانا بھی کچھ نہین ہے خوب
کھڑے تھے رات پتنگے سی شمع محفل مین	ہمین جلا کے بجھانا بھی کچھ نہین ہے خوب

جہان نہووے قدر الفت و محبت کی
وہان تراب کا جانا بھی کچھ نہین ہے خوب

ہے ستم کا شعار تمکو خوب	ظلم ہے سازوار تمکو خوب
مجھکو جو چاہیے سو بد کہیے	مین سمجھتا ہون یار تمکو خوب
آئینہ دیکھ باغ ہو رہے	نظر آئی بہار تمکو خوب
پیارے ہم شیفتہ تمہارے ہین	چاہیے ہمسے پیار تمکو خوب
رہ گئے جی مین میرے یہ ارمان	دیکھتے ایک بار تمکو خوب
تمسا بدعہد پر نہین کوئی	کہے کوئی ہزار تمکو خوب
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	کیجیے اشعار تمکو خوب
ہو تلون مزاج جان سے گئے	عاشق بیقرار تمکو خوب

وہ تو جا اور سے تراب ملا
جسکی تھی انتظار تمکو خوب

ہجر کی بات مت سناوین آپ	ناحق اب مجھکو مت جلاوین آپ
مجھکو اتنا کڑھاتے ہو اے کاش	اسقدر غیر کو کڑھاوین آپ

پاسداری تمہاری جب جانون
پاس اپنے مجھے بٹھاوین آپ

صبر اوسے ہمارے جی کو کبھی
اور سکے گھر کبھی نجاوین آپ

بندہ پرور شرف غریب نواز
گھر سے ایک دن تو آوین آپ

بیحجاب آفتاب دیکھ بیٹھے
مونس بعد غم اگر اوٹھاوین آپ

مقطع
[illegible] تراب شعر کا ہے
اپنی وہ یار ہین اور جاوین آپ

ولہ

اوسکی چھب تختی غضب اور بیت غضب
چاند سا مکھڑا غضب اور زلف کا بل غضب
ماتھے کی بیوندی قیامت اور کجی [illegible]
مست کا نازو ادا آفت کان کا بالا غضب
[illegible] دکھا کر وہ مجھے کہتا ہو مجکان
زلف بکھری بڑی جال [illegible]

دیوان تراب
ردیف بای موحدہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

۸

کیفیت اوسکی کیا تراب کہے
ہے جو سرشار و تشنہ کام شراب

ہے جامۂ سبز خوشنما خوب	زیبا ہے وہ سرو قد پہ کیا خوب
دل کیون نہ فدا کرون کہ آیا	بن ٹھنکے وہ شوخ دلربا خوب
بر وقت وہ خوب آن پہونچا	وعدے کو مرے کیا وفا خوب
پھر کیون نہ دل اوسپہ بدگمان ہو	حاصل ہو نہ جس سے مدعا خوب
دی ہی مجھے درد عشق جسنے	جانے ہے وہی مری دوا خوب
پوچھے ہے صنم فراق کا غم	ہے دکھ سے مرے خبر خدا خوب
عاشق کو وہ قتل کرکے بولا	اسکا تو مین دونگا خونبہا خوب
جو اہل غرض کی بات مانے	کرنا ہے اوسی سے التجا خوب
حسرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون	ہاتھون مین ترے لگی حنا خوب
اوس آنکھ سے کیون نہ آنکھ لگ جاے	ہو جس مین خمار اور حیا خوب
لے آئینہ اپنی آنکھ سے دیکھ	ہی آنکھ تری تو سرمہ سا خوب
جو رنج اور دکھ مین کام آوے	کہتے ہین اوسیکو آشنا خوب
گھر مین نہ مرے کبھی وہ آیا	دل مین تو مرے وہ بسگیا خوب

۹

خوبون مین ہوا وہ خوب نامی
دی جسکو تراب نے دعا خوب

جسنے دل کو مرے لبھا خوب	مینے سب سے اوسیکو پایا خوب

ردیف باے موحدہ

شک پڑے ہے دل میں پیر ہستی کیا
گر پڑا دل چاہ میں قد کے ترے

ہم تو عاشق ہیں پیر کی ہے شک و ریب
کچھ نسوچھا اوسکو بالا و نشیب

باوجود سستی و پیری تراب
کہا گئے کیا ایک لڑکی سے فریب

پھرے جو چاہ سے خوبونکی ہے وہ زشت نصیب
کبھو نہ بیٹھے کے مسجد میں یار و بہر خدا
نظر پڑے جسے ہر کہیں خدا موجود
وہ شوربخت ہے معشوق جسکا ظالم ہے

پڑا جو راہ میں اونکی ہوا بہشت نصیب
کہ بت پرستونکو ہے کفر سے کنشت نصیب
طواف کعبہ ہے اوسکو سنگ و خشت نصیب
نہو کسیکو انکا جفا سرشت نصیب

کرو نہ وجد و سماع تراب پر انکار
قلندری میں اگر ہو طریق چشت نصیب

جو نہ لکھا تمھارے خط کا جواب
غم اوسکے پیر مجھکو کر دیا
ہم سے بدخاقی لگا کرنے وہی
واہ کیا عارض کو گھیرا زلف نے
جب رقیبونکی ضیافت اپنے کی
کیون نہ رندون کو خدا باقی کہین
کسطرح پکڑون نہ دامن شیخ کا
دیکھ کے چھلکا نہ ہو چین بر جبین

منہ پر اوسکے خط نکل آیا شتاب
زور پر ہے اندنون اسکا شباب
جسکو خوبون مین کیا تھا انتخاب
پڑ گیا ہالے مین کیسا ماہتاب
ہوگیا عاشق کا دل جلکے کباب
دختر رز نے ہے کیا انکو خراب
ہر مین شیشہ ہاتھ مین جام شراب
بقصور اتنا نہ کر پیارے عتاب

دیوان شاہ تراب

ردیف الباء موحدہ

پھر نہ سنتا وہ کچھ رقیب کی بات
ہوتی مسموع اگر حبیب کی بات

تیرے بیمار کا عجب ہے مزاج
مانتا ہے نہیں طبیب کی بات

یار کی رمز یار ہی سمجھے
گل سمجھتا ہے عندلیب کی بات

کس سے کہیے مصیبت اپنی ملے
کوئی سنتا نہیں غریب کی بات

بے سبب یار ہمسے ناخوش ہے
ہے تراب اپنے یہ نصیب کی بات

جب سے نظر آئی ہے وہ شمشاد کی صورت
بگڑی ہی اوسیدن سے ہیں آزاد کی صورت

ای بلبلو یہ چہچہے آفت ہیں تمہارے
دکھلاوینگے اکدن کسی صیاد کی صورت

اوسوقت کوئی دیکھے گنہگار کی حالت
جسوقت نظر پڑتی ہو جلاد کی صورت

مجذوب کے مشتاق عبث ہوتی ہو یارو
جا دیکھو کسی صاحب ارشاد کی صورت

کسطرح تراب اور کی بھاوے مجھی تصویر
دل میں تو مرے بس گئی اوستاد کی صورت

لڑکے حسین جو کہ ہیں چلبلے بہت
کرتے ہیں عاشقوں سے وہی چوچلے بہت

مشتاق رہتے ہیں جو ترے پیار دلطف کے
اونسے رکھائیاں نکرے لاڈلی بہت

اندھیر ہی غضب ہے قیامت کا ہے ظہور
عارض کو تار زلف سے مت ڈھانپ بہت

کیونکر نہ تجھکو دیکھ کے ہو دل ملول
آرام پاوے جو ترے ستائے بہت

پوچھے کوئی رقیبوں سے کیوں ہو گئی ہیں
تجھسے تو ہم پیار ہوا دے جلے بہت

شامت سے باغبون کی رہی خشک ہو گئے
جو نخل عیش باغ میں پھولے پھلے بہت

ردیف تائے فوقانی

کیا کام ہے مرے سر کو دولا کی بات
تو مجھسے کوئی بات کہتا نہیں

رقیبوں کی سر کی قسم کھاؤ مت
یہ عاشق کہے زہر کھانے کی بات

تراب اوسکی باتوں پہ مت جائیو
وہ کرتا ہے سب جی بھانے کی بات

ولہ

سمجھتا ہوں میں پر چڑھانے کی بات
رقیبوں کی تعریف مجھسے نہ کر

کوئی کیا سمجھکر کچھ اوس سے کہے	سمانے جو اپنی یگانے کی بات
نکمہ بیٹھے رہنا مین آتا ہون جلد	کہ ہے یہ ہمارے اوٹھانے کی بات
چھپائی نہ مجھسے گئی کیا کہون	محبت مین تھی جو چھپانے کی بات

تراب اور کیا اوس سے زیادہ کہے
سنا دی جو کچھ تھی سنانے کی بات

کسطرح کوئی عشق کے رستے چلے بہت	ٹوٹے گئے ہین دل کے وہان قافلے بہت
وحشت سے قیس بن مین پھرے ہے برہنہ پا	پانو نہین اوسکے کیون نہ پڑین آبلے بہت
سکرات موت ضغطۂ قبر و عذاب گور	پڑتے ہین بعد مرگ کے یہ مرحلے بہت
سر حلقہ ایک ہند مین گیسو دراز تھے	زلف دراز یار کے ہین سلسلے بہت
ہنس ہنس کے بولتا ہے چمن مین وہ غنچہ لب	بلبل کہ بہار ہے غنچے کھلے بہت
کہتی ہے دخت رز سے کہ رندو نہ بات کر	خالی نہین صراحی کے یہ قلقلے بہت
اے مطرب جو یاد کرے اک غزل مری	مقبول ہوا میر کا ہاے صلے بہت
تب جانون مین ترے عشق کا قصہ طے کرین	دار القضا مین کرتے ہین جو فیصلے بہت

نیکی کرو یہان تو ملے وان جزا تراب
پیسا گرہ مین ایک نہین جو صلے بہت

حاصل ہوئی مجھکو تری جسدم ملاقات	کی قطع مین یکبارگی عالم سے ملاقات
یارو مرے نزدیک اسی دم ہی غنیمت	جسدم ہو کسی مونس و ہمدم سے ملاقات
عشاق سے ملتے ہین رقیب اسکی اسیطرح	جسطرح سے شیطان کو تھی آدم سے ملاقات

کب ہو تراب اوسے خودی و انانیت
اوسکے کیطرح یانی مین ہین جو گھلے بہت

۱۰

شریعت پہ ہو جسکو خوب استقامت
ضرورت ہے علم اہل ارشاد کو
قیامت کی عرصے کا عرصہ نہین کچھ
سلامت روی کا ہو جسکا طریقہ
یہی دونون کام آتے ہین عاقبت مین
نشان پڑ گئے اوسکا تیر دعا کب

وہ کیونکر نہو اہل کشف و کرامت
کہ جاہل کی نامعتبر ہے امامت
ہوے جس گھڑی دو ہی دن قیامت
ہے اوسوقت مین وہی اہل ملامت
رہین دین و دیان اپنے سلامت
نہ چلہ کشی سے جھکے جسکا قامت

تراب انتقام عمل ہے مسلم
جہان مین بلاسے گنا ہونگی شامت

۱۱

نظر آئی ہے جب سے قاتل کی صورت
ترے دیکھنے کو کرے ہے وہ ارمان
کسے تاب ہے جو مقابل ہو دیکھے
کبھی روٹھی ہے کبھی ہنس پڑی ہے

تڑپتا ہے دل مرغ بسمل کیصورت
جو دیکھے سے ہے آئینہ گھائل کیصورت
قیامت ہے اوس شمع محفل کیصورت
عجب انگ یون ہے مرے دلکی صورت

نہ پاؤ نہین طاقت نہ دل مین ارادہ
تراب اب کہان قطع منزل کیصورت

۱۲

لب پر اوسکے رکھا ہے آب حیات
جانتے ہین بزم سے تمھاری تو

جان ہے اوسکے مونٹھ کی کیا بات
بندہ پرور ہماری تسلیمات

[illegible]

دیوان تراب

ردیف تای فوقانی

جسکو حق نے کیا ہے سیف زبان	ہاتھ مین کیون رکھے وہ کرچ اور بان

۱۵

جاتے ہین اہل حق تراب جہان
بھاگتے ہین وہان سے بھوت و پریت

دوہی دیتے ہین ہم پہ جان بہت	جس سے ہین آپ بدگمان بہت
چشم تر ہونٹھ خشک ٹھنڈی سانس	عشق کے ہین ترے نشان بہت
کس سے کہیے یہ کون سنتا ہے	ہم مرے دلکی داستان بہت
ہم سے نامہربان رہتے ہین	کیا ہوا اگر وہ مہربان بہت
جسکو پاتے ہین عاشق صادق	اوس سے لیتے ہین امتحان بہت
یار وہ شوخ طفل آفت ہے	جلتے مارے ہین نوجوان بہت
اوسکے کوچے مین لوٹے ہین پڑے	ہم سے بڑھے اور ناتوان بہت
کچھ نہین ہے فقیر کو کمتی	ہے فقیر و نہین عز و شان بہت

۱۶

رہتے ہم جابجا تراب جہان
حق نے ہمکو دیے مکان بہت

بلبلون کو بہار ہے نعمت	ہم کو دیدار یار ہے نعمت
جسنے پائی نہ زلف یار کی بو	اوسکو مشک تتار ہے نعمت
قدر صحت مریض سے پوچھو	تندرستی ہزار ہی نعمت
دکھ مین سکھ ہو جو یار ہوے ساتھ	صحبت یار غار ہے نعمت
کس سے کہیے مزہ فقیری کا	فقر بے اضطرار ہی نعمت

چاہیے رخ پہ ترے طرہ گیسو کی شکست
ہے خوشایند مسلمان پہ ہندو کی شکست

یار نے میرے جو مین آنکھ لڑائی اوس سے
رم ہوا کچھ نہ چلا ہو گئی آہو کی شکست

ایک ہی وار مین بل کھا گئی تلوار تری
نہ چڑھا تیوری نہ کھلا خم ابرو کی

بیطرح غمزے نے تری توڑ دیا دلکو مرے
کسطرح ہو گئی دست آ وہ پہلو کی شکست

ایک لاحول مین شیطان ہو سو کوس فرار
پڑھے سو بار نہو نفس ملا کو کی شکست

جسکے دروازے پہ ہم بیٹھ رہے توڑ کے پانوں
ہے پسند اوسکو **تراب** اپنے دروازوں کی شکست ۱۹

دم تری عشق کا بھرتا تھا جو ن رات بھر
ہجر مین اوسکو نہ مرتے ہوئی سکرات بہت

مجھکو اک بات بھی کہنے نہیں دیتا ہو وہ شوخ
کون کہتا ہو وہ سنتا ہو مری بات بہت

اب تلک شام سے مین دیکھ رہا اوسکی راہ
یار آنیکا نہیں ہاے گئی رات بہت

یار کے دل مین تصرف کرو تب جانیں ہیے
شیخ جی ہمکو نہ دکھلاو کرامات بہت

صاحب دل نہ ہمکو نظر آیا کوئی
دیکھ پڑتے ہین جہان مین تو خوش اوقات بہت

سنگدلی ہاتھ سے نہیں لگا کر نگہ خونریزی
دل تو پامال ہوے جان گئی ہاتھ بہت

آہ کی گرم ہوا سے مرے بجھا نہ کوئی
مدد اشک سے ہوتی نہ جو برسات بہت

بچ گئے جیتے رہے داؤن سے تیرے کہ ہم
ہارے سب عشق کی بازی مین ہوئی مات بہت

اک نظر دیکھنے کو جسکے ترستے ہین رقیب
ہم رکھتے ہین **تراب** اوس سے ملاقات بہت ۲۰

نہیں کچھ ہمکو حرص خوان نعمت
ہے اپنی خشک روٹی نان نعمت

ردیف تائے فوقانی

تراب اوس پر فدا کیو نہ ہو جان
دنی نعمت ہے وہ سلطان نعمت ۲۱

ولہ

اوسکا شیرین کلام ہے آفت
ہنس کر تا سلام ہے آفت
عہد مین اوسکے زلف و عارض کی
صبح آفت ہے شام ہے آفت

ایکدن جب سے ملکے ہوش گئے	اوسکا وصل مدام ہے آفت

کیون نہ سب سے الگ ہو رہیے تراب
صحبت خاص و عام سے آفت ۴۲

خیال ہیر کا جسکے ہوا ہی دلمین شست	وہ طفل خوب جوان بخت ہی اور پیر پرست
مین اوسکو ہاتھہ پکڑکے حوالہ کیون کرون	ملے ہی ہیر و نے نعمت مجھی جو دست بدست
نہ آنکھہ اوٹھاکے دیکھو تم اوسکی آنکھہ کیطرف	کہ ہی وہ ترک بڑا شوخ دیدہ و بدمست
وہی جو چاہی تو ہو انتظام ہندوستان	کرہی جو زلف پریشان اپنے بند و بست
تجھے پسند ہی جیسے مری شکستہ دلی	مجھے بھی بھاتی ہی اوس زلف پرشکن کی شکست
نہ سرمگین ہو تو اے ترک چشم میرے حضور	لگا نہ تیر نگہ دل پہ میرے ہین کے نشست

کوئی تراب کو چھیڑے نہ از براے خدا
وہ ایک رند خرابات ہی اور مست الست ۴۳

کیونکر اب تنگ نہو یار و مین جینے سی بہت	بڑھ گئے ہجر کے دن چار مہینے سی بہت
اوسکو چاہتی سے لگا تا کبھی یاد آتا ہے	اوٹھتے ہین شعلہ حسرت مری سینے سی بہت
کیا کہین دھوپ لگی لال ہے مکھڑا ہر رنگ	خیر ہے آج بدن ہر ہے پسینے سی بہت
کوئی بھلا آدمی کسطرح ملے اوس سے جا ہے	اختلاط اوسکو ہوئی ایک کمینے سی بہت
دل ہی اوسکے مین جگہ پائے کہین بیٹھ گیا	غیر بیٹھے تھے وہان اپنی قرینے سی بہت
غیر کے ہاتھ سی مجھکو نہ پلا جام شراب	نشہ آتا ہی ترے ہاتھ کے پینے سی بہت
بیٹھ کر آنکھ مین میری تو لب یار دکھا	ہے اگر ذوق تجھے سیر سفینے سی بہت

پیے شراب لگائے گلال منھ پر واہ ۔ وہ لال مجھکو دکھاتا ہی کیا سنگار بسنت
بہار آئی قبا زرد یار نے پہنی ۔ یہ رنگ دیکھ ہوا مجھکو اعتبار بسنت

وہ زرد مٹی سے پہنے ہی خرقہ رنگین
لگا تراب یہ کیا گرد اور غبار بسنت

۲۶

پھر گئی آنکھ مین کس لال سے بنے کیصورت ۔ بس گئی دل مین جو ہر حال ہے کیصورت
کسطرح بگڑے دن مین اوس بت کے جوبن اٹھان آیا ۔ بعد از مدت یکسال ہے بنے کیصورت
لٹ پٹی پگڑی کھلے بال بندھا ہی سہرا ۔ بن گئی دیکھ لیے جال ہے بنے کیصورت
کیون وہ نوشہ کیطرف رخ نکرے ایکعالم ۔ ہی زسر تا قدم اقبال ہے بنے کیصورت
کیون نہ عاشق ہوئی کیا ہی بنی ہے یارو ۔ با رخ و زلف و خط و خال ہے بنے کیصورت
کیا سراپا وہ نزاکت کے ہی سانچی مین ڈھلا ۔ حسن و خوبی مین ہی ٹکسال ہے بنے کیصورت
لے بنی شرم نکر جھانک لی گھونگھٹ سے ذرا ۔ کھولکر پردہ سکھیان ہے بنے کیصورت
نیاج مین دیکھکے کوئی اوسکی شہانی رنگ ۔ وہ تو چلتا ہی عجب چال ہے بنے کیصورت
ہاتھ مین چھوٹی لیے باندھی کمر مین جمدھر ۔ کیا قزلباشی ہی تمثال ہے بنے کیصورت
ہاتھ مانی کا قلم ہو جو لکھے اوسکی شبیہ ۔ ہے غضب پیکر قتال ہے بنے کیصورت

رنگ و روپ اوسکا قیامت ہے نہ کچھ پوچھ تراب
کرتی ہے مجھکو تو پامال بنے کی صورت

۲۷

وہ تو کرتا ہی چھپ کے صید پہ چوٹ ۔ کھیلتا ہی شکار پردے کی اوٹ
ناصحا کیون ادھر نہ پھیر دیکھون ۔ ہوگیا دل تو اوسکو دیکھ کے لوٹ

ردیف تای فوقانی

گرجنا اور چمکنا اور برسنا	دکھا ساون مین یہ سامان رحمت
نہ گرا اساک سے باران کے دل تنگ	کشادہ رکھ سدا امیدان رحمت
مین بندہ ہون ترا تو ہے خداوند	مرا ہاتھہ اور ترا دامان رحمت

۳۰ تو کہہ لاتقنطوا من رحمت اللہ
تراب اب تجھسے ہے خواہان رحمت

ہاتھہ سے جسکے ہاے زلف شکست	اگر سکے ہند کا وہ بند و بست
دلمین اک عشق کیا ہوا پیوست	آرزو مین تمام ہوگئین پست
ہستی حق کے سامنے ہین نیست	دیکھہ پڑتے ہین جو بصورت ہست
بحر وحدت مین جو یہان ڈوبا	وہ کریگا وہان صراط سے جست
کسکو طاقت ہے جو پھرے اوس سے	ہو گیا جو قرار روز الست
محتسب اونکو زور مت دکھلا	نہین ڈرتے کے رند بادہ پرست
کیون ساقی کا پاؤن لغزش کھاے	دختر رز نے کر دیا بد مست
جی اٹھاوے کوئی نہ اوس سے خدا	نشے کی ہو ہمارے بر مین نشست

۳۱ ہاتھہ مین سکے جو اک تراب کا دل
جگ مین سب سے رہے وہ بالا دست

دعا جو چاہے تو انعام دے کسیکو بہت	نہ بد زبان ہو نہ دشنام دے کسیکو بہت
جو ایک جرعہ بھی ہمکو دے نہین سکتا	وہ اپنے ہاتھہ سے کب جام دے کسیکو بہت
مین انتظار مین بارا پڑا کہو اوس سے	نہ اپنے آنے کا پیغام دے کسیکو بہت

ولہ

۲

تراب اپنی گلی مین دیکھکر مجھکو وہ کہتا ہے
بہت تم آجکل میری طرف آئے ہو کیا باعث

یار و دنیا کیلیے اتنی مشقت ہی عبث
طلب سیم و زر و خواہش دولت ہی عبث

چند گز ثوب کفن قبر مین لیجاتا ہے
توشے کھانے مین یہ پوشاک کی کثرت عبث

قبر کیواسطے کافی ہے کئی ہاتھ زمین
یہ زمینداری و تعمیر عمارت ہی عبث

کسقدر رکھاؤگی خور تغور یمن کیا پاؤگی
نان و حلوے کی طمع پھر حلاوت ہی عبث

گنج قارون کا نہ کام آیا گیا تحت ثری
مال و اسباب بہت حشمت و شوکت ہی عبث

جو مقدر ہے وہ ملیگا وہی بے سعی و تلاش
روز و شب دغدغہ و فکر معیشت ہی عبث

زندگی تھوڑی ہے کیا جانے کب آئے موت
اسقدر طول عمل موت سے غفلت ہے عبث

جسکی صحبت مین نہو کچھ اثر و کچھ حاصل
دور رہنا ہے بھلا اوس سے کہ صحبت ہی عبث

عاقبت کام نہ آئیگا کوئی حق کے سوا
خلق سے تجھکو تراب اتنی محبت ہی عبث

ردیف جیم

۱

خفا ہے کسطرح وہ تندخو آج
نجانے کوئی اوسکے روبرو آج

وہ بیٹھا ہے غضب تیوری چڑھالے
خدا عاشق کی رکھے آبرو آج

عبث غنچہ دہن کہتے ہین اوسکو
سنی ہے مینے اوسکی گفتگو آج

بہار آئی کہ یار آیا چمن مین
گلون کا ہے کچھ اور ہی رنگ و بو آج

صبا مت کر پریشان زلف کے بال
پھنسا ہے دل ہمارا ان مین مو بمو آج

ولہ

یار باتیں یاں سے راجہ سے کی — اسطرح اوسکا نہو عالی مزاج

اوسکو تونے کردیا اے عشق لال — ہے سے اب اوسکو بھی کیا احتیاج

کوئی ہوتا اوسکا پروانہ کہین — گرنہ ہم اوسکو بنا دیتے سراج

عشق نے جب سے یہان پہنچا دیا — اوٹھ گئی دل سے حیا و شرم لاج

پا بہ ہستہ در بدر اوسکو کیا — سر پہ جو رکھتا ہے سرداری کا تاج

بیکلی مجھکو ہوئی کل سے تراب
دیکھ کیا بے چین ہوں بے چین آج

ردیف حاے مہملہ

زلف مشکین شام ہے اور عارض گلفام صبح — دھیان ہے میرا یہی لیل و نہار و شام صبح

لیلۃ القدر اوسکو جانوں یا شب وصلت کہوں — دم مین آخر ہوگئی جھپٹ آگئی ناکام صبح

صبح ہو یا شام جسمین بھولتا ہو اوسکا نام — کہیے اوسکو نامبارک شام و ناخجام صبح

غم سے پروائی کیا کہیے جو گذرا شمع پر — رات بھر جلتی رہی پائی ذرا آرام صبح

شام تک بیخود رہوں میں بھر کبھی آرام سے — یار تو مجھکو دیا کر بھر کے مے اک جام صبح

رات پاس اوسکی گیا مین ایک مطلب کیلیے — ق ہنسکے بولا اب تو گھر جا لیجو انعام صبح

صبح جا پہونچا تو ناخوش ہو کے یوں کہنے لگا — کیوں گئے دم یاں تو آیا کیا تھا ایسا کام صبح

ہے چمن کی سیر خوش وقت طلوع آفتاب — جلوہ گر تا ہے گلشن مین وہ گل اندام صبح

دوپہر تک وہ نہین گھر سے نکلتا ہے تراب
جھڑکی جاتی ہین واں ناحق برائے نام صبح

ردیف دال مہملہ

کرتا ہی محبت پہ وار مری بات سے وہ شوخ — عاشق کو مارتا ہی عجب گھات سے وہ شوخ

کل اک ادا عجیب ہوئی یار سے ادا — انکھو نمین بس گیا ہی مری رات دن وہ شوخ

کیا بات اوسکی یارو نہ بھولا کبھو اوسے — ماہر ہے اپنے فن مین تو ہر بات سے وہ شوخ

دلبر ستمگر اوسکو کہے کسطرح کوئی — لیتا ہے دل تو لطف و مدارات سے وہ شوخ

اسطرح خوش ہوگا کوئی ملکے یار سے — خوش ہو وہ جیسے میری ملاقات سے وہ شوخ

کیونکر قسم نکھائیے اوسکے نصیب کی — ہمدم ہو جسکے حق کی عنایات سے وہ شوخ

۳ معشوق ہو ہی بسین کسلیے کہین تراب — بس ہین ترے ہوا سے کرامات سے وہ شوخ

ردیف [illegible] مہملہ

اوس بت کی انکھڑی ہے یہ کیا خوب نگین سرخ — ہاتھ آیا بھلا لخت دل اوسکو کہین سرخ

انکھو نمین مری عکس پڑا ہے ترے لب کی — اشوب سے ای لعل مری انکھ نہین سرخ

خود ہونٹھ تری سرخ ہین جون لعل بدخشان — کرتا ہی تو کیون پان سے لعل شکرین سرخ

تھم جا نہ بہت رو نہ ڈبا دامن صحرا — اے دیدہ خونبار نہ کر روے زمین سرخ

موتی سے نہین کم ہی سفید انسو کی قطرے — یاقوت سی بہتر ہین نکلتے ہین جو ہین سرخ

خورشید اوسے دیکھکے چھپتا ہے شفق مین — جب سے ہے جوڑا وہ مہ پردہ نشین سرخ

۳ جلتا ہے تراب آپ ہی ترے شعلہ غم سے — گرمی سے نکر مکھڑے کو اے زہرہ جبین سرخ

پھرا ادھر آج نہین ابروِ خمدار کا رخ — پھر گیا ہاے کدھر یار کی تلوار کا رخ

تا صحا منہ نہ ادھر سے مین کبھی پھیرونگا — رخ مرا ہوگا اوسیطرف جدھر یار کا رخ

زبسکہ جال ترا چار و نطرف پھیلا ہے
قریب بلبل مسکین نہ کسطرح کھاوے
بھلا نہ کسطرح بلبل اسیر ہو اوڑکے
خدا سے ڈر نہ بہت عرصہ زمین کر تنگ
بہت نہ پیچ چمن گلی مین پھانسی ڈال
یقین ہے کہ قفس ہو لیجا یہ بلبل سے
چمن کا لطف ہے تجھسے کہ بلبل کے
نہ مند اوڑنے کا رکھتا ہون نہ پھڑکنے کا
طمع سے دانے کے پھنسنے مین صید بیچارے

چمن مین پھر ترے ہاتھوں پسی الامان صیاد
جو باغ سبز دکھاتا ہو باغبان صیاد
جو لیکے پھولونکی بو بھی پھر ہو وہان صیاد
پرے نہ ٹوٹ کہین تجھپہ آسمان صیاد
پھڑنگی پانو نمین ہے پر بھی بیڑیان صیاد
اگر بہار مین ہوا و سپہ مہربان صیاد
وہ باغ کیون نہو سونا بس جہان صیاد
نہوگا مجھسا کوئی صید ناتوان صیاد
جو اہل حرص ہین انکو ہر اک جہان صیاد

تراب کیون نہ گرفتار خوبرویان ہو
کہ زلف دام ہے اور ہے دلبران صیاد

کہتے سب پیر ایسے جو ہو بیدرد
مرد سے عشق کا سخن کیا ہے
بیچ مین اور کیا ہو عاشق سے
جیتے جی مین یار مین ہونی ہو سو ہو
سب سے جھوٹا جو کوئی جانے
کسطرح سے عمل ہے درویش
نہ رہا ہوں جسے دوئی کا علم

سرخ رو ہو وہی جو ہو رنگ زرد
عشق رکھتا ہو سوز ہو یا درد
نالہ گرم ہووے یا دم سرد
اب تو ہم کھیلتے ہین عشق کی نرد
سیر سے نزدیک ہے بڑا وہی مرد
چاہیے مرد کے تئین اک گرد
کہیے اوسکو تراب فرد الفرد

ہمکو بیدل کبھو نہ کرتا یار — اوسکو ہوتی جو بیدلی کی درد

شیخ بیدرد جسکو کہتے ہین — خوش لگے ہے مجھے اوسی کی درد

کھل گیا دیکھکے رقیب کو وہ — مجھسے ہے کل سے بیکلی کی درد

دوست اپنا مین کب اوسے جانون — وہ رکھتا ہے مدعی کی درد

دلسے یارو نکلے اوٹھ گئی بالکل — آشنائی اور دوستی کی درد

کون ہمدرد ہو تراب ایسا
کیجیے اوس سے جا اپنے جی کی درد

دیر مین جو کہے خدا کو یاد — رام پور اوسکو ہو الہ آباد

دوسرا کوئی نظر نہین پڑتا — کیجیے کس سے یار کی فریاد

وہ مری داد چاہے دے یا دے — مین تو دیتا ہون اوسکے عشق کی داد

آپ معشوق آپ عاشق ہے — کون شیرین ہے کون ہے فرہاد

ہمسے کیا قیس آگے بڑھکے چلے — کہان شاگرد اور کہان استاد

باغبان بند کر لے دروازہ — جانے پائے نہ باغ مین صیاد

لائی پھر مژدہ بہار صبا — بلبلون سے کہو مبارکباد

اوسکی تصویر دیکھ اوڑ گئے ہوش — رہ گئے حیرت مین مانی و بہزاد

جو تصور مین اوسکے خوش ہے تراب
وہ ہمیشہ رہے گا شاد ان شاد

یار تو ہے مری نظر سے بعید — آکس سے ملکے بھلا کرون اب عید

وہ اک جان دو قالب ہوا اوس سے — نہیں یار کو مجھ سے کچھ اتحاد
کہو اوس سے بیداد کرتا رہے — کسی دن تو دے گا خدا میری داد
میں افتان و خیزان بڑے زور سے — گلی میں گیا اوسکی جون گردباد
فقط ظاہری دوستی اوسکی ہے — وہ باطن میں رکھتا ہے مجھسے عناد

۱۱ تراب اوس سے میرا تو دل اوٹھ گیا
مری طرف سے کہو اب خیر باد

پھر اوس سے ہو گیا ہے کسیکو توقع بہبود — جو راہ و رسم و مدارات بھی کرے مسدود
دکھائی یار نے کیا ایک شان بے مہری — جہان سے نام محبت کا ہو گیا مفقود
وہ رخ ادھر کرے ہے نہ پوچھتا ہے بات — بھلا اب اوس سے ہو کیونکر مجال گفت و شنود
ہے میری طرف سے پیغام کون دے اوسکو — رہے ایاز جو بندہ بنا تو ہے محمود
نہ قتل کرکے اوسے کلمۂ شہادت پڑھ — جو تجھکو دیکھکے پڑھتا تھا بار بار درود
جو شور و شکوہ کرتا تھا چاہ شیرین کا — تو جوئے شیر سے کیا کوہکن کو تھا مقصود

۱۲ تو اپنے عشق کی دولت تراب دل میں چھپا
کہ جگ میں ہوتی ہیں اہل دول کے لوگ حسود

قامت بالا میں ہے کچھ اور ہی مضمون بلند — کرتے ہیں اللہ والے عالم بالا پسند
پائے تا سر یار کی خوبی سے ہے سرگرم عروج — ہے طناب زلف مشکیں حسن عارضکی کمند
عشق میں دل نے ڈبویا چشمۂ عقل کا — تا حق اب عشاق سے کرتے ہیں ناصح وعظ و پند
عاشقوں کی درد کا احوال اوس سے پوچھیے — ہاتھ سے خوبوں کے جسنے کچھ بھی پایا ہو گزند

مفت دیتا ہون تجھے نسبہ نرس ہوتا ہے | لوگ لیجاتے ہین دیکے مٹھائی تعویذ

بخش مجھکو بھی تراب ایک فراغت کا عمل
نقش باسط کا مجھے لکھدے دو بالی تعویذ

پڑھ کے خط یار کا کل مینے بنایا تعویذ
اس سے بہتر کوئی احباب کا نہ پایا تعویذ

گرم جوشی سے کسیدن نہ ملا مجھسے وہ
آگ مین جسکے لیے مینے جلایا تعویذ

شائد اوس بت کا دل سنگ کہین پانی ہو
اسلیے بحر مین لکھ لکھ کے بہایا تعویذ

اک عمل بھی نہ چلا اوسپہ مرا کیا کیجیے
گرچہ سو طرح محبت کا لکھایا تعویذ

تلخیے کوہکنی سے جو موا شیرین سنے
اوسکی تربت پہ بھی مر کے لگایا تعویذ

چشم بد دور نظر سیری تو ہے اوسپہ لگی
تار بقش سے کیون تو نے گندھایا تعویذ

ہاتھ سے دلتو لیے کتنے زبر دستون کے
بند دست پنجہ کا تو نے جو کھایا تعویذ

بدگمان مجھسے زیادہ وہ ہوا اچھا بنا
پاس سیرے کہین اوسکو نظر آیا تعویذ

لیگیا توڑ مرے بازو سے جھٹ پٹ اوسکو
پھر دکھایا نہ مجھے ایسا چرایا تعویذ

نہ چلا میرا کہا اوس سے مین کہتا ہی رہا
جان سیری کوئی لیتا ہی پرایا تعویذ

یار میرا نہ کبھی مجھسے خفا ہو وے تراب
مجھکو بتلا دے کوئی ایسی دعا یا تعویذ

وہ ظالم گر نہ دے اسے میرے کاغذ
کبھو دیکھے میری تصویر کا کاغذ

مرا خط پڑھ کے ایسے کیون دیا پھینک
گیا جل بھن بلا تقصیر کاغذ

مین اوسکے ہاتھ دون بیدل کا رقعہ
جو مانگے وہ بت دلگیر کاغذ

حسن مین کیا تو بادشاہ بنا
ہو گیا عشق مین تراب فقیر

مین بھی کرتا ہون عشق سے توبہ

ہجر سے آپکے سفر مین کیا بلا نازل ہوئی	انتظار وصل مین گذرا محرم تا سفر
مین فغان کرتا ہون افغان بھی سنتا نہین	آہ میری کا کچھ بھی نہین اوسپر اثر

۳ حسن مین کیا شہرۂ یار ہی وہ بھی تراب
عشق نے جسکے مجھے رسوا کیا ہے اسقدر

بیمار محبت کی دوا وصل ہے یا صبر	گر وصل نہ ہاتھ آئی تو کر دیکھ ذرا صبر
روئی نہ اگر ہجر مین عاشق تو کرے کیا	کہتے مین ہر روز صبر کر آسان ہی کیا صبر
کچھ پوچھو نہ احوال وہ جسم نسر سدھارا	آرام گئی جان ہی اور دل سی گیا صبر
دل کیون نہو بی آس دلارام نہین پاس	ہے مرتبہ پاس کرے کیسے بھلا صبر
سنتا ہون کہین اوسنے بھی اب آنکھ لگائی	صد شکر کہ معشوق پر عاشق کا پڑا صبر
چاہون تجھے سزا دون دیچاہون تجھے عوض لون	کرتا ہون تامل کوئی دیکھے تو مرا صبر
تنگی مین جو صابر ہو تو حاصل ہو کشایش	بندے پہ بلا بھیجے تو دے اسکو خدا صبر
ہر آن کسی چین سے جسکی وہ کرے شکر	ایمن جو بلا سی ہی کرے اوسکی بلا صبر

۴ کیونکر نہ تراب اوسکی محبت مین ہو مضطر
انصاف کرو یار کجا عشق کجا صبر

ہے شہید ونکی گور مین تاثیر	ترے کشتے کی خاک ہی اکسیر
منہ نہ پھیر آئینے سے دیکھ مرے	دیکھ لے اوسمین کسکی ہی تصویر
مین دوانہ ہون حسن وعارض کا	مجھکو دکھلا نہ زلف کی زنجیر
مجھسے بخشا نے قصور فراق	گھر مین رہنے کی کرتے ہو تدبیر

منھ سے جو ہر سے نکلے ابھی راز حقیقت — کافر ہو مسلمان تو مسلمان ہو کافر

کسطرح تراب اوسکو مصفا کرے اپنا
جو آفت دین فتنۂ ایمان ہو کافر

ش

ردیف راے مہملہ

جسنے دیکھی نہو بیتابی سیماب کی سیر — عشق مین دیکھے وہ سیر دل بیتاب کی سیر
رو رو انکھین مری کیون آنسو نہین ڈوب جائین — دیکھنے جاتا ہے وہ کشتی غرقاب کی سیر
سب گل بوٹی چمن کے اوسے لگتی مین خار — جسنے دیکھی ہے تری چکن کمخواب کی سیر
خود فراموش تھی ہر چند زلیخا غم مین — یاد یوسف تھی وہی اوسکو تھی خواب کی سیر
آئینہ دیکھ کی کل اوسنے کہا آہستہ — بارک اللہ عجب ہوتی ہے مہتاب کی سیر
سرخ بگڑ ایکا عجب رنگ تھا گورے مکھ پر — تھے غضب تیسے سیہ کا کل پرتاب کی سیر
دور باطل نہین گر چرخ فلک کو کہیے — دیکھلو ہوتی ہے کیا گردش دولاب کی سیر
اہل قبلہ کہو جا ہوا وسے جا ہو کافر — دلکو بھاتی ہے بہت ابرو محراب کی سیر

عشق مین اکبت پنجابی کے روتا ہے تراب
دیکھ لے انکھ سے اوسکی کوئی پنجاب کی سیر

ش

گٹھری دولت کی رکھی جسنے بڑی ہی سر پر — کچھ خبر اوسکو نہین موت کھڑی ہے سر پر
کل تھا چہرے پہ جو سر تاج مرصع باندھے — آج دیکھا اوسے اک پگڑی ہی بڑی ہے سر پر
حشر مین ہوگا وہی عرش کے سایہ کے تلے — جسکو سایہ نہین ہان کوئی گھڑی ہے سر پر
دل کا دیوانہ بنا دیکھ کے کہتے مین سبھی — کیا بلا کون پری اسکے چڑھی ہے سر پر
کچھ سبھی ہے عشق سی یان جسکو سر و کار تراب — اوسپہ سو طرح بلا ٹوٹ پڑی ہے سر پر

جو کسی بندے ہین اونکی تو کیفیت ہے یہ — کہتے ہین مالک سے تو رہیو مرا خدمت گزار

نام لیوا اپنی حرکت سے نہون بدنام کیون — نام سے بکتے ہین جسکے در سے رکھتے ہین لگار

چوہی پاٹ روپئے اور پیر و نسبی دغا کرتے ہین لوگ — کیا کسی سے ہو کوئی اس وقت مین امیدوار

دن قیامت کے قریب آئے زمانہ بدلگا — دیکھیے کیا نفس بد کی شامتین لاتی ہین بار

کنج عزلت مین تراب اب بیٹھ رہ سب سے الگ
ہے ترا مرشد نگہبان ہے ترا اللہ یار

کہین تو خار ہے ہم کہین ہوئے گلزار — کسکے دار دہرے ہم کسکے ہین آزار

کوئی تو زندہ ہمین بوجھتا ہے کوئی زاہد — کوئی تو مست کہے ہے کوئی ہشیار

کوئی تو دیکھ کے ہمکو نظر چراتا ہے — کوئی تو سن کے ہمین ہو طالب دیدار

کہین تو پیر مغان ہین کہین ہین شیخ حرم — کوئی ہے معتقد اپنا کسیکو ہے انکار

کوئی ہے ہمسے مخالف کوئی موافق ہے — کوئی ہے یار ہمارا کسیکے ہم ہین یار

حقیقت اپنی کہون کس سے کون سمجھے ہے — بھلا ہوا نہوا ہمسے کوئی واقف کار

تراب آگئے نکتہ جو کچھہ کہا سو کہا
زیادہ کہنے کے لائق نہین ہے یہ اسرار

گر نہ شوخی سے اوجھتی اوسمین کنگھی باربار — کیون نکلتی زلف کی منہ سے صدا مار مار

اوسکی چشم مست نے کیا مجھکو حیران کیا — نرگس اودھر دیکھتی ہے کیون تو آنکھین پھاڑ پھاڑ

اے جنون کہہ [illegible] نہ دامنگیر ہو تیرا کبھی — ہاتھ سے تیرے ہوا جسکا گریبان تار تار

کسطرح ہون چار چشم اوسکی کیتلی آنکھ سے — چبھتے ہین جسکی مژہ سے دل مین خار خار

مرے منصور کو ظالم نے سولی پر چڑہایا | نہین ہے ہار لخت دل الجھے نوک مژگان پر

۱۵
تراب اتر روز دن جیسے ہی پریشان خاطر ہی
تو دیوانہ ہوا ہے کیا کسی زلف پریشان پر

نجاؤ در بدر یار و نجھوڑو داستان پیر
عقیدت گر نہو راسخ محبت گر نہو صادق
نجاننے اور کو ہرگز زیادہ اپنے مرشد سے
رکھو مرشد کو راضی تم اطاعت مین اوسکی گم

نرکھو غیر سے امید یک در گیر محکم گیر
اثر صحبت سے کیا ہو وے کر ہے ارشاد کیا تاثیر
کرہی راہ ارادت مین ہی سب ہے تقصیر
رضائے حق اگر چاہو تو ہے اوسکی ہی تدبیر

۱۶
جو بن دیکھے ہے غمگین تصور سے نہو تسکین
تراب اوسکو وہی پاس کہی پیر کی تصویر

ہو گئے کتنے جان سے باہر
حسن مین اوسکو کوئی نہین لگتا
وصف اوسکا مین کیا کہون ناصح
باز آیا مین تجھسے اے ظالم
دور دیکھ صورت صیاد
عشق کی بات یار و جیمین رکھو
پھر اولٹ کر وہ گھر نہ آوے گا
کیا مین اوسکا نشان بتلاؤن
بالیقین ہے تراب سب مین وہ

وہ نہ نکلا مکان سے باہر
ہے وہ ساری جہان سے باہر
وہ تو ہے کچھ بیان سے باہر
تیغ مت کر میان سے باہر
آئے مرغ آشیان سے باہر
مت نکالو زبان سے باہر
تیر ہو جب کمان سے باہر
بے نشان ہے نشان سے باہر
ہے جو وہم و گمان سے باہر

گرچہ آغاز نوجوانی ہے
حور و غلمان ہو گیا دل سیر
کیسے خوش آئے مجھکو اوس گلبدن
اوسے اب تک ہے لڑکپن کی بہار
دیکھ اک طفل برہمن کی بہار
نرگس و لالہ و سوسن کی بہار

صبح کی سیر جسنے کی ہے تراب
دیکھتا ہے وہ کب بدن کی بہار

٢٠

درد دل کی تو دوا کامل ہے صبر
صبر کرنا عشق میں دشوار ہے
صبر کیا چنگا کریگا زخم عشق
ہے دوا مجنون کی لیلے کا جمال
کیا کرون کچھ صبر میں چلتا نہیں
زور بے صبری ہے یار و عشق میں
یار کا منہ دیکھتے ہی کیا کہون
ہے قدم رکھنا کٹھن اس راہ میں
درد اگر دل ہے تو لا حاصل ہے صبر
صبر کس سے ہو سکے مشکل ہے صبر
عشق کے ہاتھون تو بسمل ہے صبر
غلط سودا کا کہان سہل ہے صبر
بیقرار دل سے مرے زائل ہے صبر
صبر کی طاقت گئی کاہل ہے صبر
ہوش میرا اور گئی زائل سے صبر
تھک گیا جی کیا کرے منزل ہے صبر

صبر کر جو ہو سکے تجھسے تراب
باعث آرام جان و دل ہے صبر

٢١

نقاش لکھے بلبل و گلزار کی تصویر
دل لیکی جو اسنے دکھایا کبھی جسنے
ہر گز نکرے لیلی و شیرین کی حکایت
تصویر مری کھینچ مع یار کی تصویر
خوش لگتی ہے مجھکو ادس دلدار کی تصویر
دیکھے جو وہ یار طرحدار کی تصویر

صید کرکے نہ کہہ خدا جانے
بولتا ہے نہین کسی سے صنم
چاہ خوبون کی کچھ گناہ نہین
ایک چتون نے اوسکی کام کیا
پھر سے اپنی گروہ پھر آئے
شعر سے جو گرم صحبت ہے
تونے رسوا کیا مجھے ایسا
گرد ہے جسکے آگے دولت سب

یہ دل مبتلا ہے یا نخچیر
یہ بت غنچہ لب ہے یا تصویر
عشق کہتے ہین اوسکو یا تقصیر
سحر کہیے پھر اوسکو یا تاثیر
اوسکو تدبیر کہیے یا تقدیر
ہے وہ زلفِ سیاہ یا گگیر
ہے یہ انعامِ عشق یا تعذیر
یار کی خاکِ پا ہے یا اکسیر

مقطع

دل مین پھر درد عشق اوٹھا ہے
لے خبر جلد اے تراب کی پیر

نہ عاشق پر بہت جور و ستم کر
بہت رسوا ہوا یاری مین تیری
تو اپنے بیدلوں پر اے مسیحا
نہ اونکو دیکھکے محجوب ہو جا
ہری شاخ اوسنے گل کی کاٹ ڈالے
پھرا اب تک نہ گھر سے یار ہے ہے
ترے صدقے مین اے اخبار والے
کہان تک ہجر مین غمگین رہے دل

لگا لے اپنی چھاتی سے کرم کر
تو خاطر اوسکی مت غیروں سے کم کر
دعا سے قسم باذن اللہ دم کر
نہ اپنی عاشقی مین متہم کر
تو بلبل ہاتھ مالی کے قلم کر
گیا تھا مجھ سے کیا قول و قسم کر
یہ غفلت اوسکی برچی مین رستم کر
الٰہی دل سے میرے دور غم کر

ولہ

ردیف رای مہملہ

اسکا منہ ہے جو قیل و قال کرے
سوے پیچان سے اوسکو نسبت کیا
پیچو مشاط سانپ کاٹے سے
وہ مجھے جان سے بھلاتا ہے
داغ کھایا اور منہ سے اُف نکیا

زلف کے دور اور تسلسل پر
ہے یہ بہتان محض سنبل پر
ہاتھ رکھیو سنبھل کے کاکل پر
کیا کہوں یار کے تجاہل پر
آفرین دل ترے تحمل پر

اوس سے کیا ہو تراب فکر معاش
جسکی گذران ہو توکل پر
۲۸

جسکا اقبال ہو تنزل پر
اوس سے کیا بند و بست ملک کا ہو
ہو گئے کتنے تیرے دست نگر
محتسب سنکے لوٹ پوٹ ہوا
واہ کیا کیا سنگار کرتا ہے
دیکھیے دریا پہ چاندنی کی سیر

وہ چڑھے فوج لیکے کابل پر
ہے جو مسند نشین تغافل پر
ساقیا ایک ساغر مل پر
وجد آیا صداے قل قل پر
غش ہوں میں یار کے تجمل پر
یار آئے جو رات کو پل پر

مین تو صدقے ہوں جان و دل سے تراب
حیدر شہسوار دُلدُل پر
۲۹

تم اپنے گھر کیطرف سدھارے جو نکلا مجھے کھا کر
جیتے نکلا کیونکر مین ہاتھ سے تجھ بن تو جینا ہی غیر ممکن
کبھی تو روتا ہوں جاکے [illegible] کبھی [illegible] ہوں جنگل

دو دانہ کیسا ہوا مین یہ پھرا تماشا تو دیکھو اکر
تڑپ تڑپ کے گذری مین [illegible] کٹی مین یا خدا کر
یہ جھنک لگی ہے دوانہ بن مین [illegible]

ولہ

[illegible]

کھنڈ وہ نکرے پالکی دھاتی پر
عبث ہو فوج پہ مغرور اپنی شاہ زمان
اوسکو ناز ہے اپنی جمالِ عارض پر
عجب جواب لکھا مجھکو یار نے پارو

نگاہ جسکی ہو دنیا کی بے ثباتی پر
غرور دولہ کو ہوتا کہین براتی پر
خیال جسکو نہین کچھ کمال ذاتی پر
گلہ لکھا تھا مین اوسکی کم التفاتی پر

تراب پھر نہ کبھی مجھکو نامہ لکھنا اور
جواب نامہ یہ دھر رکھیو اپنی چھاتی پر

نوکِ مژہ یار ہے نشتر کے برابر
ہر چند گلستان مین گل اندام بہت ہین
کیا اب ہے کیا تاب ای جوہری آ دیکھ
مر گئے عشاق کسی سے نہوا نرم
دل اوسین جو پھنس جاے تو جیتے نہ چھٹے ہا
عشاق گلی مین تری کیون خاک نچھانین
کیا شور قیامت ہو عجب فتنہ ہو برپا
وہ صاحبِ لولاک ہے اور ختم رسالت

خونریزی مین ابرو بھی ہے خنجر کی برابر
خوش قد نہین کوئی سرو صنوبر کی برابر
آنسو مین مرے لعل اور گوہر کے برابر
خوبون کا دلِ سخت ہے پتھر کے برابر
کوئی جال نہین زلف معنبر کے برابر
ہے خاک ترے در کی اونہین زر کے برابر
جب یار کھڑا ہو مرے بستر کے برابر
ہرگز نہین کوئی میرے پیمبر کے برابر

آزاد مشائخ مین تراب ایک نہ دیکھا
کوئی اہل ملامت ہو قلندر کے برابر

مین تجھسے مانگتا ہون خدا خاتمہ بخیر
ایمان کی سلامتی سے ہے خیر و عافیت

کر دی کرم سے اپنے مرا خاتمہ بخیر
میری تو ہے ہمیشہ دعا خاتمہ بخیر

دیوان تراب
ردیف راء المہملہ

مست کہتے جسے کوئی یار کے جانے کی خبر | اور چاہے سو کہو سارے زمانے کی خبر
صبر آرام گیا دل سے نکل عشق میں آہ | عقل سے کہہ دو کرے اپنے خزانے کی خبر
حال مجنون سے خبر کی کہو لیلیٰ نے | کون پہونچا دے وہاں اور رونے کی خبر
دل کو مارا ترچھی چتون نے نگہ کان پہ ہاتھ | لے ہی چکی ہے کماندار نشانے کی خبر
کھولدے آنکھ ابھی ہوش گئے ہیں جسکے | کیا نہیں سکے جو کہہ وہاں سے ترانے کی خبر
ہے وہ لالن کما کان نہ آیا نہ گیا | یہ تو ہے مخبر صادق سے ٹھکانے کی خبر

۳۶ جسے خوب اوسے بدی یاد فراموش تراب
ہے فقط اوسکو مری یاد بھلانے کی خبر

کوئی شہر نہیں شہر مدینہ کے برابر | ہر ذرہ وہاں کا ہے نگینے کی برابر
جنت نشان کی ہے محمد نے سکونت | یثرب ہوا تابوت سکینے کے برابر
جس ماہ مبارک میں ہوئی اوسکی ولادت | ہو کون مہینا وہ مہینے کے برابر
گو نوح کی کشتی تھی بڑی لیکن وچوبی | لیکن نہ محمد کے سفینے کے برابر
جسے کہ طور کی خلعت ہے نعمت | کیا مسجد نبوی کے ہے زینے کے برابر
معراج میں فرق پہ جو اک ہوئی حضرت | جبریل تھا سائیس کمینے کے برابر
ہاتھ آئے جسے خاک محمد کے قدم کی | رکھے وہ کفن میں اوسے سینے کے برابر
اے صل علیٰ اوسکی گل اندامی کی کیا بات | پھولونہ گلاب اوسکے پسینے کے برابر

پھر عمر تراب اوسکی اطاعت میں جو گذرے
پھر تو کوئی نعمت نہیں جینے کے برابر

ولہ

بد مجھکو نہ کہتا وہ اگر نیک سمجھتا	منکر کا بھلا ہو کہ جہالت سے ہی لاچار
مین غلبۂ احوال سے ہون صورتِ منصور	مغلوب تو اظہار حقیقت سے ہے لاچار
ناحق نہین منصور کو سولی کا ہوا حکم	مفتی تو یہان امر شریعت سے ہی لاچار
بالطبع مجھے بھاتی ہی اک شکل کرون کیا	ہر نفس بشر اپنی طبیعت سے ہی لاچار
مجنون کو نہ کہہ لیلی سے بدنام ہوا کیون	رسوائی مقدر تھی وہ قسمت سے ہی لاچار

ہان جس بتِ کافر سے ہی نفرت تجھے زاہد
واللہ تراب اوسکی محبت سے ہی لاچار

دیوان شاہ تراب — ردیف رے مہملہ

اوٹھاتے ہین سب غنچہ و گل کا بار	پسینے اوٹھایا نہ بلبل کا بار
سیہ زلف نے کر دیا منہ کو لال	لطافت سے ہی گل پہ سنبل کا بار
بناوٹ کرے کیا وہ نازک بدن	بدن پر ہے جسکے تجمل کا بار
نہ مشاطہ کھول اوسکے چوٹی کے بال	نہ ڈال اوسکی گردن پہ کاکل کا بار
وہ نرگس تو خود شرم سے چور ہے	اوٹھے اوس سے کب نشۂ مل کا بار
ہوے فارغ البال مے پی کے ہم	دیا جھونک بھٹی مین قلقل کا بار
جھکے کیون نہ سو پیچ و خم کھا کے زلف	پڑا اوس پہ دورِ تسلسل کا بار
نہ کی یاد میری نہ گھبرا اوٹھا	سہا دل نے اوسکے تغافل کا بار

وہی ہے تراب اپنا نعم الوکیل
وہ صراط جسنے ہم پر توکل کا بار

لگا آنکھ مین جلسے رونیکا تار	مژہ سے ہی موتی پرونے کا تار

صحبت مین مشائخ کی ہی کچھ
ولہ

[illegible]

۴۴

اشعد کی سدا بھر گئی ہے کان مین جسکے
خوش آئے تراب اوسکو کہان صوت فرا ہیر

اودھر اوسپہ ہے نوجوانی کا زور
اودھر مجھپہ ہے ناتوانی کا زور

مجھے عشق کرتا نہ اتنا ضعیف
نہوتا اگر طرف ثانی کا زور

مری بیدلی پر نہین کچھ نگاہ
دکھاتا ہے وہ دلستانی کا زور

گھٹا عشق مین دل صبر و قرار
بڑھا حسن سے یار جانی کا زور

تو کب عذر میرا کرے گا قبول
ترے دلپہ ہے بدگمانی کا زور

رقیبون کو نازور کر دون ابھی
جو پاؤن تری مہربانی کا زور

سنبھا چھوڑ کے مجھکو رونا کہین
کہ ہے اشک جاری سے پانی کا زور

۴۵

تراب ارنی ارنی کہے جاؤن گا
اودھر سے ہے گو لن ترانی کا زور

آہ بہت عاشقون سے ناز نکر
وعدہ دور اور دراز نکر

اسقدر مجھکو منتظر اپنا
نہ کر اے یار دل نواز نکر

شمع کی طرح مت جلا اور رولا
غم سے دل کو بہت گداز نکر

جسکی خدمت سے عاقبت ہو بخیر
اوسکی صحبت سے احتراز نکر

پیر کی بات مان اے لڑکے
بہت دنیا کی حرص و آز نکر

سر تو محمود سے کے قدم پہ جھکا
سرکشی اوس سے اے ایاز نکر

پاس یار وسکے آکسن مت جا
ملکے غیرون کو سرفراز نکر

[illegible]

جب سے آنکھ اوس سے لگی پھر کسیکو دیکھا | غم لگانے کا رہا کچھ نہ لگانے کی فکر
ڈھونڈتے پھرتے ہین گلیو ںمین اوسی کیا کہیے | بیطرح لڑکونکو ہی قیس دوانے کی فکر

فارغ البال ہو سب سے الگ بیٹھ تراب
اوسکے آنے کا نہ کر ذکر نہ جانے کی فکر

۴۸

میرے قاصد کو خدا کے لیے غمناک نکر | دیکھ کے خط کو مرے گرم نہو چاک نہ کر
ایلچی سے نہین ہوتا ہے کوئی آزردہ | ناخوشی اوس سے تو اے ظالم سفاک نکر
ہونگے عشاق قیامت مین ترے منگیر | دور دامن سے بہت گردش افلاک نکر
گرد ہو کب سے مین لپٹا ہون ترے دامن مین | جھاڑ دامن کو نہ برباد مری خاک نکر
جی تو عاشق کے چلے جاتے ہین ہمراہ رکاب | دیکھ گلگون کو بہت تند اور چالاک نکر
پڑ گئی ہوگی کہین رند کے گھر دختر رز | محتسب اوسکی بہت جستجو و تاک نکر

اسقدر او سپہ ندی جان کہا مان تراب
منہ لگا بہت نہ اوس شوخ کو بیباک نکر

۴۹

کیا ہی کسیکو نشانہ تمنے خدنگ چتونکو تیر سا کر | چڑھائی کسپر کمان ابرو کہان چلے ہو بھون چڑھا کر
نجانے گا یار یہ تو مجھسے زیادہ درد آنکھوں کی عاشقی | لگائی تو نے ہی آنکھ شاید کسی پری سے کہین جا کر
جو کل وہ آئے یہان کیجا تمام شکل حیا بنا کر | چھپا رہے نہیں پھر چھپائے کر لیگئے دل وہ منہ چھپا کر
نہین مین طالب ہون سیم و زر کا ہون محتاج اک نظر کا | مین خاص بندہ ہون تیرے در کا کبھی تو حضرت خاطر اکر
رقیب نکر ہوئے مضطرب مین سو داغ اوسکے دل پر | کیا ہی تھو تو نے ہی اکثر وہ دستہ گل مجھے بنا کر
پوچھو خوبی وہ سرخ لب کی کہ ہی مسی کچھ اوس پہ زیب کی | چمکتی بجلی ہو جیسے سب کی کرے تکلم جو مسکرا کر

توڑکے پھر جوڑنا دشوار ہی ممکن نہین
دلکا رہزن جانکی مین نے ترا کچرا تھا ہاتھ
توڑدی رشتہ محبت کا مری لے بزمن

شیشۂ دلکو مرے لے سنگدل ظالم نہ توڑ
تار جاتی ہین نہین چھپتا نظر باز دسے چور
گر ترا زُنّار ہے ہر تار تار الفت کی ڈور

۵۱
دل تو عاشق ہی تراب من بہ جبین اسطرح
چاند کی صورت پہ صدقے ہو کہین جیسے چکور

چھیڑ مت بلبل کو ای صیاد ہنگام بہار
کیون مزے مین بلبل و گل کے خلل ڈالے ہے تو
دیکھتو کیا جی اُدھٹے پژمردہ باد خزان
گل کھلین ہین کیون نہ ہو مرغ چمن کو بیکلی
آچمن مین سیا زمی کر آج روز بسنت
اٹھلین سے تا جوانی یون رہا اوسکا جمال

صبر کر چند سے گذر جا دیکے ایام بہار
دور کر ظالم چمن سے دام یا دام بہار
باغ مین لائی صبا جسدن کہ پیغام بہار
پھولجاتی تھی خوشی سی سنکے جو نام بہار
لے کٹوری زرد نرگس کی بنا جام بہار
جسطرح گل ہو دم آغاز و انجام بہار

۵۲
کسطرح وہ رنگ بو پر گل کے مائل ہو تراب
جو کبھی صبح خزان دیکھے کبھی شام بہار

حسن عارض کو ہی زوال آخر
کیون نہ شیرین سے دل پڑی پھیکا
جستے چاہا نہ دوستی کا نباہ
جسکو دعوے تھا بے نیازی کا
باز آیا نہ عاشقی سے تراب

خط کے آنے ہوا جمال آخر
عشق کا ہوگیا کمال آخر
چاہ او سپر ہوئی وبال آخر
وہی کرنے لگا سوال آخر
ہوگیا غم سی پائمال آخر

رقیبون کرم مجھ پر ستم ہے ۔ لگا دے سب پر اک ٹکس برابر
تہ و بالا نکر عاشق کے دلکو ۔ ذرا چوٹی تو اپنی کس برابر
دوشالے کو کم از کملی وہ جانے ۔ جسے ہو صوف اور اطلس برابر
تفاوت کچھ نہیں ذات الشجر مین ۔ درخت کہنہ و نورس برابر
ترا دل اوس سے کیا کم ہے نفرا ۔ کوئی پتھر نہیں پارس برابر
وہی اول وہی آخر ہے ہو ہو ۔ نہ کو کے کسطرح سارس برابر
موافق دل کو ہی قیس و سنی ۔ تھا اون دونون مین گو انکھس برابر
تراب اپنا دہان بستر لگے گا ۔ جہان ہو گی زمین چوپس برابر

ردیف زاے منقوطہ

کرے عشق محمود پر کب وہ ناز ۔ کہ اپنی قدر جانتا ہے ایاز
وہ کہتا ہے مین تو ہون اوچ تو ہی مین ۔ کہے کس سے بندہ یہ مولی کا راز
کرم سے جو مولی کے ہو سرخرو ۔ وہ عالم مین کیونکر نہو سرفراز
عبودیت انسان کا ہے کمال ۔ کہ حق بندگی کا ہے عجز و نیاز
ہے وہ مرد دیوانہ یا بے شعور ۔ نہو نیک و بد کا جسے امتیاز
تو اوس ناخدا کو نہ کہہ با خدا ۔ گنا ہو نسے جسکا لدا ہو جہاز

ترے کام سب بن پڑینگے تراب
کہ درویش کا ہے خدا کارساز

بے نیازی تو نکر ہمسے کہاں عزیز ۔ دلنوازی پہ ترے ہمتو ہین قربان عزیز

بوسۂ خط کیلیے جان نہ دی کیون بلبل
زخم کے لب پہ کوئی بھی مرہم سے عزیز
انکو مرجھاتے ہین گل تابش خورشید سی گل
رات گلزار مین ہے ریزش شبنم سی عزیز

شـ ۵
دین دنیا سے غرض کچھ نہین عاشق کو تراب
ایک معشوق وہ رکھتا ہے دو عالم سے عزیز

امیرونکو ہے گر امیری پہ ناز
فقیرون کو بھی ہے فقیری پہ ناز
جو زلف سیہ مین ہوا ہے اسیر
وہ کرتا ہے اپنی اسیری پہ ناز
حکومت پہ نازان تھے جو اسقدر
گیا اوڑ سب اونکا تغیری پہ ناز
خدا نے جسے پیر و مرشد کیا
نہین اوسکو کچھ اپنی پیری پہ ناز

مـ ۶
مجھے دست بیع اپنا کرلے تراب
کرون مین تری دستگیری پہ ناز

حسن کرلے گھمنڈ اے یار جانی چندروز
ہے یہ شوخی و امنگ نوجوانی چندروز
منہ دکھاتا ہی نہین اللہ ری تیرا غرور
بندۂ مسکین سے کرلین ترانی چندروز
چندروزہ ہے یہ تیرے حسن کا باغ و بہار
ہے یہ گل رخساری و غنچہ دہانی چندروز
اوڑ گیا باد خزان سے رنگ و بو گلشن کا جھپٹ
لاو گل پر رہی بلبل کی ہمدانی چندروز
عشق کی میرے تجھے نازان کیا ہی حسن پر
کرلے مجھ سے بدظنی و بدگمانی چندروز
مبتلا ہم ہو گئے تیرے قد بالا کو دیکھ
پڑ گئے ہم پر بلائے ناگہانی چندروز
داغ دیکے دل پہ میرے جسقدر منظور ہو
کچھ تو میرے پاس ہو تیری نشانی چندروز
یار سمجھا ناقدردان ہمنے کوئی پایا نہین
کبھی تونے کی نہ میری قدردانی چندروز

[illegible]

ولہ

[illegible]

سرگذشت اپنا کہا تا کہین کہون تجہسے تراب
قصۂ عاشقئ طفل برہمن ہے دراز

ردیف سین مہملہ

۱

حرص سے پھرتا ہی گا کبتک مثل مگس
ہوکے قانع بیٹھ رہ اللہ بس باقی ہوس

بندگی مین اوس سے زیادہ ہو سود و نفع
ایک حسنیان کری کوئی تو وان بے ہین دس

غیر کے خطرے کبھی جیمین نہین جا گہہ ہی
اسقدر یار و گیا ہی یار میرے دلمین بس

جا ہو دریا پہ چلو جا ہو ہوا پر جیون طیور
کچھ نہین مشکل ریاضت سے کرو دم کو جو بس

اختیار اوسکو ہے نام تہمت ہے بلکہ
فی الحقیقت ایک ذرہ بھی نہین بندے کا بس

دم غنیمت ہی عزیز و کوئی دم غافل نہو
یاد ہی مین اوسکی گذرے کاش ہر دم ہر نفس

غم اگر ہے تو یہی پیرانہ سالی مین تراب
حیف غفلت مین ہماری کٹ گئی اتنی برس

۲

نہوسکے کبھی جہانسے اوداس
ہم تو اب ہوگئے وہانسے اوداس

پھر اوداسا وہ کب لگانے وہان
ہوے آزاد جس مکانسے اوداس

گل سے کچھ اور ہی رنگ ہے گل کا
آج بلبل ہے بوستانسے اوداس

جہانتک تاک اسطرف نکر صیاد
ہوتے ہین مرغ آشیانسے اوداس

دلمین سب کے اوداسی پڑجاے
شاہ بولے جو کچھ زبانسے اوداس

یارو مجھ سے یہ کچھ نہ پوچھو تم
دل مرا اب ہوا کہانسے اوداس

جسکے نزدیک کچھ نہین دنیا
وہ تو رہتا ہے اس جہانسے اوداس

ردیف سین مہملہ

ولہ

دیوان تراب

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

کیا تمام خدا اور دھری اوسکی صدا ہے | کوئی فکر کرے پوچھے تو کیا کتنی سا رس
جو اہل ارادت ہیں سو مرشد کی طلب میں | کوئی ہند کو آتے ہیں کوئی جاتے ہیں فارس

پایا ہے شراب اوسکو تو ہم گھر ہی میں آئے
سب کہتے ہیں جسے مرشد اللہ خدارس

جمع ہوتے ہیں اہل وجد گویندونکے پاس | جسطرح رقاص اہل بیٹھے ہیں سازندونکے پاس
خادم و مخدوم سے کچھ تفرقہ تو چاہیے | بیٹھ سکتے ہیں کہیں نوکر بھی خداوندونکے پاس
شیخ جی جس شان سے تم جا ہو آؤ اسطرف | جائیو لیکن سنبھل کے بوجھ کر رندونکے پاس
منہ چھپاتے ہیں جو ہمکو دیکھتے ہی دور سے | جائیے بوجھ کیون پھر ایسے شرمندونکے پاس

گور پر فقرا کے جاتے ہیں مؤدب ہو تراب
دست بستہ جسطرح جائے کوئی زندونکے پاس

ردیف سین مہملہ

جسطرح آنکھ لگی یار سے افسوس | آسودگی آتی نہیں دیدار سے افسوس
جی بھر کے جمال اپنا دکھایا نہ کسی روز | ارمان ہی رہ گئے دلدار سے افسوس
یہ درد کسی شخص کو اللہ نہ دیوے | کہتے ہیں یہی سب ترے بیمار سے افسوس
عاشق پہ اثر کچھ نہ دعا ہے نہ دوا ہے | بچتا نہیں کوئی عشق کے آزار سے افسوس
کہتا تھا دم نزع کل اک یار کی در پر | ق | کرتے تھے سب اوس سے پر درد کو اظہار افسوس
درجہ نہ شہادت کا ملا جان گئی مفت | قاتل نے نہ مارا مجھے تلوار سے افسوس
بس کر ستم اے بندۂ خدا ہے تو ذرا ڈر | یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس
اسا وسنے یہ آئین نکالی ہے نرالی | غم کہنے نہ پاوے کوئی غمخوار سے افسوس

[illegible]

رحم کر جا کر کسی بلبل پہ سب باغ کو پھونک
جلد اتنا نکل اے بادِ خزاں سو سو کوس

ہو ظلم کا بڑی جب قدم شوم کہیں
کیوں نہ ویران ہوا آباد مکاں سو سو کوس

جو یہاں تھا یہ گل کھاتے میں اوباشی میں
اوس سے واں بھاگ گئی ہیں حور جناں سو سو کوس

شرق تا غرب تو مشہور ہوا کاظم شاہ
ہو گئی اوسکی کرامات عیاں سو سو کوس

اسقدر فقر میں نامی وہی ہوتا ہے تراب
جسکی ہستی سے نہو نام و نشاں سو سو کوس

غم سے ہم کرتے رہے نالہ و زاری افسوس
اوسنے اکدن بھی خبر لی نہ ہماری افسوس

اوسنے اکبار بھی وعدہ نکیا مجھسے وفا
بیوفا سے ہوئی ناحق مجھے یاری افسوس

مر گئے عاشق مہجور گلا کاٹ کے ہائے
یار نے ہاتھ سے تلوار نہ ماری افسوس

کیوں قاصد اگر احوال مرا پوچھے یار
غم سے کرتا ہے وہ اوقات گذاری افسوس

دیکھکر شکل تری لوٹ گئی حور و پری
جلتے ہیں تجھسے سبھی نوری و ناری افسوس

یار کا توسن چالاک تھا یا بجلی تھی
دیکھنے پائی نہ ہم اوسکی سواری افسوس

آشیاں بلبل بستاں اجڑ جائے نہ کیوں
پھر بسا باغ میں صیاد شکاری افسوس

باغباں دیکھ تو کیوں غنچہ و گل مرجھائے
اڑ گئی باغ سے پھر باد بہاری افسوس

نہیں کرنیکا کسیطرح وہ اب مجھسے نباہ
مدعیوں نے مری بات بگاڑی افسوس

دیکھیں کسطرح لگی پار خدا خیر کرے
ہو گئی ناؤ گنہگاروں کی بھاری افسوس

جو کسی کو نہ کبھی آنکھ دکھاتا تھا تراب
اب دکھاتا ہے وہ تلوار کٹاری افسوس

ردیف سین منقوطہ

ردیف شین منقوطہ

ولہ

درویش کو اللہ نے سب طاقتیں دی ہین	از بس کہ بلا اللہ کوئی طاقت درویش
کامل کہے گر اسکو ناقص تو ہے کامل	خود بینی کا دعوی ہے سبب غفلت درویش
درویش کو کچھ کہہ نہ اگر ہوئے تو کچھ ہے	ہمسے تو یہی کہہ گئی اک حضرت درویش
ہو شاہ گدائی کرے بندہ ہو سائل	یہ شامت درویش ہے اور ذلت درویش

بر لائے تراب اسکی خدا حاجتین ساری
بر لائے جو کوئی صدق سے اک حاجت درویش ۳۳

اس زمانے مین ہے ہر شخص کو دنیا کی تلاش	اسمین غنیمت ہے جسے کچھ بھی ہو عقبی کی تلاش
ہا اللہ اور انکو زیادہ ہے طمع دنیا کی	مرد محتاج کو ہے روزی فردا کی تلاش
گرزی گاڑھا غرہ ہو انکو ہے سطلب دیبا کی	نازک اندام کو ہے جامۂ زیبا کی تلاش
خلعت فاخرہ لیلی پہ سزاوار رہے	اوسکے مجنون کو تو ہے دامن صحرا کی تلاش
محتسب کو ہے ادھر جستجو بادہ کشان	مے پرستون کو ادھر ساغر و مینا کی تلاش
مارتا ہے وہی عاشق کو جلاتا ہے وہی	یار کو ہو قتل کرے کون مسیحا کی تلاش
خورد و پوشش عمدہ نہین اونکو زیبا	فقر مین یہ کہتے ہین جو دیکھ اعلی کی تلاش
گدڑی پوش اوسکو نہ کہو لباس جو ہے	جو گدا ہو کو کرے اطلس و دیبا کی تلاش
اس جہان مین نہ کوئی ہوگا طلب سے خالی	کہین اعلی کی طلب ہے کہین ادنی کی تلاش
زاہد اللہ سے ڈرو دعوت اسما نہ کرو	چاہیے شام و سحر تجھکو مسمی کی تلاش

فی الحقیقت کہ یہ سب نفس کے بندے ہین تراب
بندۂ حق ہے وہی جسکو ہے مولی کی تلاش

دیوان سوم تراب

ردیف صاد مہملہ

ردیف صاد مہملہ

ردیف ضاد منقوطہ

اکدن رقیبوں نے اکیلا اوسے پایا	ساتھ اوسکے لگے رہتے ہیں دو چار تخصیص
رندان قدح خراباتی وہ اوباش جدھر ہیں	زاہد نہ اودھر جائیو زنہار تخصیص
اٹھگا عبادت کو کسی روز تو معشوق	عاشق تو ہوا اس لیے بیمار تخصیص
خلوت سے نہیں خالی ہر فعل اوسکا کیونکر	آزار مجھے دیوے ہے دل آزار تخصیص
کسطرح کہوں آئی اودھر یار نہ دس بار	جاتے ہو کوئی اوسطرف اکبار تخصیص
دیکھا نگیا غیر سے مجلس سے گیا اوٹھ	بیٹھا جو مرے بر میں کبھی یار تخصیص

محروم نرکھ اوسکو تراب اپنے کرم سے
اوسے جو ترے در پہ گنہگار تخصیص

ترے مشتاق کو یوں رہتی ہے دیدار کی حرص	جسطرح ہو کسی محتاج کو دینار کی حرص
اب وہ دانے کیلیئے آکے پھنسا جال میں ہے	دشمن جان ہوئی مرغ گرفتار کی حرص
دیکھکر اشک مسلسل سے لڑی موتی کی	رہ گئی دل سے ہمارے دُر شہوار کی حرص
اپنے مشتاق کی خواہش نہو معشوق کیوں	ہر دکاندار کو ہوتی ہے خریدار کی حرص
اسطرح یار کا منہ تاک رہا ہے زاہد	طعمۂ خوش پہ ہو جسطرح سے بیمار کی حرص
دل لیا جان لیا تو بھی نہیں قانع ہے	جسطرح ہے مرے معشوق طرحدار کی حرص
واقعی آدمی ہوتا ہے بڑھاپے میں حریص	ہمکو پیری میں ہوئی ہمدمی یار کی حرص
غم سے ہجران کی جو مرتا ہو نہو کوئی پرساں	کسطرح اوسکو نہو مشفق غمخوار کی حرص

گذری اور کفنی پہن کے جو بنا ہے آزاد
کیوں تراب اوسکو رہے جبہ و دستار کی حرص

ردیف ضاد منقوطہ

ولہ

ردیف طاے مہملہ

چمک ہے آئینے مین سادگی سے	صفائی ہے مدار حسن عارض
خدا نے دی ہے جسکو حسن خلقی	وہی ہے شاندار حسن عارض
رخ خوبو نپہ بل کھاے نکیون زلف	یہ کافر تو ہے مار حسن عارض
رخ اوسکا کھولکر برقع جو دیکھا	ہوا عاشق شکار حسن عارض

تراب اوس مین جو دیکھے جلوۂ حق
نہو کیون کر نثار حسن عارض

ابتو کچھ رکھتا نہین وہ بیوفا میری غرض	آشنا اوسکی بہت ہین اوسکو کیا میری غرض
ایکدل تھا سو لیا اور کردیا مجھکو فقیر	کیون رہے مجھے فایدہ اب دلربا میری غرض
جبتلک اوسیم تن مین دل دیا تھا خوب تھا	تب تلک رکھتا تھا البتہ ذرا میری غرض
وہ تو ہے خودغرض اسکو کچھ نہین پروا مری	عشق مین کسطرح ہو اوس سے روا میری غرض
مجھکو کہتا ہے دوانہ جانکے صاحب غرض	پھر نڈالے ایسے بندے پر خدا میری غرض
بیغرض جب سے ملا مین اوسکو پایا آشنا	ہوگئی نا آشنا سن آشنا میری غرض
ہاے ابتو بات بھی میری نہین کوئی پوچھتا	ایکدن رکھتے تھے سب شاہ و گدا میری غرض
عشق نے محتاج مجھکو کردیا معشوق کا	اور ہی ہرگز نہین اوسکے سوا میری غرض
مجھکو لادے اوس گل خوشرنگ نازک کی بو	اسقدر ہے تجھ سے اے باد صبا میری غرض
دل اوڑ کر کشا ہے کہو کہدے ذرا چھاتی پہ ہاتھ	کچھ تو نکلے ہاتھ سے اوسکے بھلا میری غرض

ہجر مین مشکل مری آسان کر یا بو تراب
ہر یہی تجھ سے علی مشکلکشا میری غرض

اور مین کسکو تراب اپنا بناؤن تباہ
عشق کا میرے تو شاہد ہی وہی یار فقط

کارخانہ اس جہان کا ہمنے سب پایا غلط
دل لگانا یان تو بیجا ہی اور رہنا یا غلط

ایک غلطی ہو تو کہیے جزو ہی سارا غلط
خط غلط مضمون غلط انشا غلط املا غلط

آج مستی سے پڑی ہے پاؤن ساقی کا غلط
خود غلط مجلس غلط ساغر غلط مینا غلط

کیون نہ اس سامنے سے جھوٹو نکا دفتر گاؤخورد
قول و فعل اونکا غلط لکھنا غلط پڑھنا غلط

اسطرف جسکا خیال آنا بعید از عقل ہے
قاصد اوسکی آمد آمد کی خبر لایا غلط

غیر سمجھتا تا ہی اوسکو حال اپنا واقعی
یار کے نزدیک ہی میرا تو سب کہنا غلط

واقعی جز حق نہین کوئی اِدھر اودھر تراب
ماد تو باطل ہے سب تیرا غلط میرا غلط

ردیف ظاے منقوطہ

جو عاشق سے کرتا نہو اختلاط
مین کسطرح اوس سے رکھون ارتباط

رقیبون سے ہے یار کی دل لگی
مرے دلکو ہو کسطرح انبساط

مین پھرتا ہون اوسکے لیے دربدر
وہ گھر اپنے کرتا ہے عیش و نشاط

جو را و شریعت سے باہر نہو
اوسے کچھ نہین خطرۂ پل صراط

وہان حور و غلمان ملینگے تراب
یہان خوبرویون سے کر احتیاط

ہمنے اوس دلدار سے جو دیکھی یاری کی شرط
اوسنے دل لیکر ہمارا کی دل آزاری کی شرط

راہ و رسم مہربانی دیر رونسے ہو کہان
بیدلون کے ساتھ ہی اونکو جفا کاری کی شرط

ردیف ظاے منقوطہ

دیوان بیان تراب

[illegible]

نہیں چھوڑوں کا یار کا گھر مین | جایئے آپ اپنے گھر واعظ

تو سکھاتا ہے عقل کی تدبیر | عشق ہے تجھکو کیا خبر واعظ

ہوش اوڑ جاے گم ہو عقل تری | تو بھی دیکھے ادسے اگر واعظ

ق

تونے مجھپر بہت پڑھے افسون | نہوا ایک بھی اثر واعظ

دین و ایمان جسے ہین دے بیٹھا | وہ تو ہے برہمن پسر واعظ

حیف تیری بھی آنکھ لگ جاتی | پر آوہ تری نظر واعظ

تونے شبو راج کو نہین دیکھا | ہے وہ خوبون مین نامور واعظ

مقطع

بہت پیر و جوان تراب ایسے
عشق مین اوسکے جہان پر واعظ

رہوں کیونکر مین تیرے جور و جفا سے محفوظ | عشق مین کون ہوا تیغ دلبا سے محفوظ

کیا عجب دل جو ہوا نوک غمزہ سے زخمی | کون جاندار بچا تیر قضا سے محفوظ

نہیں کہتا ہے کسیطرح ادا کا مارا | رکھے عاشق کو خدا ایسی ادا سے محفوظ

حال عاشق پہ نظر کرکے سخن شیرین کہہ | اپنے بیمار کو رکھ تلخ دوا سے محفوظ

شمع چھپتی نہ اگر پردہ فانوس مین رات | رہتے کب بال پتنگون کے ہوا سے محفوظ

جتنے موجود ہین یان اونکو عدم ہے لازم | آکے دنیا مین رہا کون فنا سے محفوظ

مقطع

کسطرح کہتے دعا مین نہین اثر تراب
اب تلک ہم تو رہے تیری دعا سے محفوظ

لالہ و گل سے ہو وہ کیا محفوظ | جو ادسے دیکھ سکے ہوا محفوظ

پتنگا جل ہوا دیکھو نہ آیا رحم کچھ اوسکو — بظاہر اسقدر نرم و دل ایسی کڑی ہے شمع
جوان و طفل محبوبی میں یکساں ہیں نہیں کچھ فرق — برابر روشنی میں جسطرح چھوٹی بڑی ہے شمع

۲ — تراب آفت ہے جلوت میں تو چھپکر بیٹھ خلوت میں
ہوا سے خائف و لرزان ہمیشہ ہر گھڑی ہے شمع

عشق میں تیرے گداؤنکو نہیں زر کی طمع — قطرۂ اشک ہی کیا کم نہیں گوہر کی طمع
پاکبازوں کو نہیں کچھ ہوس بوس و کنار — ہے فقط دور سے نظارۂ دلبر کی طمع
جسنے اوس زلف کی خوشبو سے کیا تازہ دماغ — نے غرض مشک سے ہے اوسکو نہ عنبر کی طمع
قد رعنا کے سوا جسکو نہیں کچھ پروا — باغبان اوسکو نہ ہے سرو و صنوبر کی طمع
ہم فقیروں کی یہ گدڑی ہے لباس شاہی — کیوں کریں اطلس و کمخواب و مشجر کی طمع
طالب اوسکے تو دو عالم سے کنارہ کش ہیں — نے ادھر کی ہے طمع اونکو نہ ادھر کی طمع

۳ — میں تو فرزند ہوں اوس ساقیِ کوثر کا تراب
جس سے ہر شخص کو ہے جرعۂ کوثر کی طمع

وہ مرے گھر نہیں آنیکا حیا ہے مانع — پاؤں میں منہدی لگی اوسکی حنا ہے مانع
بے حجاب اوس سے بغلگیر ہو کیونکر عاشق — ہو وہ سرکش تو غضب ہے ہم آغوش قبا ہے مانع
مجھکو کیا نہ کیے اوسنے ستم کیا کہیے — کہتے بنتا نہیں کچھ صبر و رضا ہے مانع
گو خفا مجھ سے وہ رہتا ہے ہمیشہ دن رات — چھوڑوں کسطرح ملاقات وفا ہے مانع

باز آ بہرِ خدا خلق کے ملنے سے تراب
کام سے اوسکے اگر خلق خدا ہے مانع

اے جنون تو نے کیا تھا قیس کا گھر بے چراغ
کیا بتاؤں دیکھکر اوسکو ہوا کیا دل کا حال
کیفیت جنت کی کیا ہے گر نہو دیدار حق
کیوں بلبل چہچہائے کیوں بیٹھے پھول کے
ہے چمن جسطرح بلبل کے لیے آرام گاہ
اوسطرف ہو عاطفت سے تربیت

عشق تیرے ہاتھ سے تھا کوہکن کو داغ
گم ہوا ایسا کہ پھر ملتا نہیں اوسکا سراغ
یار بن خوش آئے کب عاشق کو سیر باغ
پھر ہوا ہے شبنم و گل سے تر و تازہ دماغ
دیس ہے ویرانہ پھر بوم و خنجل پھر زاغ
چاہیے مرشد کی صحبت ما علینا الا البلاغ

اوسکو ذکر و فکر مولی کی کہاں فرصت تراب
کار دنیا نفس سے جسکو نہو اک دم فراغ

حسن ہے یہ وہ ہے مہر کا فروغ
زلف سے چھپ گئی ظلمت
دیکھکے یار کا شہرا روپ
لب و دندان کے سامنے اوسکے
کوئی موسیٰ کلیم سے پوچھے
پانی پانی ہے انفعالت سے

اوسکے آگے ہو گیا قمر کا فروغ
رات جاتی تو ہے سحر کا فروغ
اوٹھ گیا دل سے شمس و قمر کا فروغ
کچھ نہیں لعل اور گہر کا فروغ
کیا ایمن میں تھا شجر کا فروغ
سنکے بیچون ہے چشم تر کا فروغ

کیا عجب ہے جو کلمۃ الحق سے
ہے تراب ایسے بے ہنر کا فروغ

ردیف فا

قبلہ نما سے اسکو بھی ہوگا اوسطرف

۱۷

پھر ہاتھ اسکے سر پہ ڈالون شراب
ہاتھ آئے گر مجھے خاک نجف

چمکی ہے اوسکے مکھڑے پہ ایسا نقاب صاف	روشن ہو جسطرح سے شب ماہتاب صاف
پردے مین جسکو دیکھ مرے ہوش اڑ گئے	کیا منہ جو اوسکو دیکھ سکون بیحجاب صاف
سبزے نے خوب صفحۂ عارض پہ دی بہار	منظور خوشخطی سے ہوئی کیا کتاب صاف
ساقی مین جُرعہ نوش رہون کبتلک بھلا	بھر دے کبھی تو جام مین میرے شراب صاف
ہرگز ثبات ہستی موہوم کو نہین	اکدم مین کالعدم ہو جو حباب صاف
روز حساب سے نہ ڈرائے مجھے کوئی	کیا در محاسبے سے ہو جسکا حساب صاف
کچھ تو غبار یار کے دل مین بھرے ہے	دیتا ہے جو سوال کا میرے جواب صاف
کہتا ہے مجھسے تو ہی بڑا یار ہے مرا	بندے سے یہ خطاب ہو اوسکا عتاب صاف

۵

خاطر اوسکی جگ مین مکدر نہو کبھی
رکھے جو خواہشون سے دل اپنا تراب صاف

پڑتی ہے جب نگاہ مری یار کیطرف	جھٹ دیکھنے لگے ہے وہ تلوار کیطرف
اوسطرف جو گیا نہ پھر آیا ادھر کبھی	اے دل سمجھ کے جائیو دلدار کیطرف
بزم شراب خوار مین جاتی ہے شیخ جی	رکھیو خیال جبّہ و دستار کیطرف
اکبار جسکو دکھا کے لیتا ہے دل بزور	پھر دیکھتا نہین وہ خریدار کیطرف
جینگا اوسے خدا کرے مایوس کیون نہو	جب رخ نہو طبیب کا بیمار کی طرف
رستے مین ملگیا وہ پریزاد گلبدن	جاتا تھا ایک روز مین گلزار کیطرف

تکلف سی جہان کوں کی جلانے بنا ہے
مین وان جام بون اگر منہ نہ تکلف
طرافت مین عشق مجھے امر ہون اگر بہ سر کیا ہے
خدا کو واسطے منہ سا سکا بے تکلف
فقر دن مین کوئی ہے عشق ندیکھا
تراب اپسا قلندر ہے بے تکلف

ولہ

[illegible]

کسی طاقت ہی انکھ اوس سی لڑاوے
قرہ سی مارے خنجر بے تکلف
جب اوسکے قامت بالا کو دیکھے
جھکے سرو صنوبر بے تکلف
خدا اوس سے بچائے دام دل ہے
خم زلف معنبر بے تکلف
چمن مین جب ہین اوس گلفام کی ساتھ
گیا جیون باد صرصر بے تکلف
کہا بارے تجھے میری بدولت
ہوئی جنت میسّر بے تکلف
بنا ہے محتسب پیر خرابات
لیے پھرتا ہی ساغر بے تکلف
چھکادی مجھکو اس دیر مین ساقی
پلادی جام بھر بھر بے تکلف
تکلف برطرف مجنون کو نے جسنے
دکھایا جنگل و بر بے تکلف

شـ
تراب اوسکی تجلی دیکھتا ہے
ہمیشہ دل کے اندر بے تکلف

جو دل سے ہے تونگر بے تکلف
لٹاتا ہی وہی زر بے تکلف
کریگا جو یہان ترک خسروان
پیے گا آب کوثر بے تکلف
شفاعت اپنی امت کی محمد
کرین گے روز محشر بے تکلف
قدم مضبوط رکھ اے شیخ چلی
نہو حجرے سی باہر بے تکلف
کھڑا ہی راہ مین شیطان خبردار
لگا بیٹھے ٹھوکر بے تکلف
ریا سے نفس کو فربہ نہ کر تو
ریاضت سے ہوا لاغر بے تکلف
خلاف نفس کرنا جیتے مرنا
یہی ہے موت احمر بے تکلف
اگر صیقل گری دل کی جو چاہے
لگا لے اوسکے جوہر بے تکلف

ردیف فا

ولہ

[illegible]

یارو آخر جہان کو جانا ہے | دل لگاؤ اوسی جہان کیطرف
اپنے نام و نشان سے جب گذرو | راہ تب پاؤ بے نشان کیطرف

نکلا دل پہ کچھ تراب کا زور
لیگیا پھر وہ دلستان کیطرف

مطلع

اوسنے منہ کھولکے کاکل کو دکھایا صاف | چاندنی رات میں کالا نظر آیا کیا صاف
آئینہ اوسکی صفائی کو نہیں لگتا ہے | عارض یار کو خالق نے بنایا کیا صاف
واہ اک ترک سیہ چشم کمان ابرو نے | تیر چتون کا مرے دلپہ لگایا کیا صاف
کوئی واقف نہوا حال سے میرے ابتک | عشق کا داغ میں سینے میں چھپایا کیا صاف
نہیں رکھتے ہیں کسی سے وہ کدورت ہرگز | صوفیوں کے دل صافی کو میں پایا کیا صاف
یاد کرتا نہیں بھولے سے بھی عاشق کبھی | ہجر میں مجھکو تہہ دل سے بھلایا کیا صاف
عشق میں یار کے بیخطرہ ہوا سب تراب | خطرۂ غیر کو خاطر سے مٹایا کیا صاف

مطلع

ردیف قاف

محبت میں جو کوئی ہوئے ہیں صادق | اونھیں پر ہوتے ہیں معشوق عاشق
مخالف پھر ہمارا کیا کرے گا | ہوا جب یار ہی ہم سے موافق
نہیں کرنیکا اب وعدہ خلافی | کیا ہے اوسنے ہمسے عہد واثق
دکھاؤ یار و میرے دلکو لیجا کے | طبیبوں میں اگر ہو کوئی حاذق
کرے تشخیص دیکھے نبض اوسکی | غم اوسکو جو گیا ہے تپ دق
وصال اوسکا کسیدن ہوئیگا سینو | جدائی کی مرض ہے جسکو لاحق

ق

ولہ

ردیف قاف

دیوان تراب

سراپا مدعی اوس کا وہی ہے
فدا ہی جسپہ سراپاے عاشق

گلی سے یار کی باہر کہان جاے
اگر ہو وہ جنت الماواے عاشق

ترابؔ اوسکی توجہ کب ادھر ہو
کہان معشوق کو پرواے عاشق

مین کسطرح نہ ہون مستقیم مبتلاے فراق
اُٹھا اُٹھا کے گیا مجھکو آشناے فراق

وہ شمع بزم سے دیکھو کدھر گیا ہی ہے
کہ چارو طرف ہی مجلس مین ہاے ہاے فراق

وہ آپی مجھسے جدا ہو کے دکھ سناتا ہے
مین جسسے جاکے سناتا ہون ماجراے فراق

فقط مجھے کو نہین غم ہے ہجر کا اوسکے
کسیکو خوش نہین آتی ہے یہ اداے فراق

کسی سے ملیے نہ پھر باز آے یا رسے
سواے اسکے نہین اور کچھ دواے فراق

ترابؔ تجھ سے خدا جانے کیا سمجھ کے کل
ق کہے تھا ایک وصل اوگار مبتلاے فراق

تری زبان نہین اثر ہی مین جانتا ہون خوب
نہ دے خدا کیلیے مجھکو یہ دعاے فراق

ہمکو اوس ظالم سے ہے لطف و کرم کا اشتیاق
وعدۂ دیدار پر جھوٹی قسم کا اشتیاق

بلہوس ہے وہ جو لطف و پیار کا مشتاق ہو
عاشقونکو ہی ہے جور و ستم کا اشتیاق

ہم ازل سے ہین ترے مشتاق کچھ اب سے نہین
تجھکو ظاہر ہوگا اپنا دمبدم کا اشتیاق

بالون ہی جو سنے دیر و کعبہ سے نہ پوچھ
یان تلک لایا ہمین تیرے قدم کا اشتیاق

راہ مسجد چھوڑ کے جاتا ہی بتخانے کیطرف
دل مین ہے جسکے کسی کافر صنم کا اشتیاق

یار کے کوچے مین ہمنے سیر گل جی بھر کے کی
اودھر گیا ہی دل سے اب باغ ارم کا اشتیاق

ردیف قاف

ردیف کاف فارسی

دیوان بیان تراب

ردیف کاف تازی

نپوچھو حال نفس و خلق و شیطان ‖ یہ تینون ہین طریقت مین مہالک

سلوک و جذب دونون راہ حق مین
تراب ای کاش ہو مجذوب سالک

مجھے تو مار اچیا تیری کریگا مجھسے حجاب کبتک ‖ دیکھا نے مکھڑا ادھاڑ دیرا رکھیگا منہ پر نقاب کبتک

بھلا یہ تو ہی چھپے کوئی صنم سے ہوئی ہی تقصیر کون تمسے ‖ جو باز آتا نہین ستم سی ظلم و جور و عتاب کبتک

رہی غیرونکی گھر مین تمہر رشک یار کو آوئی کیونکر ‖ کبھی وہ آتا نہین ہے گھر ہو نہین غم سی یہ خراب کبتک

مری حریفو نسی کرکے یاری ہوا ہی شریک شر ابخواری ‖ بھلا میں یہ کردن نہ زاری جلون نہ مثل کباب کبتک

امنگ ہے تیری جوانی تو کرلے سبکی لن ترانی ‖ یہ یاد بھی نہین ہے جانی رہیگا حسن شباب کبتک

وہ سورہ یوسفی پڑھکی تفسیر لگا یہ ملا کرتی تقریر ‖ میانجی یوسف سے ہو بغلگیر بغل مین دینی کتاب کبتک

جہانتو فانی حباب سا ہی کیسکو ہرگز نہین بقا ہے ‖ وجود دریا کو دیکھو کیا ہی شہو موج حباب کبتک

دلا سرا پا سرہو جا نکل کے ظلمت سے نور ہوجا ‖ خدا کی نشے مین جو رہو جا رہیگا مست شراب کبتک

مجھے تو آتی ہے دلپہ رقت کہ عشقبازی ہے اوسکی خلقت
وہ دام صورت مین فی الحقیقت پھنسا رہیگا تراب کبتک

حاریا بس چاہ سے عاشق ہوا زرد و خشک ‖ آنسو اوسکے گرم ترہین آہ اوسکی سرد و خشک

چشم نم کبتک رہے کوئی اگر غم سی رہے ‖ آستین سے اپنے کردی لے اوسکو ای بیدرد خشک

ہے پسینہ عارض گلرنگ کا بہتر گلاب ‖ شبنمی ہر قع سی کیون کرتا ہی اولورد خشک

حرکت شاطر ہے رفتار و کردار اوسکی سب ‖ آپ سے کیا چلتی اور پھرتی ہی جو ہے نرد خشک

ادھر چلا کیون نہ حرم سی پیر تو دامن جھاڑ کے ‖ لگ گئی کیا تیری دامنمین کسیکی گرد خشک

ولہ

ولہ

جلوہ گر ہی وہی تو رنگ برنگ
ہے جہان سب اوسیکا نقش و نگار — ہے وہی نقش اور وہی ارژنگ
ہے وہی دوست اور وہی دشمن — صلح اوس سی ہے اور اوسی سی جنگ
ایسی باتین تراب کی سن کر — کیون نہو عقل جان ہوئی دنگ

گم ہوا زلف مین دل ہاتھ نہ آیا کبتک — دی ہین ہر سینہ مین پھر پھر کے ہزارون دستک
نام رخصت کا نہ لے جان مری جاتی ہے — جا تو گھر اپنے خدا حافظ و اللہ معاف
حشر مین ہونگا مین ایشوخ ترا دامنگیر — خاک برباد نکر میری نہ دامن کو جھٹک
یار دشمنون مین کہتا تھا نہ دیکھونگا کبھی — ہجر مین آج وہی دن تو دکھاتا ہی فلک
ہجر کی شب ہے مین سوتا نہین روتا ہون غرض — نیند آنکھون سے گئی اور نہین لگتی ہی پلک
آنے جانیکا نکچھ اوسکے تماشا پوچھو — وہ تو بجلی سا مری سامنے جاتا ہی چمک

غم کے سودے مین پریشان مین رہتا ہون تراب
دل گیا جب سے مرا یار کی زلفون مین اٹک

نالہ پہونچا نہ کبھی جسکے لب بام تلک — کون پہونچا دی خبر میری وہ گلفام تلک
انتظاری مین گذرتی ہین مجھے آٹھ پہر — شام سے صبح تلک صبح سی تا شام تلک
دل مشتاق کو آرام کہان ہے اوسے — وہ تو جاتی نہین پاتا ہی دلارام تلک
پھنس گیا زلف مین دل دیکھتے اوسکا دام — صید نے پائی نہ مہلت کشش دام تلک
غم سے جل بھن کے ابھی خاک ہوا جاتا ہون — منتظر کون رہے ہولی کے ایام تلک
کامیاب اوس سے خود کام مین کیونکر ہوون — وہ تو آتا نہین مجھ عاشق ناکام تلک
نام لینے سے ہین بدنام ہوا ہون جسکے — پھر کوئی لا ہی تراب اوسکو نہ بدنام تلک

ردیف کاف فارسی

عشق آیا تو پھر کمان ہر تنگ — عقل کا قافیہ یہان سے تنگ
جو ہوئی عشق سے ہوا سرشار — ہے کچھ اور ہی طرح سے اوسکی ترنگ

تراب اوسنے تو دھویا ہی دل کے خون سے ہاتھ
حنا سے سرخ نہین ہے کف نگار کا رنگ

ردیف کاف فارسی

غیر سے ملتے ہو تم اور رہتے ہو ہمسے الگ
ہو دل غمگین مرا کسطرح اس ہمدم سے الگ

ناصحا اشک روان کو بہنے دے جا دور اب
آستین رکھتا ذرا اس دیدۂ نم سی الگ

اوٹ رکھتی ہین عبث اسکو مری انکھ سے
وہ تو رہنے کا نہین اک دم مرے دم سے الگ

کوئی دوانہ جانکر مجھسے نہین ملتا ہے
عشق نے مجھکو کیا ہے یار ہر محرم سی الگ

گل عرق ٹپکتی رو پہ اپنی دیکھکے کہتا تھا یار
رکھو نہین کیونکر گل رعنا کو شبنم سی الگ

جسکے باعث ہو گئے آدم الگ فردوس سے
یارب اس دشمن کو رکھ اولاد آدم سی الگ

حق نے فرمایا ہی مین تو سب کہین ہون سب کے پاس
کسطرح دیکھین تراب اسکو دو عالم سے الگ

اوس شوخ کو ہی عاشق لاچار سے لاگ
ہے غضب یار مسیحا کو ہی بیمار سے لاگ

دیکھو اوسے نہ کہنا کہ مین طالب ہون ترا
وہ تو رکھتا ہی بہت اپنے خریدار سے لاگ

توڑ ڈالی ہین قفس اوسنے کئی وحشت سے
کیون نہ صیاد کو ہو مرغ گرفتار سے لاگ

تیری کوچے مین مسلح ہو نہ آؤن کیونکر
عشق مین تیری ہوئی ہر طرح دو چار سی لاگ

یہ تو مانگی ہی جو پیمانہ وہ دیوے گا لی
محتسب کو نہین بیفائدہ میخوار سے لاگ

ہاتھ مین اوسکے ہی دارو تری بیمار کی
شیخ جی تجھکو عبث اتنی ہی خمار سی لاگ

چین و آرام گئی دل سے تراب اپنے تمام
ہمسے جسطرح لگی اوسکو کسی یار سے لاگ

ردیف لام

ادسنے کی ہے دل کی خونریزی بہت ‏— ہاتھہ قاتل کا نہین مہندی سے لال

۲
یہ کبھی دیکھی شہ تھی ہمنے تراب
جوادا اوسنے دکھائی اوکی سال

بارو ہے بات کی اک بات ہے اصل الاصول ‏— یاد مین اوسکی ہو ایسی کہ سب کو جاؤ بھول
نفس و شیطان کی اطاعت مین ضلالت ہی حصول ‏— تابع امر خدا ہو پیرو حکم رسول
جو خدا کے لوگ ہین اونسے ملو خدمت کرو ‏— اس سے بہتر کوئی نہین بہر خدا راہ وصول
حرف حق کو تلخ لکھتا ہے شیرین ہو چھپنا ‏— جو کرے تمکو نصیحت یان لو مت ہو ملول
دفع ایذا جسقدر ہو آپسے کرتے رہو ‏— دور کر دو گر پڑا ہو راہ مین خار ببول
بار خاطر ہو کے صحبت مین کسیکے رہیے مت ‏— بلکہ یون رہیے کہ جیسے پانی پر اوترا پھول

اوّل و آخر
۳
اول و آخر تراب اوسکا ہمارا ساتھہ ہے
جو ہمارا یار ہے جسکو کیا ہمنے قبول

عقل کا حکم ہے ادھر تو نجانا اے دل ‏— عشق کہتا ہے کہ پھر وانسے نہ آنا اے دل
عقل خارج ہوئی جسوقت ہوا عشق کا دخل ‏— آنکھ لگتی ہی ہوئی ہوش روانہ اے دل
گرچہ مت کر نہین ہونیکا غم یار فرد ‏— ہے کٹھن پانیسے آگ بجھانا اے دل
مین کہتا تھا کہ اک روز تو رسوا ہوگا ‏— اسقدر اوسپہ ہوا کیون تو دوانا اے دل
طعن و تشنیع رقیبون سے سلامت ہے محال ‏— عشق بازی ہے ملامت کا نشانا اے دل
باز آ مان کہا اوسکی طرف پھر مت جا ‏— کیا نہین اور کہین تیرا ٹھکانا اے دل
کیون تو مجنون سا ہوا عشق مین انگشت نما ‏— نام رکھتا ہے ترا ایک زمانا اے دل

واہ کیا داغونسی ہان بھولی ہین لالے بلبل
آئے پھولون کو تو چھاتی سے لگائی بلبل

العطش کرتی ہے کیون پیاس سے لی یہ گلاب
پھرے شبنم سے ہین پھولونکی پیاسے بلبل

دیکھیو یار وکہین گلچین تو نہین آپہونچا
کرتی ہی شور و شغب شیون بانے بلبل

زور سے دیکھہ ترے گل کو نظر آتی ہے
ہین ترے جو چلی دنیا سے نرالی بلبل

شجر گل کی قدمبوسی کی تدبیر ہے یہ
نوک سے کھودتی ہے پھولونکی جو تھالے بلبل

شاخ پر گل کے تو کیا پھول کی بیٹھی مغرور
اوسکی ہین تجھسے بہت چاہنے والی بلبل

خواب مین مجھکو وہ گلفام پڑی دیکھہ اگر
پھر تو گلشن کیطرف آنکھہ نہ اٹھائے بلبل

آگ لالے کی دہکتی ہی چمن مین بیحد
اوڑکے آج اپنے پر و بال بچالے بلبل

باغبان سینچے تو توڑا ہی نہین تجھ سے گل
کیون تو صیاد کی کرتا ہی حوالے بلبل

بلبلین لڑتی ہین آپس مین نہین ڈر گل کا
کیا لڑائی کے لیے یار نے پالے بلبل

گرتے ہین خاک پہ جھڑ جھڑ کے چمن کے بوٹے
پنکھڑی گل کی تو آنکھونسے اوٹھالے بلبل

جسطرح چاہے گلستانکو قلم بند کرے
خط گلزار سے لکھتی ہے قبالے بلبل

کیا ہوا گل جو ہوے طرہ دستار تراب
خاک نے ہوے ترے پانونکے چھالے بلبل

عزیزو عشق مین بیحد پھنسا دل
گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل

الٰہی جون مرا دل مبتلا ہے
نہووے یون کسیکا مبتلا دل

کوئی دشمن نہین عاشق کا ہرگز
اگر ہے تو اوسیکا دیدہ یا دل

وہ دلبر گر جدا مجھسے نہوتا
تو ہوتا کسلیے مجھسے جدا دل

ردیف لام

[illegible marginal gloss]

ردیف لام

تپلی ہی میری آنکھ کی عارض کا سیکے تل
سودائی ہون گرد اوس خال کا بل

ہوتا ہی قطرہ قطرہ روان چشم سی سرشک
لاتا ہون جب وہ ناز بھری چال کا خیال

گیا خوش خرام قامت سرو روان یار کا
رہتا ہی ہر قدم پہ جیسے نال کا خیال

اپنا تو ماہ و سال رخ و زلف یار ہے
کب عشق مین ہوا ادسہ و سال کا خیال

عمر دراز چاہیے فکر دراز کو
تا چند رکھون لفت کو ارسال کا خیال

آتی ہی خوب دل مین خجالت سی تراب
کرتا ہون اپنے جب برے اعمال کا خیال ۱۱

زہر کھاکی مرگیا اک دردمند ہجر کل
یار دھرتا کیا نہین کرتا ہوئی ہی ہے مثل

مرکی کوئی جیتا نہین سچ ہے یہ جلنے کی مرہین
کیون نہو عاشق یہ غم ہجر انکا بد زراجل

برہین لب پر تیرے تشنہ نہین کچھ موت کا
دور ہو آنکھون سی تو جینا کٹھن ہی ایک پل

منہ دکھا کر مجھکو چھپ ہین گیا چلمن مین وہ
انکے پردے سی آنسو ہیر جھپٹ آئی نکل

ایدل آشفتہ گر مشتاق ہی دیدار کا
چار چشم اوسکے نظارہ پہ کر ہے کا عمل

نوک مژگان سی نڈر ابرو خم سی منہ نہ پھیر
زخم تیغ و تیر منہ پر کر ادب سیدالشہدا ہل

کاروان جب کوچ کرتا ہی تو کہتا ہی جرس
دیکھنا پیچھے نہ رہنا ای مسافر اگے چل

دوستی مین تو نے نگہ ہی ہمسے بدلی ہی کیا
دلکو ابھی میں نے دیسی اس گھڑی کی بد ل

جب تصور اوس گل خندان کا کرتا ہون تراب
دل مرا کھلتا ہی ایسا جیسے پھولی ہے کول ۱۲

جو یہان بو ئیگا تخم اوسکا وہان پائیگا پھل
وہ جہان دار الجزا ہی یہ جہان دار العمل

[illegible marginal gloss]

پھنسے ہین لذت دنیا مین اہل دنیا یون	ہو جیسے طعمۂ مردار پر غراب کا حال
تغیر ہوتی ہی ہر وقت میری کیفیت	جو دیکھتا ہون زمانیکے اضطراب کا حال
خدا شناس تو کل اللسان ہوا آخر	جو گنگ ہو وہ کہی کیا کسی سے خواب کا حال
برائے نام وجود و عدم ہے عالم کا	جو بحر دیکھہ پڑا کھل گیا حباب کا حال

فنا کے ذکر مین ہے نیستی کی فکر مین ہے
نپوچھے ہمسے کوئی اندنون تراب کا حال

15

ردیف لام

دیکھ تو غمسے تری ہے آج کیا بیرنگ دل	ای بت بیرحم ظالم بیمروت سنگدل
چین و آرام اوس سے اب کیونکر نہ کوسون بھاگ جائے	دور ہو دلبر سے اپنے جب کئی فرسنگ دل
نعرہ زن ہی وہ تو کیون پہنچے نہین بیتاب جواب	ای گل غنچہ دہن بلبل کو مت کر تنگدل
گوش دل سے سنکے اک فریاد محزون داد دے	نالۂ شبگیر سے ہے کیا ہی خوش آہنگ دل
ہمکو بیدل کرکے دلبر اپنے گھر تنہا گیا	کاش لیجاتا وہ دلجوئی سے اپنے سنگ دل
کیون ملامت کرتے ہو یارو نہین کچھ فائدہ	چھوڑ بیٹھا عاشقی مین سب حیا و ننگ دل
عقل اوسکے ہاتھ سے کھائی ہوئی تاریکی ہی	دشمن جان ہے ہے بر مین مستعد جنگ دل
وہ تو ہی محراب ابرو مین کسیکے سر فرو	طاق پر رکھدے نہ کیونکر دانش و فرہنگ دل
حال دل قاصد سے سنکر دلربا کہنے لگا	آپ تا ہی نہین کرتا ہے عذر لنگ دل
جسکو پیر ناتوان کے غم سے کچھ فکر نہین	لگ گیا اوس طفل دلجو سے قمر بھنگ دل

جب سے دیکھا ہے تراب اوس شوخ متلوالیکا رنگ
پا گیا اک رنگ مین سو جلوۂ بیرنگ دل

وہ تیرے پنجہ خونریز کو نہ کیون چومے
کہ دست بوسی ہے قاتل کی خونبہائے قتیل

وہ کالے زلف کو اندھیری جو کہئیے رات
وہ گورے منہ کو ندی ماہ سے کوئی تمثیل

کہان وہ کاکل و عارض کہان یہ رات اور چاند
وہ اپنی خوبی مین ہے یار بے نظیر و عدیل

ہم اوسکے بوسے کے سائل ہین کبھی نہ دیا
نہوگا ایسا کوئی مالدار حسن بخیل

۱۹
تراب حسن پرستی تو حق پرستی ہے
مین کیون نہ دوست رکھون حسن کو خدا ہے جمیل

وہ گھر اپنے سدھارا ہے تامل
کیا ہم سے کنارا ہے تامل

جدائی کی قباحت کچھ نہ سمجھا
مجھے اک غم سے مارا ہے تامل

دعائین دن ملائین اوسکی تو نہین
جو پھر آئے وہ پیارا ہے تامل

کہون کیا دیکھتے ہی زلف اوسکی
گیا پھنس دل بچارا ہے تامل

نہ پھیر زاہد واس طرف سے منہ
کر اوسکا نظارا ہے تامل

مین جلتا ہون نہ کہہ تجھسے ہوئی بات
جو دل اوس سے مین ہارا ہے تامل

کیا اوس شوخ پر قربان جینے
حیا و ننگ سارا ہے تامل

شیخت مین ملامت کا طریقہ
ہوا ابتو گوارا ہے تامل

۲۰
تراب اوسکو اگر پروانہ بھی تجھسے
لیا کیون دل ہمارا ہے تامل

لیگیا یار گنج دولت و مال
سلطنت سے لیکے بینوائی دی

دے گیا مجھکو اک چھڑی رومال
یارو کیا کہئیے تم سے اسکا حال

ردیف اللام

لال لبِ پان کی لالی غضب
وصف میں اوسکے زبان ہوتی ہے لال

سبز پوشاک اوسپہ دیتی ہے بہار
چاہیے سر سبز سرو نونہال

مسکرانے پر کرے اوسکے جو دھیان
دور ہو خاطر سے سب رنج و ملال

کان کا بالا ہے دیکھنا
چاند کے ہالے کو دیتی ہے گوشمال

کیا سنہرا رنگ ہے کیا روپ ہے
کیجیے اوس پر تصدق جان و مال

چاند اوسکے منہ کے اگے گھٹ گیا
ابروِ خمدار ہیں رشکِ ہلال

اسمان پر سے اوڑے زہرہ اوسے
اک قدم پاوے اگر باہر نکال

دل میں میرے بس گیا کیا جانکے
برق کا اک جا ٹھہرنا تھا محال

آنکھ شرمیلی کہاں وحشی کہاں
بے حیا پاوے کہاں چشمِ غزال

ہاے نا سر ناز ہے انداز ہے
عالمِ بالا کا کچھ پوچھو نہ حال

قدِ بالا کی بلائیں لیجیے
اوس کا بالا پن ہے محبوبی پہ دال

کیا قدِ بالا ہے اوسکا خوش نما
حسن بالائی پہ کیجیے احتمال

سرو کو اوس سے جو کچھ تشبیہ دون
اب ہی بڑھ جاے خوشی سے ہو نہال

کبک اوسکے پانون پر دھرتا ہے سر
اوس سے اگے بڑھ چلے کسکی مجال

خوش خرامی پر ہیں جسکی سب فدا
مجھکو خوش لگتی ہے اوسکی ٹیڑھی چال

وہ حیا و تمکنت سے ہے بھرا
اوسسے نکلے کسطرح شوخی کی تال

ہر قدم اوسکا سبک پڑتا ہے یون
جسطرح ہو آمد و رفتِ خیال

کیا نزاکت سے لچک جاتا ہے واہ
جسطرح جیسے سیف کی دستی ہو ڈال

[illegible]

جسنے ڈالا دلمین پھندا عشق کا
حسن کو اوسکے نہو یارب زوال

جسکی الفت مانگتا ہے مجھسے وہ
دے وہی اپنی محبت جی مین ڈال

حور و غلمان کی رہے سنگت ہان
خوش رہے دنیا مین با اہل و عیال

نامور ہو بہرہ ور ہو مال سے
جسطرف جاوے وہ پاوے نگ و وال

سرخرو گر پیر سے اپنے رہے
ہووے مقبول جناب لایزال

ہو مدد پر اوسکے پیر دستگیر
پاوے اوسنے سے جو کچھ اوسکا سوال

دے یہ گدڑی پوش کیا اوسکو بھلا
سر پہ ہے جسکے پڑا شالی رومال

دم قدم اوسکا ہمارے ساتھ ہو
ق گذرے اچھی طرح اوسکا ماہ و سال

مین حقیقت مین نہین صورت پرست
دیکھتا ہون سب کہین حق جمال

رند ہون بگڑا قلندر ہون تراب
۲۳ یارو تم سیکھو نہ میری چال ڈھال

طفل نادانکو عبث مینے دیا اپنا دل
اوسکو دل دیکے ہوا مین بہت جی مین خجل

پیار کیا کیجیے اوسکو نہو سمجھ جسکو تمیز
سو تی لڑکیکا جو منہ چوم کوئی کیا حاصل

اوسنے ہمکو کبھی خس کے برابر جانا
پیرہن حسن کی مثل بھی نہوئی آ دس خجل

ہے میسر ہاتھ مین کر اوسکی کرون جو چاہون
لاج اگر ہاتھ رکھی کی نہ کرون تو مشکل

آن بان اپنے سے ہی دور رکھو اوسکو
ہے جو ہر آن نگہبانی سے میری غافل

مجلس غیر کا وہ شمع بنا کیا کہیے
ہجر سے جسکی ہے تاریک ہماری محفل

آپ سے کون سہے داغ جدائی تراب
عشق کی راہ مین سب سے کڑی ہے منزل

[illegible]

[illegible]

سیکڑون پژمردہ خاطر جی اوٹھے	لب سی تیرے سنکے اک آواز قم
نعل در آتش ہو ڈورے ڈور سے	دیکھکر عاشق ترے گھوڑے کی سم
چاہیے ستون کو سجدہ شکر کا	سر فرو دے کیون نہو بن پا بر خم
چھیڑے بلبل کے سسن کو کو نہ کر	یا نسے اوڑاے فاختہ الّو کی دم

عید ہم شوال مین کرتے **تراب**
گر نہوتا ہجر کا ماہ دہم

۴

نہین ہجر مین خلد دوزخ سے کم	کہ ہے یار بن خار باغ ارم
رہے جسپہ یار و خدا کا کرم	جہانین وہی سب سے ہے محترم
توجہ کرے خود بخود جسپہ یار	نصیبے کی اوسکے مین کھاون قسم
مرے سامنے غیر کا اوسکا لطف	غضب ہے بلا ہے جفا ہے ستم
سدا دل مین رہتی ہے فکر بتان	ہوا کعبۂ اللہ بیت الصنم
خدا دین و ایمان قائم رکھے	نہین ہمکو دنیا کے جانے سے غم

تراب اپنا احوال جانے ہے خوب
نہ تم اوس سے واقف ہو یارو نہ ہم

۵

ہوا جو کوئی محو ذات قدم	نہین اوسپہ لگتا وجود و عدم
وہ کب آنکھ اوٹھاتا ہے ایدھر اودھر	جو رکھتا ہے ہر دم نظر بر قدم
کل اک بیوفا نے بھلا وصل کا	کیا مجھسے وعدہ دیا مجھکو دم
نہ آیا کٹی انتظاری مین رات	سر شام سے لیکے تا صبحدم

ردیف میم

سمجھتے ہین ترے اشارے ہم
کوئی مجنون کہے ہے کوئی فرہاد
ہو گئے مشہور یہ مجھ تو بارے ہم
اوسطرف فوج ہے رقیبون کی
اسطرف اک بیچارے سے ہم
غیر کے ساتھ وہ پھرے **تراب**
مرتے ہین آہ جسپہ مارے ہم

ولہ

[illegible]

جاتے ہیں سوا اسکے کم ظرفی سے تنہائی کیطرف	پیر مغ کو دیکھو کب جا ہی خالی کرکے خم

مرغ یا ہو کر رہا ہے صاف ذکر ہو تراب
کوکتی ہے کوکو اندھی فاختہ الّو کی دم

تمہیں ہر طرف ہو جدھر جائیں ہم
نہیں کچھ مزا پا رہن زندگی میں
نہ دیکھے کوئی اوسکے کوچے میں ہمکو
ہماری ہی بیٹھے سے اوٹھ جاتے ہو تم

خفا ہو کے تمسے کدھر جائیں ہم
یہی جی میں آتا ہے مر جائیں ہم
اگر جون نسیم سحر جائیں ہم
نہ بیٹھیں کہولے گھر جائیں ہم

تراب اوس پری کا جہان نت گذر ہے
نہ اودے کبھی وان اگر جائیں ہم

وہ شاہباز ہوا پر رکھے دلیر قدم
یہ نفس تازی کہ چالاک اپنی کام میں ہے
زمین پہ پانون نرکھون مین عرش پہ اودر جاون
عزیز جسکے قدم کی ہی خاک سرمۂ چشم
ہوا ہی پیر پرستی سرفراز جو شخص
اگر گدی کا وہان دخل کیا جہان ہو شاہ
جو نفس و حلق سے نکلے سو حق سے ملجاوے
طریق فقر کی آسان نہیں کٹھن ہی بہت
ولی تو ہو ہی قدم پر کسی نبی کی ضرور

ہوائے نفس کو اپنے کرے جو زیر قدم
خدا کی کام میں ہر سخت سست زیر قدم
رکھے جو سر پہ مرے وہ خدا کا شیر قدم
کوئی ہے اودھری طرف اوسکا پھیر قدم
اوسی کو سستے ہیں لوگ گھیر گھیر قدم
رکھی ہے شیر کے رستے میں کوئی پھیر قدم
رہ وصول تو ہی سالکون کو پھیر قدم
رکھی نڈر ہو نہ کوئی بر سر منڈپ پر قدم
تراب کاش ہوا پنی پدر کا زیر قدم

پسینے مین تری شبنم کی بو ہے
تجھے ہے گلبدن کہنا مُسلّم

کوئی دیکھے تری پوشاک کی سیر
لباس حسن کا ہے اور ہی عالم

تجھے اللہ نے دولھا بنایا
ہے شادی مین تیری شادمان ہم

پہن کر لال زنگار رنگ جوڑے
نئی چھب اپنی دکھلا ہمکو ہر دم

تراب ایسا نہ بھولا جان مجھکو
مین تیرے روپ سے ہون جو مجرم

۱۳

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش
کہ من آہ جلوۂ قدے شناسم

بر مین تیری بیٹھے دین کیسی بیکائی کو ہم
پان مین کھائی کو راہی گالیان کھانے کو ہم

زلف و کاکل اپنا نہ کھلا مرغ دلکو مت پھنسا
کیا نہین سمجھا ہین دام اور دانے کو ہم

اے جنون تو نے اوجاڑا قیس کا گھر جسطرح
عشق مین آباد کر دیتی ہین ویرانے کو ہم

باندھ کی دلکو مرے زنجیر کاکل مین نگہہ
کیجیے کیونکر مقید ایسے دیوانے کو ہم

محتسب ادھر قدم لینا سمجھکے اگھری
سر پہ توڑینگی ترے شیشے اور پیمانے کو ہم

بت پرستی بھی ہماری خالی از حکمت نہین
ایکدن مسجد بنا دینگی صنمخانے کو ہم

وہ تو ناگن کسطرح ڈستی ہے اور کھاتی ہے بل
زلف پیچان پر لگا دین کسطرح شانے کو ہم

ہمسے پہچے جو یہان آئے تھے وے آگے گئے
رہگئے یان سب سے پیچھے ہے مرجانے کو ہم

۱۴

سو تر پروانے پہ دیکھا شمع کو روتی تراب
شمع پر روتا نہ پایا ایک پروانے کو ہم

جان دینے پر سبھی ہین عاشق ناچار گرم
سر دھری سے تری ہے موت کی بازار گرم

ردیف میم

ذکر کرتے ہی ترا گھبرتے ہین مجھکو رقیب
ہاے کل بھی وہ نہ آیا نہ گیا وعدہ وفا
رنگ و بو کو تری کوئی ایک نہین لگتا ہے
برہمن پوچھتے ہین شیخ تجھے مانتے ہین
عاشقونکو تری لکنت کی ادا نے مارا
رات کو تھی یہ ذرا چرچہ کی وہ چھپا تھا نکلے

لینے پایا نہ کبھی منہ سے ترا نام تمام
انتظاری ہی رہی صبح سے تا شام تمام
چمن دہر کے دیکھے ہین مین گلفام تمام
زلف و رخ ہی تری کفر اور اسلام تمام
نہ سنا لب سے کسی نی ترے دشنام تمام
ہوگیا مطلع انوار لب بام تمام

اک سخن سنتے ہی قاصد سے کہا یار نے بس
پھر تراب اوس سے کہے کون یہ پیغام تمام ۱۷

دشمن کفر ہوے مدعی اسلام کے ہم
کسطرح اوس بت کافر کو خفا مند کرین
سو پھنس گئے مشکل ہی رہائی اوس سے
سامنے اپنی ہمین غیر سے گالی نہ دلا
ساقیا خوب چھکے ہو گئی سب مست الست
ذکر مین تیرے حلاوت ہی عجب نام خدا

عاشقی مین نہ رہے ہاے کسی کام کے ہم
دل دیا تو بھی نہ بھائے اوس دلارام کے ہم
کسطرح قید ہوئے زلف سیہ فام کے ہم
کیا ترے منہ سے نہین لائق دشنام کے ہم
رہگئے تشنہ ترے دور مین اک جام کے ہم
تو ہی نعت ورد زبان صدقے ترے نام کے ہم

اب بھی گر دھیان لگا اوس سے غنیمت ہے تراب
صبح گر ہو تجھے بھلا بھولے ہوے شام کے ہم ۱۸

گو ہے مکھڑے سے غرض لٹ سیہ فام سے کام
ہین شوالے جا سکون تو یہان سے لکے

عاشقی مین ہے یہی صبح و شام اسی سے کام
رہگیا اب فقط نامۂ پیغام سے کام

اوسنے آغاز جوانی مین لیا پیر کا دل	دیکھیے یار بس اغاز کا کیا ہو انجام

۲۱
کبھی معشوق تراب آپ نہ تو بن بیٹھا
عشق بازی مین گئی عمر تری ہای تمام

آ رہا اشک سحاب دیدہ نمناک مین دم	کر دیا ہجر نے کیا کیا نہ مرا ناک مین دم
ہد مو عشق فی میرا تو جگر ٹکڑے کیا	لیے ہے مین غم سی رکھون سینہ صد چاک مین دم
زلف مین پھنسکے نہین ہوش گیا ہے دل کا	رہ گیا لوٹ کی بجھر کا فتراک مین دم
وہ مری خاک سی کل جھاڑ کی دامن اوٹھا	لگ گیا ہائے اوسی دم سی مرا خاک مین دم
شوخ چنچل نے جو مین ہاتھ مین لی اسکی عنان	ہو گیا اور ہی کچھ توسن چالاک مین دم
باغبان شاخ ہری کاٹیو انگور کی مت	خون ٹپکے کہین مستون کا ہر تاک مین دم
کٹ پڑا سر جو اوسکی زبان تجھسے جو بیتاب ہے	بید لون کا ہے تری خنجر سفاک مین دم
صبحدم آوی عیادت کی لیے وہ شاہدر	لگ رہا عاشق بیدم کا اسی تاک مین دم

۲۲
کیون نہ ہر دم رہون قدمونکی تلے اوسکے تراب
بس گیا اب تو اوسکے قدم پاک مین دم

ہے جسکے حسن کا پھیلا ہے جگ مین نام تمام	کیا ہے عشق نے اوسکے مرا تو کام تمام
خدا کرے نہ کوئی چار چشم اوسکے ہو	کہ اک نظر مین وہ کرتا ہے قتل عام تمام
وہ رات کہہ کی گیا تھا کہ صبح اونگا	مین انتظار رہا صبح تا بہ شام تمام
گیا جو سامنے اوسکے سو ہو گیا آخر	یہ کہہ سکا کوئی اوس سے مرا پیام تمام
یہ تھوڑی سی عقل نے ساقی مجھے خراب کیا	تو بھر کے دی مجھے اک روز مے سے جام تمام

ردیف میم

۲۵

نام و نشان جسکا کسی سے بیان نہو
آخر **تراب** کو ہے اوسی بے نشان سے کام

درمند وسکی ہین جو اونکو دوا سے کیا کام
ہین وہ دشنام طلب اونکو دعا سے کیا کام

یارو اوس بت کو دلاؤ نہ خدا کی سوگند
ہے وہ مغرور نجود اوسکو خدا سے کیا کام

کرتے ہو وعدہ خلافی کا عبث اوس کا گلہ
وہ وفادار نہین اوسکو وفا سے کیا کام

گر وہ گستاخ ہو عاشق سے برا مت مانو
شوخ چشمون کو بھلا شرم و حیا سے کیا کام

جنکو خوش لگتی ہے ظاہر مین فقط صورت خوب
بے حقیقت ہین او نہین نازو ادا سے کیا کام

وہ تو کہتا ہے بلا سے مری مرجائے کوئی
عشق مین اوسکو مری رنج و بلا سے کیا کام

بارہا عشق مین مر مرکے جیا ہے جو **تراب**
اب وہ مرنے کا نہین اوسکو فنا سے کیا کام

۲۶

کرتا ہے مجھپہ جھپٹ وہ پرد نگاہ گرم
منہ سے مرے نکلتی ہے جسوقت آہ گرم

چلنا دی بلہوس نہ رکھے اک قدم یہان
ازبسکہ ہے یہ عشق و محبت کی راہ گرم

گرمی سے عشق کی نہ کوئی منہ سکو لے
کرتی ہے سرد دلکو جہان سے یہ چاہ گرم

غم کی طپش سے یون ہی مرا جسم بال بال
جسطرح جلبچھ بین ہوز مین گیا گرم

مین سر پہ تیری ہاتھ قسم کے لیے دھرا
ہوتا ہے کیا سمجھکے تو اے کجکلاہ گرم

روتی ہین اہل درد دم سرد بھر کے
بھاتی نہین مجھے یہ تری واہ واہ گرم

جا گھر کو دل لگی نہ بہت کر **تراب** سے
کرتا ہے کون فقیر کا دل خواہ گرم

حسن لیلی ہی گر آپ سی کوئی باتین کم
عشق مین ہمتو نہین قیس سے کچھ ذاتین کم

آنکھ ساقی سے لگی منہ سی لگی دختر رز
ہمسا متوالا کوئی ہوگا خرابات مین کم

مجھکو دشنام رقیبون کو عطا کر انعام
نہین بڑنی کا مین اور دنسی عنایات مین کم

میرے آنسو نے نظر کرکے نجا اکھ سے دور
گھر سے نکلے ہی کوئی شدت برسات مین کم

ہجر کا خوف مجھے آٹھ پہر رہتا ہے
نہین ملتا ہے کسیوقت یہ ذرات مین کم

خوش ہون گر مجھ سی ملادی کوئی دو دن اسکو
غم جو برسون کا کرے ایک ملاقات مین کرم

بہت کسواسطے ہم سامنے اونکے جھکے
جھکتے ہین ہمسے جو تعظیم و مدارات مین کم

معرفت اہل ملامت کی بہت مشکل ہے
مشتہر ہوتی ہین کشف و کرامات مین کم

پھر تو کیا غرق ہوا یار کی سمر مین تراب
اندنون ہتی ہی تسبیح کرامات مین کم

ردیف نون

یار کو دیکھے جسدن سب سے وہی اچھا دن
ہجر مین جسکا حال ہو آج ہو کل دیران

وعدہ جو صبح کا کر کے جادہ گنفر پھری شب بھگائے
پھیر دو عاشق لائی باتی رہی جب بچھڑا دن

دن تو ہوا خاکستر جلکے انکی نظر مین صبح آکے
دیکھے کیا ہوا گی چلکے عشق کا یہی پہلا دن

جب سے مین دیکھی ہے سکی چہلک گردن مین مبارک فلک
صبح سے لیکر شام تلک پھرتی کیسی ہی راتدن

دیکھلے اوسکے منہ کا سنگار کجھی زلف کی تار
بھول گیا سنبل نہ کیسی اٹکا آن

چھوٹی چہری یہ زلف یہ کجھی مشکل ہو گی ہی
دیدہ شمسی ہوا یا قمری رات بری چھوٹا دن

مجھکو تراب پھر اوسنے منایا عید کے روز مری گھر آیا
پیار کیا چھاتی سے لگایا اسکے ملے ہی ایسا دن

دیوان ترابؔ ردیف نون

دو عالم ہے تیری خسار کا حلقے مین زلفون کی	پڑی جیسے مسلمان ایک دو ہندو کے گھیر ہین
کسے جرأت ہے جو آنکھین لڑائے یار سے میرے	اولٹ دیتا ہے صف کی صف وہ اک چتون کی پھیر مین
چمن مین باغبان صیاد کو آنے نہ دے ہرگز	خلل پڑ جائیگا پھر عندلیبون کی بسیرے مین

تراب اُس لاتعین سے پڑا ہے ضائقہ جسکو
وہ کب غفلت سے پڑتا ہے تعین کے بکھیڑے مین

اودھر وہ ظالم دست کس لیے تلوار بیٹھے ہین	ادھر ہم سر جھکائے ناتوان بیمار بیٹھے ہین
کرے جو چاہے اوسے سر قتل پر باندھی ہے بسم اللہ	کرین جو ہم یہ ہم مستعد تیار بیٹھے ہین
ہوئی آخر کو وہی سودا اٹھے لیکے کچھ سودا	دکان پر یار کی پھر جو کوئی بیکار بیٹھے ہین
کرین کس کس سے جھگڑا ہم لگین کس کس کا شکوہ ہم	سبھی مجلس مین اسکی اپنے برہم کار بیٹھے ہین
رقیب اسکے حضور اور ہم ہون اپنے در کیا کیجیے	جہان اپنے بٹھایا ہے وہین لاچار بیٹھے ہین
کدھر بیٹھے وہ متوجہ کدھر آنکھین ملاوے وہ	کہ چارون طرف اسکے طالب دیدار بیٹھے ہین
سنا ہے بیچے اے بلبل یہان آئیگا گل وہ گل	چمن مین اسلیے پوشیدہ ہم جون خار بیٹھے ہین

تراب اوس بت نے کہدیا سمجھ کے یان قدم رکھے
یہان کتنے برہمن توڑ کے زنار بیٹھے ہین

کیا بتاؤن کہان مین جاتا ہون	تو جہان ہو وہان مین جاتا ہون
غیرت یہ کہا نہین جاتا	یار کے پاس ہان مین جاتا ہون
لوگ دیوانہ جان کے مجھکو	چھیڑتے ہین جہان مین جاتا ہون
باغ پھولا چمن مین آئی بہار	پھر سو بوستان مین جاتا ہون

ردیف نون

ہمارے یار سی دشمن کو کیا طاقت برائی کی	کہ خود مٹا سے اپنی خانمان ویران ہے دشمن
کرم ہی جسپر پرونکا وہ پیارا ہی تیغوں کا	حسد سے اوسکی اپنی جل ہوا حیران ہی دشمن
چمن مین دوستی گل کی ہوئی جانسوز بلبل کی	کہ لالے نی لگائی آگ نافرمان ہی دشمن
نہین کرتا ہی وہ سید تیری منہدی اب	گرون اوس دل کی مین کیا داد ارمان ہی دشمن
بدولت یار کی مینے اوٹھایا ہی غم اتنا	جسے مین دوست کہتا تھا وہی ہر آن ہی دشمن

تراب اوسنے مرا دل لیکی کیا آنکھین چرائی ہین
حجاب آیا اوسے شرمندہ احسان ہی دشمن

کیا ملا اوسکی آشنائی مین	عمر آخر ہوئی جدائی مین
راہ و رسم وفا وہ کیا جانے	منتخب ہو جو ہی وفائی مین
کج خرامی روش سے خوبون کی	خوشنمائی ہے کج ادائی مین
خار و خس چومتے ہین اوسکے قدم	خوش ہے مجنون برہنہ پائی مین
بسطح رخ پہ عکس زلف پڑی	تیرگی چھائی روشنائی مین
شاہ ہوتے ہین پابوس گدا	ہے عجب سلطنت گدائی مین

ناحق اوس بت کی دوستی مین تراب
لگ گیا داغ پارسائی مین

آہستہ طائر شکر مین پیارے کی باتین	کس منہ سی بیان کیجیے اوس یار کی باتین
کیا جان بخشین ہو کی مجھے اٹکہ دکھائی	کی مینے جو اک نرگس سرشار کی باتین
ہنس دی ہی وہ اور منہ سی نہین کچھ بھی کہی ہے	یوسف کیطرح سنکے خریدار کی باتین

دیوان تراب

ردیف نون

ولہ

کہے کون اوس ستمگر سے تنک باہر نکل گھر سے	او گر نہ ہجر مین تیرے ہزار دن جان جاتی ہین

یہی کہتے ہین اوس سے ہم تراب آتا ہے تو پھر اب
ہم اوسکے پاس جسدم جسکے ہی جان جاتی ہین

ہمین مین کسکی خاموشی نے دی ہین آج بیکلیان	لگے ہے کسکے منہ کو گل نہین کیون کھلتی ہین کلیان
بھلا کیونکر نجاوین کیا کرو چمن اوسکی بدلیان	وہ دانے دلکو میرے بھاتی ہین انکو ہی کی کلیان
چمن مین یار کل آیا لگا کی مہندی ہاتھون مین	گلون نے رنگ حسرت سے ہتھیلی ہی لی ملیان
قدم دیکھا جو جھونٹے اوسکے ہیرون مین پیچ	دگرنہ کیون لگی منہ سے تری ہین تو تی قلیان

تراب اب کیون نہ جل جھین کے پرواہ تری غمسے
ہزارون شمع مجلس مین تری آگ کھڑی جلیان

لگی ہین اوسکے لڑیان ہجر تو لگی ہین جھین ٹیان	ہوئی ہین شب رہ اوسکی ہائے شکل کی لڑیان
بجز کافر پرستی اور کچھ بھاتی نہین لگو	بہت تکی صورتین یار ہے اوس سے جیسے نظر ٹیان
دکھائی یار نے جب تیغ ابرو اپنی آنکھو تکو	پلک نے ہو نشوخی سے تنک پھیر دی نہین ٹیان
جھکے جاتے ہین یار ہے نازکی کی گل خار برم	نہین صید خوبان ہین نزاکت کی گلچھڑیان

تراب آنکھون پہ دلکی بیطرح سے زخم آبیٹھا
نہین معلوم کسکی چشم خونخوار نے جا لڑیان

صید ہو بندہ جائیگا اکدن کسی فتراک مین	ایکدل ہے ہر مین تیرے سو مین ہے لیر تاک مین
کیا ملا جون شیشہ صد مین دل صد چاک سے	یار کی شکلین نظر پڑتی ہین ہر ہر چاک مین
اوس منہ کو کوئی مدرک کسے کیا جانے	جو نہین آتا کسکے فہم اور ادراک مین

ردیف نون

دیوان شاہ تراب

دیوان تراب

ردیف نون

داغ دل دیکھکے وہ کہتا ہے / یہ تو میرے چمن کے لالے ہین

وہ تو فتنہ ہے دین و ایمان کا / کسکو اوس برہمن کے لالے ہین

گرچہ وہ راہزن ہے دلکا تراب / ہمکو اوس راہزن کے لالے ہین

وله

وہی دلبر ہے کہین وہی دلارام کہین / وہی بیرنگ ہے کہین وہی گلفام کہین

ہم دل و جان سے بندے ہین اوسیکے مولیٰ / جسکو رحمٰن کہین کہتے ہین اور رام کہین

اول و آخر اوسے کیون نہ سمجھیے یارو / وہی آغاز کہین ہے وہی انجام کہین

نیک و بد اور کسی کیتی ہین مین سب کچھ / ہمین ہین نیک کہین اور ہمین بدنام کہین

مطلع

پیچ کی بات ہے یہ کون سمجھتا ہے تراب / آپ ہی ہم صید ہوئے آپ ہی ہوے دام کہین

یار ہی کسطرح سے عاشق کا دل آرام کہین / خود ہو بیچین اگر اوسکا دلارام کہین

گل و شمشاد سے پھر بلبل و قمری نہ ملے / باغ مین جاے جو وہ سرو گل اندام کہین

بوے گل ہے یہ جھکتے نہین آتی ہے صبا / لیے جاتا ہے کوئی یار کا پیغام کہین

مست بہت گرمی سے رندونکی طرف جایا کر / محتسب دیکھ نہ ہو جاے تجھے سرسام کہین

آج میخانہ مین دیکھا تو ہے کچھ اور ہی رنگ / ساقی ہے لوٹ کہین بادہ کہین جام کہین

بیقراری سے ابا کبھی نہین عاشق کا قرار / دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

مقطع

سو دعا دیوین تراب اوسکے عوض یار کو ہم / وہ اگر دیوے ہمین ایک بھی دشنام کہین

کبھی وہ طوق پہنے ہے کبھی پہنے ہی زنجیرین / رسا ہین دل پھنسانی مین سب اوسکی حسن تدبیرین

وله

ننگی تلوار بھوؤن کی وہ دکھاتا ہی مجھے	داغ سنبل کے اگر لیکے سپر جاتا ہون
ہو غضب گر وہ کمان کھینچ کی رخ پھیرے ادھر	جسکو مین چین بجبین دیکھکے ڈر جاتا ہون
شیخ تو پھر غدا جا کے خدا گنج مین بیٹھ	مین تو اک بت کی لیے رام نگر جاتا ہون
یا الٰہی مجھے خوبون سی پھر کام پڑے	ملکے خوبون سے مین جنجال مین پڑ جاتا ہون
عشق نی شہر مین ایسا مجھے بدنام کیا	چھیڑتے ہین مجھے ہر ایک جدھر جاتا ہون
کہتے ہین لوگ کہ ابتک نہین برسات گئی	جسطرف لیکے مین یہ دیدہ تر جاتا ہون

۲۳ پھر انا الحق ہی نکلتا ہے مرے منہ سی تراب
جسگھڑی اپنی خودی سے مین گذر جاتا ہون

مین اوسکے ترک عشق کی تدبیر کیا کرون	دیوانہ مجھکو کرتی ہی تقدیر کیا کرون
دن رات آہ کرتے گذرتی ہے عشق مین	اک آہ مین مری نہین تاثیر کیا کرون
مجھکو شکار کرکے تو کہتا ہی کیون حرف	دلکو ترے بنا کی مین نخچیر کیا کرون
پیاری یہ تیری باتون نے مجھکو کیا ہی غش	کاغذ پہ لکھکے مین تری تصویر کیا کرون
مجھکو ہوس ہی یار کی پاؤن کی خاک کی	لیکر مین اوس سی مین اکسیر کیا کرون
یار وجہان مجھے نظر آتا ہے خواب سب	اس خواب کو مین کیا کہون تعبیر کیا کرون

۲۴ بھاتی ہے مجھکو درد تراب اک جوان سے
اسکی دوا بتا مجھے اے پیر کیا کرون

سو درد ہین ہی اپنے مین تحریر کیا کرون	طاقت نہین ہی اسکی تقریر کیا کرون
اوس دلربا کی ناز نے بیدل کیا مجھے	دلگیا ہی تیسے دلگیر کیا کرون

ردیف نون

کیونکہ قاتل سے کبتلک تڑپیے | زیادہ طاقت نہین یہ بسمل مین

آگے وہ کیا سفر کریگا تراب
تھک گیا ہے جو پہلی منزل مین

عشق تیری ہاتھ سے جو خستہ و دلریش ہین | اونکو چاہی سو کبھی دی بیخود و بیخویش ہین
بد وہی ہین آپ کو جو جانتی ہین سب سے نیک | آنکو جو سب سے کم بوجھین وہ سب سے بیش ہین
دوستو اب کسطرح اپنا گذارا ہو وہان | اوسکی مجلس مین تو دشمن پھر رہی درپیش ہین
دشمنونکی میٹھی باتون پر نہ کیجیے اعتماد | شہد کی مکھی ہین جو کیونکر کہون بے نیش ہین
رات دن جو خواب و خور مین کرتی ہین اوقات صرف | آدمی اونکو نہ کہیے وہ تو گاؤ میش ہین
منکرونکی آنکھ مین گو ہیقدر مین صوفیہ | قدر اونکی اونسی پوچھو جو ارادت کیش ہین

کام درویشی کا ہمسے کچھ نہ بن آیا تراب
اس لباسی فقر مین سے کہنے کو ہم درویش ہین

خدا نی جنکو خوبی دی وہ برقع منہ سے ڈالی ہین | کمال اپنا چھپائین کیون نہ جو اللہ والے ہین
نہ کہہ ہی منکر فقر از بلے اپنی یہ کلمہ | کہ درویش اس زمانی کے مری سب دیکھی بھالے ہین
تو ارباب ملامت کی حیلا سی کیا واقف | بغل مین جنکے شیشے اور ہاتھو مین پیالے ہین
تو کیا جانے کسے مجذوب کہتے ہین کسی مجنون | کہان اندھے کو سوجھی ہی یہ گورے ہین کالے ہین
ولی کو جز ولی ہرگز نہین پہچانتا کوئی | جو بندے خاص ہین حق کی وہ دنیا سے نرالے ہین
ہزارون اولیا مکتوم و صدہا اہل خدمت مین | انھین سے خیر و برکت ہی یہ دنیا سنبھالے ہین
چھپے رہتے ہین سب سے اہل خدمت اونسے برکت ہے | بنے ہین جو ہدایت کے لیے وے سر نکالے ہین

ردیف نون

اوسکی صحبت ہی ہو جس سے ہدایت پاوے
جگ مین اوباش بہت لائق صحبت کم ہین

یک جہان خواہش دنیا سی سراسیمہ ہے
خالی از آرزوئے دولت و حشمت کم ہین

جنکو وسعت ہے وہ تنگی سے بسر کرتی ہین
اہل دولت ہین بہت اہل سخاوت کم ہین

سکھ کے سب ساتھی ہین دکھ کا تو نہین کوئی رفیق
یار راحت ہین بہت یار مصیبت کم ہین

کیا کسی سے کوئی اس وقت مین رکھے امید
بیمروت ہین بہت اہل مروت کم ہین

گو جہ یار مین عشاق ہین سوا جیسے
خلق مین ایسے بھی بیسواۓ فضیحت کم ہین

اہل حق اگلے زمانے مین ہزارون تھے تراب
اس زمانے مین خدا والے نہایت کم ہین

سوا ترے نہین رکھتا کسی سے الفت ہون
ہوا ہین خلق مین رسوا تری بدولت ہون

مین کسطرح کہون دل پر کے صبر نہین آب
کہ مبتلاۓ پری زاد سرو قامت ہون

جو وعدہ وصل کا دور و دراز کرتا ہے
مین اوسکے وصل کا مشتاق تا قیامت ہون

تو جسطرح کا ہے مین خوب جانتا ہون تجھے
نہ کہہ مین دشمن جان ہون بلا ہون آفت ہون

نہ دل لگی کر دہند و بچو ن سے بہر خدا
ق مین اپنے یار دن کو کرتا ہی نصیحت ہون

وہ دلکو لوٹ کی کرتے ہین دین کو غارت
مین اونسے ملکے ہوا ایسطرح فضیحت ہون

رقیب مجھکو سناتا ہی بار بار یہ کیا
کہ اپنے یار کا مین مورد عنایت ہون

تو اپنے لطف و کرم سی نہ رکھ مجھے محروم
کہ آشنا ہون ترا واجب الرعایت ہون

نہوگی مجھ سے کسی اور کی ہوا خواہی
فقط تراب سے مین طالب محبت ہون

ردیف نون

ولہ

گوری مکھڑے لیے ادٹھا زلف کو پیارے نہ کہیں
جی سے مت چاہو کسی شخصکو گھائل کرنا
کون کہتا ہے تجھے شہر میں بدنام کیا
یار شاطر نہ بہت خوبون سے ہو ڈرتا ہون
یارو دیوانہ بناؤ نہ مرے دل کو تم
ڈوب جانے کا سدا خوف و خطر رہتا ہی
اس لیے یار سے ملنے نہیں جاتا ہون اوسے
سامنے یار کے اسواسطے رہتا ہون کھڑا

دل زخمی کو مری چاندنی مارے نہ کہیں
چوٹ لگجای میان دلپہ تمھاری نہ کہیں
ڈر سی تیرے گئے عاشق تو بچارے نہ کہیں
عشقباز ہیں تو دل آپکو ہارے نہ کہیں
بیڑیان پانوں مین کوئی ڈالی ہمارے نہ کہیں
گھر بناوے کوئی دریا کے کنارے نہ کہیں
مدعی میری بنی بات بگاڑے نہ کہیں
غیر کا نام نہ لے منہ سی پکارے نہ کہیں

گھر تو لایا ہون تراب اوسکو یہ دھڑکا ہی تجھے
پھر خفا ہوکے گھر اپنے وہ سدھارے نہ کہیں

یارو گورے مکھ پہ اوسکے زلف اب بکھری نہین
یار کے آگے پلک میری نہین لگتی کبھی
دکھ دیا آنکھون نی مجھکو دیکھکے اوسکا جال
کیا سمجھ کرنا صحا دل اوسطرف سی پھیر لون
ایک کو نادان وہ دیکھے ہے ہم تو ایک ہی
کیون وہ کہتا ہے کہ گھر پھر چلو بہر خدا
ایسی بات تو نہین وہ میرا دل لیے جائے تراب
وہان سے جو یہان سیر و سفر کرنیکو آئی ہین

چاندنی نکلی ہی دیکھو رات اندھیری نہین
دیدۂ مشتاق کو دیدار سے سیری نہین
اے دل شیدا یہان تقصیر کچھ تیری نہین
یار نے میری طرف سے آنکھ کچھ پھیری نہین
وہ تو ڈھیرا ہی ہمارے آنکھ کچھ ڈھیری نہین
مین نہین ہا نونگا کیجے آپ بہتیری نہین
دلربا ایسا کوئی لسان و تقریری نہین
کوئی دن کی پھر جائینگے سب تو کو آئی ہین

ردیف نون

ولہ

دلکو ایسی دلاحق ہے کہ چین اکدم نہین — عشق کا وہ زخم ہے جسکا کوئی مرہم نہین

ایک بھی سیدھی نگاہ اوسکی نہین تیر دو دم — کسطرح کہیے وہ ہمسے آجکل برہم نہین

یار سے میری برآمد کیون تو کرتا ہے رقیب — مدعی اکبار دریا تو بھی نہین یا ہم نہین

خود بخود دیا رہے اوسکی ہمکو بیزاری ہوئی — حال دل کس سے کہون اوسکا کوئی محرم نہین

ہجر و وصل اب تو برابر ہوگیا چاہیے ہجر — جب خیال اوسکا اوٹھا دل سے تو کچھ بھی غم نہین

پھر کوئی جا فتنہ پیدا نہ زمانی ہمکو کاش — فقر کے عالم مین بہتر اس سے کوئی عالم نہین

۴۱ زیادہ اس سے تم رکھائی مت کرو اوس سے تراب
جی کڑھانے کو بھی اوسکے بہت ہے کم نہین

سرگروہ عاشقان مشہور دربار نہین ہون — آنا جانا جب سے ہے مین خوبرویونکی سرکار نہین ہون

کون اوس سے کہہ سکے یہ تو غلط کہتے ہین آپ — بیوفا کوئی اور ہوگا مین وفادار نہین ہون

سمجھنا حق رکھتے ہین عاشق ستمگاری کا نام — دلبری کرتا ہون کسکی کو دل آزار نہین ہون

پیکے جام عشق بیخود ہوگئے فرہاد و قیس — میکدے مین عشق کے مین ایک ہشیار نہین ہون

شیخ پائی تو نے یہ قید شریعت سے صلاح — مین تو بند سوا زلف کا گرفتار نہین ہون

کون اس جنجال سے مجھکو نکالی جز خدا — پھنس گیا بے سبب مین اوس بتونکی طرار مین ہون

۴۲ ناز اپنے حسن و خوبی پر نہین جسکو تراب
مین تو ایسے نازنین کے ناز بردارون مین ہون

ہائے کیسے جب اوٹھ چلا وہ راحت جان — روکے سے یہ خدا کی امان

اے کمان ابرو اس طرف پھر دیکھ — ہون خم و چم پہ تیرے مین قربان

ہجر مین قاصد مری حالت ہے تنگ
بات کہنے کی رہی قدرت کہان

اوسکو یان لے آؤ یا رنجہ کرے
مجھکو جانے کی وہان طاقت کہان

عشق نے ہمکو کیا صحرا نورد
دیکھیں لیجاتی ہے یہ وحشت کہان

بیقراری مین کٹی ہے رات دن
چین کسکو کہتے راحت ہے کہان

اب تو بھائی لذت سیر و سفر
گوشۂ عزلت کہان خلوت کہان

جو قناعت کرکے بیٹھا اپنے گھر
اوسکو پرواے در دولت کہان

مقطع
کیون نہ درویشی مین خوش رہیے تراب
اسقدر آرام و یہ عزت کہان

گور مین کیا اوسکو دی صورت بڑی کھلائی ہین
روح جیسے ہوتی ہے ویسے فرشتے آئے ہین

کہتے ہین سب وہان منکر نکیر
جو خدا والے ہین اونسے نام خدا بتلائے ہین

حشر مین غفار کہکے پکارینگے تجھے
کیا ہوا گر عاصیوں مین آپ کو پاتے ہین

کیون نہو عفو و کرم کا تیرے اوسکو آسرا
رہی تو امت مین تیرے محبوب کی کہلاتی ہین

یاد پڑتی ہے گنہگارونکو جب رحمت تری
دلسے سب خطرے عذاب گور کے مٹ جاتے ہین

قبر کی تنگی و تاریکی سے اونکو ڈر کہان
جو یہان حجرے مین بیٹھے ہین نہین گھبراتے ہین

مقطع
بندگی ہوئی کی ہمسے کچھ نہین ہوئی تراب
دعوے اوسکی بندگی کا کیا کرین شرماتے ہین

ردیف نون

مرے دل پر یہ داغ اوسنے دیے ہین
جو ہاتھ اپنے مین گلدستہ لیے ہین

کرے وہ آرزو سے ساغر عشق
پیالے زہر کے جسنے پیے ہین

کسطرح کہیے اوسکو بھلا سایۂ خدا
گر عدل و جود و مہر نہو بادشاہ مین

دنیا کی سلطنت کو سمجھتے ہین یون فقیر
تو شاہ کیسی ہے کوئی جیسے سپاہ مین

ہشیار میکدہ مین نہ پایا کسیکو آہ
بیخود کوئی نظر نہ پڑا خانقاہ مین

تقوی پر اپنے شیخ تجھے اسطرح ہے وثوق
فاسق کو جیسے ملتی ہے لذت گناہ مین

اک روز جا کے دیکھ خرابات کی تو بیٹھ
کب تک پھنسا رہیگا حشمت کی چاہ مین

عاشق کا حال یار کسی دن تو پوچھتا
تاثیر ہوتی کچھ بھی اگر اوسکی آہ مین

عرفان حق سے جسکی ہوئی ہے نظر بلند
ہفت آسمان پست ہین اوسکی نگاہ مین

یان کیون نہ ذکر یار ہمیشہ رہے تراب
کرتا ہون نفی غیر مین ہر لا الٰہ مین

کیا مجبور ہین ڈالین قفس کے پانوون مین زنجیرین
وہ مجنون ہی رہا ہرچند کین لیلی نے تدبیرین

نکالو یا رہائی دو فریادی بھی کہدو
زیادہ اس سے کیا ہونگی ترے عاشق کی تقصیرین

لبون پہ بھی کیا کہون یاد دہن کچھ بھی نہ پاتا ہون
وہ کہتا ہے مجھے تیری نہیں بھاتی ہین تقریرین

زبانی اوس سے کیا کہیے جو الفت لکھیے کیا لکھیے
نہ کچھ چلتی ہین تقریرین نہ کچھ بنتی ہین تحریرین

چمن مین آ کے جب گلبدن بند قبا کھولے
دوانی کیون نہون بلبل گریبان کیون نہ ہون تیرے

بغل مین دل لیے بیٹھے کہ مانی کا مرقع ہے
بھری ہین اوسمین رنگا رنگ کیا خوبونکی تصویرین

تو اپنے ہاتھ سے عاشق پہ گر اک وار مارا ہے
جنازہ بھی پر جلتی وسکے جا کر کہدی جا تکبیرین

اجل آئی ہے کسکی کون سکے جا چشم اوس سے
وہ ترک چشم کھینچے ہے جو دیکھی ننگی شمشیرین

مری خواب پریشان سنکے کل کہنے لگا یوسف
کوئی کہتا رہا کب تک سو خوابونکی تعبیرین

ولہ

گنج مخفی کا ہے ظہور عیاں
دیکھتا ہوں میں اوسکا نور عیاں

یار دار نی کہو جہاں جا ہو
ہے تجلی کوہ طور عیاں

ق

ہر جگہ مجھکو سوجھ پڑتا ہے
وہ پری چہرہ رشک حور عیاں

حال میرا کوئی خدا کے لیے
مست کرے یار کے حضور عیاں

ہے وہ عالی دماغ و نازک طبع
بلکہ سر تا قدم غرور عیاں

سن کے دم کھائیگا نہ بولے گا
ہوگا بیشیہ ایک دن فتور عیاں

یار تجھسے تراب کیون نہ رہے
عشق سے ہے خود ترا قصور عیاں

۵۳

ردیف نون

دام مین بلبل کو گلشن کی خبر ملتی نہین
گل کی خوشبو کیطرف باد سحر ملتی نہین

جسکی قسمت مین پڑا ہی عشق از روز ازل
راحت اوسکو این جہان مین عمر بھر ملتی نہین

الفت اوسکی کسطرح لسی او ٹھی کیا تجھے
اس مرض کی کوئی دوا ہے کارگر ملتی نہین

آ دکھاؤن تجھکو لڑیان آنسوؤنکی بے بہا
جوہری ایسی کہین سلک گہر ملتی نہین

لیلی و شیرین ہے کیا اوسکو کوئی تمثیل دے
حسن مین چہرہ سے کوئی شکل بشر ملتی نہین

اے غم ہجران تو کیون ہے دلمین عاشق کے نہان
کیا تجھے کوئی او جا ہے مختصر ملتی نہین

اوس شکر لب نے کہا کل مجھسے ناحق ترش ہو
کیا مری لب چھٹ تجھے کان شکر ملتی نہین

اہل دنیا کو نہو کیونکر تلاش سیم و زر
اونکو آسایش یہان بی سیم و زر ملتی نہین

اس زمانہ مین تو بی ہنر ونکو ہے دولت نصیب
کون کہتا ہے کہ روزی بی ہنر ملتی نہین

یار و غیرونکی طرف کسوقت ہو اوسکا خیال
یار سے فرصت جسے آٹھون پہر ملتی نہین

کیا بہادر ہین سپہ سالار ہین شمشیر جنگ
جنگو وقت جنگ تلوار و سپر ملتی نہین

نفس کی اصلاح سے کر ریاضت سے تراب
بے شکست نفس اتارہ ظفر ملتی نہین

جسکی زبان پر ہون صفات نام شیرین
اوسکے لب سے ہو صفت بخیر از کلام شیرین

فرہاد بیستون پر کیون جا کے سر پٹکتا
ہوتا اگر چہ اوسکو پالا لے بام شیرین

بیٹھے کبھی تو ہوتی تیشے کی دہار اوسکی
اکدن نہ کوہکن کو پہنچا سلام شیرین

انعام خوب دیتا منہ اوسکا چوم لیتا
قاصد سے گر وہ سنتا کچھ بھی پیام شیرین

کب زہر کا پیالا فرہاد نوش کرتا
خسرو اگر نہ پیتا ہنس ہنس کے جام شیرین

اوسنے مزہ نپایا شیرین کی چاہ مین کچھ
رکھا خدا نے اوسکو تشنہ کام شیرین

شیرین کی بندگی مین سے کیسے تراب کیا حرف
خسرو بھی ہوگیا تمہارا دل سے غلام شیرین

بیخود صفات یار شاطر ہین
ہم ہین اکدن سے بار خاطر ہین

جسطرح چاہو اوسطرح جی تو
ہم گنہگار عشق حاضر ہین

جسکو دیکھو سو ہوگیا مفتون
پیارے آنکھین تری تو ساحر ہین

گو چھپاتے ہین عشق اپنا ہم
پر تمہاری نظر مین ظاہر ہین

بیٹر رکھتی ہین اہل دین سے تراب
یار کی زلف سخت کافر ہین

بیقراری مین کٹے ہے راتدن
چین ہو کسطرح دل کو یاربن

ردیف نون

گہ میرے لب پہ شکوۂ غم ہی کبھی فغان
کہتا ہون بیکلی سے کبھی وائے کیا کرون

مضطر ہون بیقرار ہون بے اختیار ہون
دلتو گیا ہے ہجر سے گھبرائے کیا کرون

مجھکو تو کچھ نظر نہیں پڑتا سوائے یار
انکھون مین میرے یار گیا چھائے کیا کرون

اے شاہ حسن بہر خدا یجھن (؟) نہ کہہ
تجھ عاشق فقیر کی پروا سے کیا کرون

۹۱ اکبار آکے ملکے ترے جیمین بس گیا
بچھڑے تراب بس مین نہ آئے کیا کرون

وہ شاہ ہند متوجہ ادھر ہووے تو مین جانون
فقیر و نکی طرف اوسکی نظر ہووے تو مین جانون

کیا جسنے مجھے سودا ہی خوش اوسکو کیا پروا
کوئی اوسکے لیو ن پہ بے سر ہووے تو مین جانون

مین بیتاب ہوا ایدہر وہ ہنستا ہی کھڑا اودھر
وہ بیکر خشک لب پہ چشم تر ہووے تو مین جانون

مجھے تو رات دن اکپل نہین پڑتی ہی دس بن کل
کوئی بیچین یون شام و سحر ہووے تو مین جانون

مجھے یان سب نے جانا ہی کہ یہ اوسپر دوانا ہے
کوئی گم نام ایسا نامور ہووے تو مین جانون

وہ سب کے گھر مین جاتا ہے اجی تملاتا ہے
کیہان اسطرف اوسکا گذر ہووے تو مین جانون

۹۲ جب اوسکے جی مین شوق آوی مری بین سما جاوے
تراب اس لطف سی کوئی خبر ہووے تو مین جانون

کہون اوس سے کہین منہ چھپا کی بیٹھ رہون
نہ دیکھون اوسکے طرف سر جھکا کے بیٹھ رہون

وہ چھوڑتا نہین مجھکو پڑا ہی پیچھے مرے
بھلا مین اوسکے کہان جی چرا کے بیٹھ رہون

اوٹھائی کون مجھے دانسے جب بنگلا ہو
لگن مین شمع کی تن مین جلا کی بیٹھ رہون

عجب نہین کہ پھر اوسکا کسی سے دل لگے
کسی سے مین جو کہین دل لگا کے بیٹھ رہون

ردیف نون

[illegible] مین چین
[illegible] رہگذر مین چین

ولہ

[illegible]
سے جہان تاریک [illegible] دکھلائی [illegible]
اون [illegible] ٹوٹ درامن
[illegible] بات [illegible] پھر [illegible]
کون سنتا ہے [illegible] اب میرا سخن

کس سے ملنے کا کرون اقرار کسکا ہورہون
ہین مری طالب دیدار کسکا ہو رہون

چاہتا ہے ہر کوئی بس مین کرے اپنے مجھے
جاگسین ہین میرے تو کتنے یار کسکا ہو رہون

مثل بلبل میرے دامنگیر ہین عاشق ہزار
صورت گل ہین گلے کا ہار کسکا ہو رہون

حسن کا میرے تو یارو شور ہے آفاق مین
عشق سے مین شہرہ بازار کسکا ہو رہون

غم سے میرے مر گئے ہین سیکڑون مین کیا کرون
کسکی غمخواری کرون غمخوار کسکا ہو رہون

دوستو تم سب کے میرے لیے خانہ خراب
مین جو اپنا چھوڑ دون گھربار کسکا ہو رہون

۶۶ مجھسے ناخوش ہو کے تم حق سے رہو گے خوش تراب
آپ سے ہون مین اگر بیزار کسکا ہو رہون

کیون ستاتا ہے مجھے ہر بار کسکا ہو رہون
پہلے کسکو چھوڑ دون آخر کار کسکا ہو رہون

چھوڑ دے باطل کو پہلے پھر تو ہو واصل بحق
ہو کے مولائی نگہہ اے یار کسکا ہو رہون

کبتلک سوتا رہیگا جاگ انکھین کھول دیکھ
سوچ کر کہہ طالع بیدار کسکا ہو رہون

مین تو تیرا ہو گیا تو کیون نہین ہوتا مرا
پھر نہ کہنا یہ سخن زنہار کسکا ہو رہون

جب کہ تو میرا ہوا ہے اک جہان تیرا ہوا
کس سے کہتا ہے تو اے عیار کسکا ہو رہون

چپکے کیا کہتا ہے پیارے راز میرا کر کے فاش
رازدار و محرم اسرار کسکا ہو رہون

۶۷ دل لیا جسکا تراب اوسنے اوسی کا ہے وہ جان
ناحق اب کہتا ہے وہ دلدار کسکا ہو رہون

ہو جسے دلبرون کی بر مین چین
کب پڑے اوسکو اپنے گھر مین چین

جسکو ہر جگہہ سے ملے اک یار
اوسکو کیونکر نہو سفر مین چین

دیوان تراب

ردیف نون

[illegible]

ولہ

[illegible]

موم دل شمع کے مانند تجھے کون کہے
دمبدم منہہ سے نہین آہ کا نکلے ہے دھوان

جب سے اک مہر جبین مجھسے ہوا چشم دوچار
کون اوس آتشین کمھڑے کو نظر بھر دیکھے

شرم سے منہ پر جو دن رات رکھی ہے برقع

تو تو ہنستا ہے جو عشاق کے گھر جلتے ہین
آتش عشق سے عاشق کی جگر جلتے ہین

اشک گرم آنے لگے دیدۂ تر جلتے ہین
دور سے دیکھ جسے اہل نظر جلتے ہین

رشک سے اوسکی عبث شمس و قمر جلتے ہین

کسطرح شوخ پریچہرہ تراب اوسکو کہے
روبرو جسکے پریزادون کے پر جلتے ہین

گل بھی لگتا ہے خار آنکھون مین
کیا سمایا ہے یار آنکھون مین

منہ دکھا کر وہ چھپ گیا جب سے
آنسوؤن کا ہے تار آنکھون مین

تاک مین اوسکی کل سے میری نگاہ
پھرتی ہے بیقرار آنکھون مین

راہ اوسکی کہان تلک دیکھون
چبھتی ہے انتظار آنکھون مین

جلوہ گر ہو وہ شوخ پردہ نشین
پھر کہین ایک بار آنکھون مین

وہ تو رکھتا ہے قتل دل کے لیے
سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین

کون اوس سے لڑائے آنکھ تراب
جسنے باندھی کٹار آنکھون مین

ہوس ہے در پہ ترے صبح و شام ہوجاؤن
حضور مین ترے حاضر مدام ہوجاؤن

اگر خوشی سے مجھے ایکدن وہ یاد کرے
تو خوش ہون مین سید اشاد کام ہوجاؤن

جو یار مجھہ بھی کرے قدر و منزلت میری
تو عشقباز مین عالی مقام ہوجاؤن

ولہ

ردیف نون

مجھکو تیری جفا کی تاب نہیں | کیا کروں اس بلا کی تاب نہیں

تو روا دار ظلم ہے مجھکو | ستم نا روا کی تاب نہیں

ناتوانی کا زور کب ہے اتنا | تیری بانکی ادا کی تاب نہیں

غم سے جلتا ہوں کچھ نہیں کہتا | اس سے آگے رضا کی تاب نہیں

شوق میں دل کا حال پوچھ نہ کچھ | وعدۂ بیوفا کی تاب نہیں

ایسی وحشت ہی عشق میں اوسکو | صحبت آشنا کی تاب نہیں

کیا ملائم ہے یار کا کف دست | رنگ شوخ حنا کی تاب نہیں

ہے وہ نازک دماغ کیوں نہ کہے | مجھکو بوے صبا کی تاب نہیں

چشم بیمار کا ہے اوسکی یہ رنگ | سرمہ خوشنما کی تاب نہیں

بجلی ہے یا نگاہ چنچل ہے | شوخ پن سے حیا کی تاب نہیں

دل مرا محو یار ہے ایسا | خطرۂ ماسوا کی تاب نہیں

عشق نے دی ہے بسکہ استغنا | عرض اک مدعا کی تاب نہیں

کیوں نہ بیتاب ہو تراب کا دل
فرقت دلربا کی تاب نہیں

پہن کے سونے کی چوڑی ہاتھ میں | ہے وہ بھرپور کچھ اور ہی گھات میں

نگاہ کو بیچ تو چھوڑے باندھ کر | یہ صفت ہی برہمن کی ذات میں

وہ تو پورا ٹھگ ہے اوسکی بات کیا | جسکو چاہے لوٹ لے اک باتمیں

یا الٰہی وہ اک آباد ہو | ایسے بت بستے ہیں جس دیہات میں

اے ابر نکر نا تو گھمنڈ انکھو سے میری | برسو نمین بہا دُ تو مین اک پل مین بھا دُون
جسطرح خزان تونے کیا پھولون کو برباد | اک پھونک مین جون گرد تجھے کرکے اُڑا دُون
بے یار ہوئی گندہ بہار ابکی تو برسات | کب ہجر مین خوش آوے مجھے ساون بھادُون
یا آگے مری بر مین نہ کسطرح سے سو جاے | اتر ہی اوسے اپنی کہانی جو سنا دُون
ہو ٹھ اوسکی مٹھائی سے ہین بند الٰہی | دی یار نے گالی مجھے کیا اوسکو دعا دُون

شعر
رہتا ہے تراب اوسکا شب و روز تصور
کسطرح خیال اوسکا بھلا جی سے بھلا دُون

سخن ہیگا مرا قصہ و فسانے مین | مجھے بھی یاد کرینگے کسی زمانے مین
صنم کی یاد مین ایسا گیا وہ ہمکو بھول | یہ تذکرہ ہی مرا اپنے اوڑگانے مین
مین اوس نگاہ کی قربان جسنے دلکی پار لی | لگا ہے تیر صفائی سے کیا نشانے مین
ادب سے کیجو صبا اوسکی آستان بوسی | پڑی ہے خاک مری جسکے آستانے مین
تو اپنے ملنے کا مجھسے کرے ہے کیو عذر | مری تو عمر گئی کٹ اسی بہانے مین
دکھا دے ای شہ خوبان ذرا جمال اپنا | کمی نہو گی ترے حسن کے خزانے مین
نہ کیجے لالہ و گل سی چمن دہکتا ہے | لگی ہے اگ یہ بلبل کے آشیانے مین
کہو سنا وے مجھے خوب سا کرے ہے قصور | وہ حور کو جو ملے کچھ مرے ستانے مین

شعر
یہان وہ جسکے لیے آیا مین جانتا ہون تراب
کچھ اور ہی جان پڑا ابکی بار آنے مین

اوسے قرار ہو کیون کر کسی ٹھکانے مین | کہ بیقراری ہی غالب ترے دوانے مین

ولہ

برائے خدا اب تو ہو مہربان	کہانتک کریگا مرا امتحان
صنم چھیڑ نہ مجھسے دغا کیجیو	مرے اور ترے ہے خدا درمیان
جلے اوس پہ پروسی ہم ملکے خوب	ملے یار سے کیا دیا اوسپہ جان
پرے اوس پری سے مین کیونکر رہون	یہی ہے زمین اور یہی آسمان
کسی سے نہ باقی رہا ہمکو انس	محبت کا آخر یہی ہے نشان
مین کہتا ہون اوس بت کی سج دھج کو دیکھ	نہ ہندو بچہ ہے کہ بانکا پٹھان
نہ لینا مرا نام قاصد وہان	وہ فی الفور کاٹے گا تیری زبان
کہانی کہے چھیڑ نہ مجنون کی تو	سنے قصہ گو گر مرا داستان

مرا دل وہان جاکے اٹکا تراب
جہان تھا کسیکا نہ وہم گمان

جو کہتا ہے دل ہم کسیکا نہین	رہے خوش اوسے غم کسیکا نہین
کیے قتل اوسنے تو کتنے یہان	اوسے رنج و ماتم کسیکا نہین
لگائے ہین تونے بہت دلپہ زخم	ترے ہاتھ مرہم کسیکا نہین
خم زلف کافر کی بل جائیے	کہ ایسا خم و چم کسیکا نہین
بھرون کیا مین اوسکی محبت کا دم	وہ دمساز و ہمدم کسیکا نہین
اوسے کون ہمراز اپنا کرے	جو ہمراز و محرم کسیکا نہین
نہو سست کیون دمبدم تار عمر	یہ رشتہ تو محکم کسیکا نہین
جو عالم ترے عشق کا ہے تراب	یہان تو وہ عالم کسیکا نہین

ردیف نون

اب ہین سب سے چھپے او رسب نظر مین ہین
کیا دریچون مین لگا ئی ہین تو نے جالیان

سب ہی ہین حلقہ بگوش اوسکے ہین مجھ اک ہین
تھہر مین آفت ہین یہان کا نو نکی اوسکے بالیان

یون نظر پڑتی ہین مجھے فانوسین جلیسے شمع
کون جاتی ہین چڑھی تجھ پر بیپردہ والیان

اوسکی مجلس کا رویہ ہی ہوا کچھ اور اب
ہم سمجھتے ہین یہ قیبونکی یہ سب بدچالیان

درد و غم آہ و فغان جور فراق و شوق وصل
حق نے حصے مین یہ کیا کیا بلائین ڈالیان

تو بھی ہی داغ لبی وہ نہین ہوتا خبر
تب مین لالے کی بتالا نا ہون وسکو ڈالیان

مرغ بازی کا ہوا ہی شوق جب سے یار کو
سب نے پالے مرغ ہین گھر گھر بنی ہین پالیان

۵۸
چاہے وہ برگ حنا ہو چاہے ہو وے خاک رہ
دل لگی قسمت مین تراب اپنے تو پڑین پالیان

ردیف نون

دیوان دوم تراب

اوس گلبدن کے آگے ہر وقت نالہ زن ہون
فصلت ہی یہی ہے مین بلبل چمن ہون

کوئی عاشقی مین مجھکو سمجھے نہ طفل مکتب
مجنون کا پیر ہون مین استاد کوہکن ہون

وحشت نے جب سے گھیرا نہین کیا بسیرا
صحرا ہی ملک میرا مجنون کا ہموطن ہون

دیدار کا ہون خواہان دلدار کا ہون بان
فارغ ز حور و غلمان وارستہ از عدن ہون

کوئی رحم مجھ پہ کھا کے اس جنجال سے چھڑائے
قید صب اسیر زلف و گیسوی پرشکن ہون

ناحق مجھے جلا کر کہتا ہے وہ ستمگر
کوئی لگ چلے نہ مجھ سے مین شمع انجمن ہون

بے یار زندگی ہی عاشق کی سخت دشوار
کیونکر جیون مین اوس بن جان ہے مین تن ہون

سی ہی وہ ترحم کرتا نہین تکلم
اوس غنچہ لب کے منہ سے مشتاق اک سخن ہون

میر طرف سی کیون تو جاتا ہے راہ کترا
بدظن نہ مجھ سے ہو تو ٹھگ ہون نہ راہزن ہون

وصل کی رات بات مین کٹ جاے	کاٹے کٹتا نہین فراق کا دن
جیتے سے دل مین ہے طپش غم کی	کیسے ساون مین چین ہو تجھ بن
دیکھنا اے طبیب نبض مری	عشق ہے دل مین یا تپ مزمن
معرفت مصدر انا الحق ہے	کوے عارف سے وادی ایمن
مہر جو مہ جبین کسی پہ کرے	اوسکو کہیے حسین یا محسن
ہجر کا زخم کھاے اف نکرے	عشق مین صبر ہے بہت ہی کٹھن

۵۳ زلف و عارض کا حال دیکھ تراب
کھل گیا حسن کا فرد مومن

وہ گل آیا نہین کیا بوستان مین	کہ بلبل دم بخود ہے آشیان مین
جگر بلبل کا ہے داغوں سے گلزار	حکایت ہے یہی ہر گلستان مین
ترے ہاتھوں سے گل کھائے ہین اوسنے	کہ گلدستہ ہے دست باغبان مین
فنا کی سیر جسکو دیکھنا ہو	تماشا باغ کا دیکھے خزان مین
اسے نام و نشان کی اپنی کیا فکر	جو گم رہتا ہو فکر بے نشان مین
جہان سے کچھ نہو جسکو تعلق	نہ دیکھا ہے کوئی ایسا جہان مین

۵۶ تراب اوسکو نہ باہر آپ سے دیکھ
نہ آئے جو ترے وہم و گمان مین

یہ کہتا ہے جرس اپنی زبان مین	مسافر ہین سبھی اس کاروان مین
کیا بہتون نے دعوی عاشقی کا	نہ ٹھہرا ایک اوسکے امتحان مین

وله

زلف مسلسل اوسکی ہے زنجیر عاشقان

ردیف نون

آپہی عاشق ہون آپ ہی معشوق — آپہی درد آپ ہی دوا ہون مین

آپہی ہون قیس خستہ و دلریش — آپہی لیلی دلربا ہون مین

ق

کھول کے آنکھ کرکے صاف نگاہ — دیکھ کیسا بنا ٹھنا ہون مین

غمزہ ہون عشوہ ہون کرشمہ ہون — جلوہ ہون ناز ہون ادا ہون مین

لطف ہون مہر ہون کرم ہون تمام — قہر ہون جور ہون جفا ہون مین

ہے جمال و جلال میری شان — گرچہ دونون سے ماورا ہون مین

جسکو مین چاہون وہ مجھے چاہے — غیر ہے کون جسکو چاہون مین

کوئی میرے سوا نہین موجود — عرش ہون فرش ہون سما ہون مین

مجھسے سب مانگتے ہین اپنی مراد — سب کا مقصود و مدعا ہون مین

۹۲

ہون بری وہم و فہم سے تیرے
کیا بتاؤن تراب کیا ہون مین

کیا مسلمان پارسا ہون مین — اک برہمن کا آشنا ہون مین

اوسکی زنجیر زلف دیکھتے ہی — کیسا دیوانہ بن گیا ہون مین

ہاتھ آئی کبھی نہ زلف سیاہ — تیرہ بختی سے نارسا ہون مین

ق

بر مین اوس شوخ کے گذر سے کہان — بیحیائی سے وان پڑا ہون مین

کوئی سنتا نہین کہون کس سے — ایک مدت سے کہہ رہا ہون مین

گھر سے باہر نکل کے دیکھ ذرا — کب سے یان منتظر کھڑا ہون مین

اوسکو پروا نہین کسیکی تراب — ناحق اوسپر بہت فدا ہون مین

ردیف نون

ولہ

ابھی باقی ہے جان بسمل مین

جہان مین نہ دیکھون اگر حق کا جلوہ	تو بالفرض اہل نظر ہون تو کیا ہون
ہوا عشق مین کھل گیا خوب پردہ	فقیر لباسی اگر ہون تو کیا ہون
عبث ہے مرا کوئی مشتاق صحبت	جو نارہ و بے اثر ہون تو کیا ہون
پر و بال ہوتے تو کرتا مین پرواز	نہین مرغ بے بال و پر ہون تو کیا ہون
جو پامال کرتا ہو آنسو کو میرے	مین اوسکے لیے چشم تر ہون تو کیا ہون
نہین جسکو فرصت رقیبون سے اکدم	مین اوس سے کبھی ہم سفر ہون تو کیا ہون
جو خود مستعد ہے مری رہزنی پر	بھلا اوسکا مین راہبر ہون تو کیا ہون

تراب اوسکی الفت نے کھو دی مشیخت
جو یار برہمن پسر ہون تو کیا ہون ۹۶

ردیف نون

نہ مجھکو جنون ہے نہ آسیب جن	مین بیحال ہون اک پریزاد بن
لبھاتا ہے وہ سرو قامت مجھے	جب آتا ہے پوشاک دھانی پہن
دم سرد بھرکے وہ جل بجھ گیا	لگی دل مین جسکے برہ کی اگن
نکر زاہدا فکر روز شمار	ادھر آ مری ہجر کے روز گن
پنوچھو وہ جانان کے آنیکا حال	برس بعد آیا رہا آٹھ دن
غضب ہے نہ اے ابر رحمت برس	یہ بارش مین ہے اوسکا آنا کٹھن

تراب اوسکے قول و قسم پر نجا
مین اوس بیوفا سے نہین مطمئن ۹۷

مجھے کھونے ڈالا اشکبار یسے خرابی مین	ادھر گنگا ادھر جمنا پڑا ہون کیا دوابے مین

ولہ

ولہ

وہ اب چاہے آئے نہ آئے یہان	گئے اوسکے صاحب سلامت کے دن
خجل ہوگا وعدہ خلافی سے خوب	چلے آتے ہین اب ندامت کے دن
پھر آیا تو کیا جب نہ باقی رہے	وہ رعنائی قد وقامت کے دن
ہمین دوستو اب تم سمجھ کہو	نہین ہجر مین یہ ملامت کے دن

تراب اوسکے خاطر یہ پھر در بدر
کہ پیری مین ہین استقامت کے دن

ایضا

نہین سہونگا یہ پیغام دلبری کا مین	قصور مند ہون تیرا گھڑی گھڑی کا مین
حضور چاہیے بندے کو اپنے مولی کا	ہون شکوہ مند تری غیر حاضری کا مین
نہ کہہ تو مجھسے مری پرورش کرو ہر حال	اجارہ دار ہون کیا بندہ پروری کا مین
نہین پڑی کبھی قسمت سے ایک بھی تدبیر	کیا تھا جد بہت تیری بہتری کا مین
مجھے تو عشق مین مدت کے بعد ہوش آیا	پھر اب دوانہ ہونگا کسی پری کا مین
تو بر مین اوسکے جا بیٹھ چھوڑ بند قبا	کہ آشنا نہین معشوق ہر دری کا مین
مین مالدار نہین مجھسے کیا سمجھ کے ملا	کمال رکھتا ہون کہنے کو رہبری کا مین
تو مانے موتیون کے جوہری چونسے لے	کرون ہون لعل کروڑا اشک کی لڑی کا مین
تو پھر سے مری چمکے گا کسقدر اے ماہ	حقیر ذرہ ہون خورشید خاوری کا مین
پرکھ سے ہیرے یہ جوہر ترے کھلے جگ مین	چمک نہ لعل کہ ہون یار جوہری کا مین

تراب چاہیے سو آزاد مرد مجھکو کہے
غلام ہون قد سرو صنوبری کا مین

ولہ

ردیف نون

ردیف نون

ترک چشم مست کا ماتا ہون مین	محتسب کو آنکھ دکھلاتا ہون مین
عشق نے دل کو دوانہ کر دیا	عقل پر ناصح کی جھنجھلاتا ہون مین
جسنے مجھسے کل کہا تھا یانسی جا	آج پھر اوسکی طرف جاتا ہون مین
قیس مجھسے بڑھ چلی وحشت مین کیا	راہ صحرا اوسکو بتلاتا ہون مین
دل لگی ہو کسطرح غیرون کے ساتھ	صحبت یار دنی گھبراتا ہون مین
کیون نہو بے یار مجھکو بیکلی	رنج سے جون پھول مرجھاتا ہون مین
اسطرح میٹھا کھاتا کوہکن	جسطرح شیرین کا غم کھاتا ہون مین
شیخ اپنے زہد پر نازان ہے تو	اپنے تقوے سے تو شرماتا ہون مین
مجھکو مستی و خودی سے کیا خبر	نیستی کے شہر سے آتا ہون مین
کیا ہوا ظاہر مین آنکھا نہیں	فارغ البال اپکو پاتا ہون مین

۱۰۵

کیا مزہ کیا ذوق ہوتا ہے تراب
دل مین اوسکا دھیان جب لاتا ہون مین

گل یون پھنسا ہے اپنے ظہور و وجود مین	جسطرح مل ہو جام و سبو کی قیود مین
ہر رنگ جلوہ گر ہے عجب رنگ رنگ سے	کیا فرق کر رہا ہے تو زر دکبود مین
صورت مین تفرقہ ہے حقیقت مین کچھ نہین	سید صاحبی قدر وہی ہے جو خم ہے سجود مین
صورت مین جسطرح سے حقیقت کا جوش ہے	خود بحر موج دیکھے ہوا ہے نمود مین

کوئی دوسرا ہو جس سے کہی غیریت کی بات
اک یار ہے تراب کی دید و شہود مین

وہ تو گھر جا کے عیش کرنے لگا	ہم یہان غم سے جان کھوتے ہین
وہ ہی خوش ہین جو اپنے یار کے ساتھ	رات و دن جاگتے او سوتے ہین
کسطرح اوسکو اپنے بس مین کرون	کہین معشوق بس مین ہوتے ہین

۱۰۹ — ہے یہ مشکل تراب پیر سے کہہ
وے تو مشکلکشا کے پوتے ہین

کوئی مار سیہ کے مارے ہین	ہم ڈسے زلف کے تمھارے ہین
آشنا ہی نہین کسیکا وہ	سے کہتے کیا آشنا ہمارے ہین
دلبرونکو خدا رکھے جیتا	ہم تو دل انکے ہاتھ ہارے ہین
دل کو جب چاہین صید کر ڈالین	دیکھتے ناحق استخارے ہین
جلوہ گر ہو چمن مین اوسنے بہت	پیرہن گل کے چیرے پھاڑے ہین
اوسکو کیا کہتے خانہ آبادان	اوسنے گھر سیکڑون اوجاڑے ہین
حکمت العین سے نہین خالی	شوخ چشمون کے جو اشارے ہین
کیون نہ عاشق ادھر اودھر دیکھین	ہر طرف یار کے نظارے ہین

۱۱۱ — ہم تو ہر شے مین دیکھتے ہین تراب
جلوہ گر وہی لال پیارے ہین

نہو گی ایسی بو سے خوش چمن مین	جو اوس گلفام کے ہے پیرہن مین
عجب ہے رنگ و روپ اوس سیم تن کا	کہان ہے یہ چمک حور عدن مین
تڑپتا ہون مین جو ماہی بے آب	چھپا ہے جب سے وہ مچھلی بھون مین

ولہ

ردیف واو

ردیف واو

اک ذات ہے بیرنگ کہ جسکے ہین سب رنگ
ہین پاس شریعت کے نہین کہتا ہون یہ حرف
صورت ہین گدا معنی مین شاہ ہین بیشک
فانی کسے کہتے ہین فنا ہوتی ہی کیا چیز

مقبول کوئی ہے کوئی مردود ہی یارو
ساجد ہے وہی ایک جو مسجود ہی یارو
کہتے ہو ایاز اوسکو تو محمود ہے یارو
نابود وہ کب ہوگا جو بے بود ہی یارو

رہتا ہے تراب اوس ہی کے کوچے مین ہمیشہ
اوسکی تو یہے منزل مقصود ہی یارو

بس کرو اب نہ میرا حال کہو
پند نے آپ سے کے رولا مارا
کون کافر کو زندگی بھاوے
قتل سے دل کے کیون مکرتا ہے

یار سنتا نہین ہے چپکے رہو
جاؤ واعظ کسیطرح سے بہو
اے صنم گر تو ہمکنار نہ ہو
آستین مین ترے بھرا ہی لہو

عاشقی کا یہی مزا ہے تراب
جو بلا آوے عشق مین سو سہو

کاش دنیا مین کسی سے کوئی مانوس نہو
جسکی ہے وضع خرابی اوس ہی کے خاطر عذاب
خالی حکمت سے تو ہوتا ہی نہین فعل حکیم
گرچہ بندہ ہی گنہگار خدا ہے غفار
رنگ پر لیجے وہ ذرات ہین قطرہ کتان
ایسی یار کو ہے پردہ نشینی سی ہوس

تو جدا ئیمین کسیکے غم و افسوس نہو
جا دے دوزخ مین جو کوئی لائق فردوس نہو
جسکو ہو جاوے جنون کیسے وہ محبوس نہو
رحمت حق سے کسی حال مین مایوس نہو
اسقدر پانو نسے بد رنگ جو ملاوس نہو
شمع کو خوف ہوا کا ہی جو فانوس نہو

ردیف واو

وہ مسیحا دم اگر ہجرت کو جانی ناروا — موت کا پھر تو جہانسی نام ہی نایاب ہو
رات دن رہتا ہی ہکو وصل کا اوسکی خیال — کونسی صورت ہو دیکھوں کونسا اسباب ہو
کیا تعجب ہے کہ سر جھکا دی طاق مسجد پر وہ شیخ — جسکے آگے ابروی خمدار کی محراب ہو
پھر تسکین کب اپنے کیجے آرے ہے — جب تری عاشق کو حاجت شربت عناب ہو

شمع کافوری جلاؤن مین تو مسجد مین تراب
وہ بت اک شب بھی جو شمع مجلس احباب ہو

نشان اوسکا کسی سے کب بیان ہو — وہی پاوے نشان جو بی نشان ہو
منزہ وہ تو ہے کون و مکان سے — مکان اوسکا کہان جو لامکان ہو
کوئی جا گر نہین پر اوس سے خالی — زمین ہو عرش ہو یا آسمان ہو
سوا اوسکے نہین کوئی جہان مین — تلاش اوسکی کرو یار دو جہان ہو
ٹھکانا اوسکا مین کیونکر بتاؤن — خدا جانے وہ ہرجائی کہان ہو
غنیمت ہے ملاقات آج اوسکی — خدا معلوم پھر کب ہو کہان ہو

تراب اوستاد سے معلوم کرلو
طریق معرفت گر قدر دان ہو

دیدہ و دل سے ہی اوسکے جلوخانے دو — خوب اک شمع سے روشن ہوے کاشانے دو
دلسے آرام گیا سر سے گئی عقل تمام — عشق نے آنکے ہی لوٹ لیے چھاتے دو
کبھی میدان مین رہتا ہون کبھی جنگل مین — اے جنون تو نے دکھائے مجھے ویرانے دو
سہم ہوا بر سے مرے رام ہوا دلبر کا — اک بھلی مجھسے برائی دل شیدائی دو

ردیف واو

دیوان تراب

ولہ

جسکو بالش نہ بستر ہو بیہان چاہیے جی	ڈھیلے دھر پیچھو دس مرد کی سرہانے دو
غصہ و غم کے سوا اور ہی کیا اوسکی غذا	ہین غیر یونکے نصیبے مین یہ کہانے دو
گدڑی اور کملی نے فقرا کا کیا پردہ فاش	ہی فقیر ان لباسی کو بھی بانے دو

مقطع
دست سع اوسکو کری کون تصرف سی تراب
پھیر گئے ہاتھ سے جسکے ابھی بہانے دو

پہچانے ولی کو وہی جو آپ ولی ہو	پنہان کو عیان دیکھے اگر آنکھ کھلی ہو
جو تمکو بھولاتا نہین تم اوسکو نہ بھولو	نت یاد کرو اوسکی خفی ہو کہ جلی ہو
بیچارہ وہ کب قبر کے ضغطے سی بچا ہین	خلوت سی جسے کیفیت اکدن نہ ملی ہو
گر صورت مجنون نہ ہی قیس کے مانند	کسطرح سے نکلے کوئی لیلی کی گلی ہو
چاہے کوئی خوش ہو کہ برا مانے الٰہی	منھہ سی مری نکلی وہی جو بات بھلی ہو
شاید نہ کھلے بی ادبون پر کبھی وہ بات	پیرونکی توجہ سی جو کچھ ہم پہ کھلی ہو
کہدیجیو یہ بات اوسے سمجھائیو اوسکو	ق یارون سی ہماری جو سعید ازلی ہو
دنیا مین سدا رہنے کو آیا نہین کوئی	لاحق ہے اجل سبکو نبی ہو کہ علی ہو

مقطع
کہتا ہون تراب اوسکو مین صاحب اقبال
جگ مین جو کوئی پیر کا مقبول ولی ہو

تلخی جفا عاشق لاچار سے پوچھو	وصلت کا مزہ تشنۂ دیدار سے پوچھو
بڑھی سے کوئی پوچھے جوانی کی فضیلت	صحت کی قدر جا کسی بیمار سے پوچھو
کیا پوچھتے ہو حال مرا عشق مین مجھسے	روداد مری کیون نہ اوسی یار سے پوچھو

دل و دین ہوش اور تسکین یہ چارو		کئی کیا مفت اک چتون پہ اوسکے
نہ کھاؤ سر مرا جاؤ سدھارو		زیادہ گفتگو واعظ کرو مت

۱۴
سدا کس پر رہی ہے مشکل ہجر
ترابؔ اتنا ابھی سے جی نہ ہارو

طاقت نالہ اب کہاں ہمکو		کر دیا غم نے ناتوان ہمکو
کون پہونچا دے اب وہان ہمکو		آہ ہم ہوگئے نپٹ ناز ور
یہ تو ہرگز نہین گمان ہمکو		اپنے وعدے پہ تو کسی سے ملے
نہین بھاتا کوئی مکان ہمکو		اوسکے گھر جیت ارم ہو یا فردوس
کرلے گرچاہے امتحان ہمکو		ہم جفا سے تری نچھوڑین وفا
منع کرتا ہے باغبان ہمکو	ق	کسلیے باغ کے تماشے سے
پھر نہ دیکھے گا کوئی یان ہمکو		جبتلک گل ہے تب تلک ہم مین
دے چلے خوب یہ نشان ہمکو		اوسنے اوسنے لگایا دلپر داغ

۱۵
پاس خوبون کے بیٹھنے سے ترابؔ
رند جانے ہے اک جہان ہمکو

صبح کہین شتاب ہو دیکھیے آفتاب کو		رات اسی خیال مین بھول گیا مین خواب کو
منہ کو ذرا دکھا دے ہان کھول دے تک نقاب کو		ہمکو تو آشنا ہی مہر ہے تو کہ ماہ ہے
کون تھا مانع قاصد! خط کا مرے جواب کو		شرم سے گر وہ چپ رہے اور نہ زبانی کچھ کہا
کیون نہ کہون بھلا برا اپنے دل خراب کو		زلف مین کیا لبھا دیا دام مین جی پھنسا دیا

مشکل ہے بجز دیدۂ حیران سے یارو
عاشق کی رسوائی و بدنامی کا دکھانا
ذرات او کہین ہونا نہین آسان ہے یارو
جس طرف او سیطرف [illegible]

بھلا وہ کیون نہو اپنے گناہ پر نازان
شفیع جسکا بروز جزا محمد ہو

تراب یار سے مت بیحجاب کر باتین
مجھے یہ ڈر ہے کسیکا نہ تو زبان زد ہو ۱۸

چاہیے بیمار کو ہر دم خدا کی یاد ہو
مرد غافل اوسکو کہیے جسکو یہ طول امل
اسطرح ہر وقت ملک الموت کا رکھو خیال
گل کے آگے کرسی ہین بلبلین کیا شور و غل
جسقدر ہوبے تعلق اوسقدر آرام ہے
دشمنون کو بددعا ہرگز نہ دو اے دوستو
راہ چل سکتا نہین سیدھی کوئی بے راہبر
خود مصوّر ہی وہی اوسکا تصوّر چاہیے

وقت آپہونچا سفر کا پاس کچھ توشہ زاد ہو
الامان غفلت مین جسکی عمر سب برباد ہو
سر پہ مجرم کے کھڑا جیسے کہین جلاد ہو
چھپے اوڑ جائین کہین جب سامنے صیاد ہو
دل لگانا ہی برا مجنون ہو یا فرہاد ہو
جو کسیکا گھر اوجاڑے گھر اوسی آباد ہو
پیر ہو ظاہر مین یا باطن مین کوئی استاد ہو
کام آئیگا یہی بانی ہو یا بہزاد ہو

ایکدن تو مہربانی سے کیجیے ہمپر تراب
ہم تو جا نصیب مین ترے ہی مین جو ارشاد ہو ۱۹

رخ اوسکا ماہ تابان ہے وجاہت ہو تو ایسی ہو
وہ سیمتن ہے پہ چہرہ کیا حسن ملاحت ہے
اگر وہ پان چبائے تو چہرہ لال ہو جاے
پیالہ مے کا چلتا ہو بغل مین یار بیٹھا ہو
کہا جب اس نے جان اپنا تو نیند آئی لگا سونے

مین صدقے اوسکی صورت پر جو صورت ہو تو ایسی ہو
صباحت ہو تو ایسی ہو ملاحت ہو تو ایسی ہو
برنہین نازنینون کی نزاکت ہو تو ایسی ہو
جو محفل ہو تو ایسی ہو جو صحبت ہو تو ایسی ہو
کہانی ہو تو ایسی ہو حکایت ہو تو ایسی ہو

ردیف واو

دیوان میر تراب

ولہ

۲۲	**تراب** اوسپر اثر کیا ہو کسی کا جادو اور ٹونا پڑی جسکے گلے مین تیرے تعویذونکی ہیکل ہو	

آرام نہین جہان نے ہمکو
ہمدرد نے نہین کسیکے بدخواہ
غیبت سے رقیب کی نہین خوف
یکبار گی کردیا چمن صاف
بلبل کیطرح بدولت گل
حاسد ہین عبث رقیب سفلے
کیون در پہ کسیکے جایئے ہم
کوئی نام و نشان کا ہمسے ست لے

کچھ کام نہین وہان نے ہمکو
جلنا ہے سوکہے زبان نے ہمکو
ڈرتا ہے اوسی بدگمان نے ہمکو
رنجش نہو کیون خزان نے ہمکو
الفت ہوئی باغبان نے ہمکو
دولت تو ہے آسمان نے ہمکو
کیا کام کسیکے ہان سے ہمکو
ہے سابقہ بے نشان نے ہمکو

۲۳	ہم دل سے **تراب** ہین قلندر آزادی ہے اک جہان نے ہمکو	

کون چیز اچھی ہے پھر آماہ اقادون تجھکو
عشق مین جی نہ تو دی جان کا خواہان مت ہو
تیری دشنام کی عاشق کو ہوس رہتی ہے
کچھ مجھے تیری سوا یاد نہین پڑتا ہے
مرد وارستہ کو نین سے کیا کہتا ہے
شیخ تو حاجیو نسے پوچھ رہ بیت اللہ

ایکدل تھا سو دیا اور مین کیا دون تجھکو
عاشقی جی سے ہی جی کیسے بھلادون تجھکو
تو نے گالی دی مجھے کیون نہ دعا دون تجھکو
یاد کسکی کرون کسطرح بھلادون تجھکو
چاہون تو زلف کی پھندے مین پھنسا دون تجھکو
یار کے گھر کی تو مین راہ بتا دون تجھکو

ولہ

دیوان بیان

ردیف واؤ

نفس و شیطان کی فضا
جسطرح احوال بندی کی خدا آگاہ ہو
پیرزادے سے زیادہ کون عالیجاہ ہو
وصفات و ذات سے آگاہی فنا فی اللہ ہو

بیٹھ جاوے پانون پھیلا کی وہ سلطان کیطرف	زر سے جون درویش کا دست طمع کوتاہ ہو
نامرادی کی سوا کچھ اور ہم خواہان نہین	یہ مراد اپنی حصول ایکاش خاطر خواہ ہو

۲۶ چاہیے کچھ ہو یا نہوئے دین و دنیا سے تراب
مرتے جیتے ہمدم اپنا اللہ ہی اللہ رہو

یار و دشمن کی بدی ہرچند دیکھو تو چپ رہو	عیب اوسکو کرنے دو تم کچھ نہو تو چپ رہو
راہ چلتے تم پہ گر چھینٹین سخن ڈالے کوئی	فورا اپنے گھر پہ آؤ داغ دھو تو چپ رہو
لکھ لے جو چاہے مخالف حرف نامون مین	سنکے دلکو صبر کی میزان پہ تولو چپ رہو
خاک ڈالو جو بری ہے مت ظاہر کرو	جانے دو دیکھے کسی کا مت ٹٹولو چپ رہو

۲۷ گر چمن مین باغبان تمکو نجانے دے تراب
باز او دور سے پھولون کی بو لو چپ رہو

اب تو وہ دلفریب سے کام پڑا جو ہو سو ہو	حسن پر اوسکی نقد دل صدقے کیا جو ہو سو ہو
ہوتی ہی اوسکے چار چشم لگ گئی سیدھی ٹکٹکی	جلوہ تو اوسکا آنکھ مین چھا پڑ گیا جو ہو سو ہو
ہمکو اوسی سے کام ہے دل مین وہی تو ہے تمام	ہونٹھون پہ جسکا نام ہے ورد سدا جو ہو سو ہو
ناصحو تم نہ کچھ کہو دیکھ سمجھکے چپ رہو	عشق کا زخم دلپہ تو کاری لگا جو ہو سو ہو
ہونا تھا سو تو ہو گیا ہوگا وہی جو ہونا ہے	پوچھو نکچھ دوانون سے بکتے ہو کیا جو ہو سو ہو
نشہ کا ہے عجب مزا محتسب آ تو جا کہیا	پیتے ہین می جو برملا کہتے ہین برملا جو ہو سو ہو

یار نے دی ہین شراب پیکے ہوئے ہین ہم خراب
چاہو بھلا کہو تراب چاہو برا جو ہو سو ہو

شیفتہ ہون مین ترے ناز و ادا کا ہر طرح | جسطرح چاہو نبھاؤ اپنی طرحداری کرو

یار کا رخ پاک زلفین کیون و الگ رہی ہین | صد سے حکم اگیا اسکی گرفتاری کرو

گر تمہین منظور ہے منہ آرسی مین دیکھنا | دل مرا حاضر ہے او اسکی خریداری کرو

اے صنم اللہ کا گھر ہے مسلمانو کا دل | مت خدا کیواسطے میری دل آزاری کرو

آہ سے مظلوم کی ہوتی ہے جنبش عرش کو | الاماں اے ظالمو ترک ستمکاری کرو

مت کہو عارض کی خوبی زلف مین ذکر ہے | اے مسلمانو نہ کافر کی طرفداری کرو

عاشقی مین راحت و آرام مشکل ہے تراب | دلبری نت غمگین ہوا آنکھونسے خونباری کرو

دیوان تراب

ردیف دال

دوستو یا مجھے اوس شوخ کے گھر جانے دو | یا مری حال پہ چھوڑو مجھے مر جانے دو

یار روٹھا دکو اسی وقت سحر جانے دو | رات آخر ہوئی مہتاب کو گھر جانے دو

ڈرتے ہو کس لیے طوفان نہین آنیکا | اوسکے در تک مجھے با دیدۂ تر جانے دو

کیا ہوا اوسنے نکالا مین گیا ہون سو بار | یار ایکبار مجھے پھر تو ادھر جانے دو

خون سی ہاتھ تو رنگین ہے قاتل کا تمام | قتل سے دلکی مکرتا ہے مکر جانے دو

رہزنو مار نہ قاصد کو مرے رحم کرو | یار تک کچھ تو بھلا میری خبر جانے دو

خوبرو تو نہین عشاق سے رکھتے ہین بناؤ | عشق مین جسکی بگڑ جاے بگڑ جانے دو

کل کہا یار سے اک یار نے اوسکے یہ سخن | سیدھی عاشق سے رہو ترچھی نظر جانے دو

عشق مین ہے جو کوئی اوسکی تشفی بہتر | آستین اشک سے بھر جا تو بھر جانے دو

تب تو شرما کے کہا آنکھ جھکا کر اوسنے | اسکا جی چاہ کر و بار دگر جانے دو

صبر و تسلیم و رضا چاہیے تمکو بھی تراب | ہجر کا غم نکرو آٹھو پہر جانے دو

ردیف واو

پیارے سے ہمکو دلکو جادوگری سے لو
الفت سے لو پیار سے لو دلبری سے لو

نذرانہ منہ دکھائی کا صبر و قرار و ہوش
جب یون زہرہ و قمر و مشتری سے لو

دیگر بیدیونسی ہو دل کے واسطے
گر جی سے دی تو دیوین تم زر دادیسی لو

اکدل تو مجھسے لیگئے اور اب ملے کہان
جسنے کہا ہو تمسے اوسی مفتری سے لو

یار سے جو مانگتا ہون مین وصل تنگ سے
کہتا ہے ہنسکے جا کسی حور و پری سے لو

جام شراب ہاتھ مین لیکر وہ منبچا
چھیڑے ہے محتسب کو کہ تم بھی ذری سی لو

٣٥ باہر نہین ہے دل سے تمہاری تراب کچھ
جو رنگ چاہو سو دل نیلوفری سے لو

بلبلونسے کہتے ہین بادِ بہاران دیکھ لو
چند روزہ ہے بہار گلعذاران دیکھ لو

اشک تھمتے وہ مراتب جا ٹھہر ذرا
بوندیان پڑتی ہین ہجا دیہ باران دیکھ لو

بیٹھے ہین عاشق تری کوچے سے جو نقش پا
ملگئے ہین خاک مین وہ خاکساران دیکھ لو

کہتے ہین میخوار اب ہے مست کر و منع شراب
محتسب الکبر ہم تو سیر بادہ خواران دیکھ لو

٣٦ کون ہو الائش دنیا سے تر دامن تراب
رہتے ہین وامن او ٹھاے ہمتو یاران دیکھ لو

جو او ٹھائی یان رخ دل سے نقاب آرزو
بے تکلف ہو وہان وہ کامیاب آرزو

مبتذل کا ہیکو پھرتے اہل دنیا دربدر
گر نکرتا نفس شوم اونکو خراب آرزو

کیا ہوا حرص سے ہی موج زن دریائے نفس
او ٹھتے ہین اس بحر مین کیا کیا حباب آرزو

کس طرح چھلکے نہ کیونکر لب سے پنبہ حسنک
شیشۂ دل ہے جو لبریز شراب آرزو

گر تمہاری ہاتھ سے اک گل نہ ہاتھ آیا مجھے	دستۂ گل تم مرے ہاتھون سے ای گلفام لو
خال ہند و زلف کا فرمایا دل ہی تنگ ہین	چاہیے ہندوستان پھر ادجار یہ ہشام لو
عشق مین ہرگز سلوک راہ حق ممکن نہین	شیخ جی تم عشق اوسکا ہمسے قرض و وام لو
اشک کی طوفان سے صدمہ کشتی المحصون ہے	نوح جلد آؤ کہین ڈوبی کشتی تمام لو
دوستو پھر جاؤ اودھر اوسکو لی او ادہر	اب کی بسم اللہ کہکے نامہ و پیغام کو

٣٩
عشق پھر خدا غافل نہو اوس سے تراب
ذکر سے اوس بت کے باز آؤ خدا کا نام لو

باغبان جیسے قلم کرتا ہے گل کی ڈال کو	گل کوئی توڑے تو ہاتھ اوسکے قلم کر ڈال تو
باوجود پست قدمی دیا ہین خوش قامتی	دیکھکے مجھکو عبث چلتا ہی ٹیڑھی چال تو
جال کاندھی پر نہ رکھ صیاد کی صورت نہ ہین	اسقدر لٹکا و مت زلفونکی لنبی بال تو
عاشقی کوئی مجھسے سیکھے طرز خوبی تجھسے لے	عشق کا اوستاد مین ہون حسن کا ٹکسال تو
غم سے تیرے روتی ہین کچھ آبرو کھوتی نہین	انسوؤنکو میرے ظالم نکر پامال تو
عیب جوئی غیر کی کرنا برا ہے مدعی	خود نظر کرتا نہین اپنے برے اعمال تو

کبھی اوسنے حال بھی تیرا نہین پوچھا تراب
عشق مین جسکے ہوا ایسا خراب احوال تو

نیستی کی جہد مین یارو رہو	ہستی اپنی کھوے کی کچھ ہورہو
طالب و مطلوب کہتا ہے ولی	ایک ہو جاؤ کہمن مت دور رہو
ظاہر و باطن وہی ہے جلوہ گر	دیکھتے اور بوجھتے اوسکو رہو

ردیف واو

نہی کی حاجت نہیں ہے پھر پشیمانی کو
ترسا رو کو مین جاتا نہیں ناصح ادہر
کیا تو شیطان سے کم ہے جو بہکاتا ہے تو
مرگیا دیکھتی ہی یار کی دانتون کی چمک
قصد کرتا تھا جو ہیری کی کنی کھانے کو
قلب کہتا ہے وہ صراف بچھ دلکو
کیون نہ اب بازی کرے طفل برہمن کے تراب

کل جو اوسے معلوم ہوا آتا ہی تراب اسطرف کہا
آتا ہے تو آنے دو اور جاتا ہے تو جانے دو ۴۳

جو دل مین عاشق بیدل کے رنج و درد نہو
یہ گرمی سردی بیسبب مجھے پڑا پالا
کیا ہے عشق نے مجنون کو بادیہ پیما
وہ بار بار کسطرح جھاڑے دامن کو
بنے گا ہاتھ سے کیا اوسکے کام غیر و فکا
سنہرے روپ اوسکے عجب چمک ہی واہ
اوسے تو آنکھ مین سرمہ لگانا واجب ہے
جو بھیڑ دیکھکے بھاگی اور باندھی شیر بچہ

تو اوسکے خشک نہون منھ کا رنگ زرد نہو
کسی کا اشک نہ یون گرم و آہ سرد نہو
ترا دوانہ بھلا کب جہان نورد نہو
گلی مین اوسکی جو عاشق کی اوڑتی گرد نہو
جو اپنے کام مین چالاک و بانمرد نہو
شبیہ اوسکے کبھی رنگ لاجورد نہو
وہ ترک کیا ہے جو پاس اوسکے گرد نہو
وہ بزدلی سے کہو طالب نبرد نہو

گلی مین تیری نرکھا قدم کبھی جسنے
تراب اوسکے لیے تو بھی کوچہ گرد نہو ۴۴

یارو غم دلکا سہو چاہو مرو چاہو جیو
عشق مین دلپہ جو کچھ چوٹ لگی سہ جاؤ
غم سے آنسو نکل آئے تو نکل آنے دو
یار اگر حشر تلک وعدہ دیدار کرے

شوق مین اوسکے رہو چاہو مرو چاہو جیو
منہ سے اف بھی نکہو چاہو مرو چاہو جیو
اشک کے ساتھ بہو چاہو مرو چاہو جیو
دل سے مایوس نہو چاہو مرو چاہو جیو

کون آتا ہے یہان کون وہان جاہی تراب
یان اور وان تم ہی تو چاہو مرو چاہو جیو ۴۵

متوجہ بھی ادھر ہو

کوئی تجھسا سوا جو دوسرا ہو

ولہ

کوئی جہان مین تجھسا خراب زار ہو
مین اوسکا یار ہوا جو کسیکا یار نہو

ردیف واو

ولہ

لکھتے لکھتے کہتے تھک گیا
قاصد اوس سے کھیو میرا رام رام
کسطرح لاؤن مین اوسکو دام مین
عشق کیا انصاف ہے تیرا یہی

اب کہانتک نامہ و پیغام ہو
تا کہ اس کلمے سے کافر رام ہو
ہاتھ مین میرے نہ جبتک دام ہو
مین رہون ناکام و سبکا کام ہو

شعر

چومے مجنون قدم تیرے تراب
کون ایسا عشق مین بدنام ہو

جو غمخواری کرو میری تو دل سے میرے غم لیلو
لگا لو اپنی چھاتی سے مجھے اک روز رحم جھیلے
عیادت کے لیے گر عاشق بیدم کے آئے ہو
دکھاتا ہون تمکو نبض و الکو ہاتھ مین لیکر
کہا روز و شب نے چمن مین باغبانون سے
امیرونکی خوشامد کرتے ہو اتنی عبث یارو

ق

تو بندہ ہون تمہارا مفت بے دام و درم لیلو
کسی سے مین نہین کہنے کا چاہو تو قسم لے لو
تو ٹھہرو دو پہر مین اوسکی یک ساعت جم کے دم لیلو
مسیحائی کرو نذر اوسکی از راہ کرم لے لو
جو شبنم یان نہ پڑتی ہوتی ہو انسو سے نم لے لو
فقیر و نسے ملو کچھ فقر کا جاہ و حشم لے لو

شعر

جو گھر مین یار کے جاتا ہون ہنسکے غیر کہتے ہین
تراب اسوقت بتخانے مین جاتا ہے قدم لے لو

جو چاہے کہ قحط و وبا دور ہو
وبا آتی ہے شامت عشق سے
جہان مین ہوا خواہ صحت ہین سب
نزول بلا ہے بہت الغیاث

پڑھے یا ولی الولاد دور ہو
کرو تو یہ مانگو دعا دور ہو
الٰہی وبا کی ہوا دور ہو
کرم سے ترے ہر بلا دور ہو

ردیف واو

عارض سے زلف رسا دور ہو
فقر و پیری سے ... دن سایہ ...
تو سر سے میرے ... ہما دور ہو
کوئی کسطرح سے لگی پا اٹھائے
اگر نا و سے تا خدا دور ہو
ترا نا خدا تو خدا ہے تراب
وہ کسطرح تجھسے بھلا دور ہو

ول

ولہ

مجھے تو پھر نہو بیتابی و پریشانی	جو منہ پہ یار کے گیسوی تابدار نہو
ترے فراق نے مارا مجھے کہو نہین کیا	کسی سے پوچھ لے میرا جو اعتبار نہو
اب آ کہ چھاتی سے لگ جا ملا کے دل سے دل	جو تیرے دل مین ہی دل سی کچھ غبار نہو

۵۲ خدا کا رحم و نبی کا کرم کھلے کسطرح
اگر تراب سا کوئی گناہگار نہو

صنم کی یاد مین کیون آج دل اداس نہو	رہے وہ کل سے کہان یار جسکے پاس نہو
امید وصل پہ کب تک کٹی مری اوقات	لگی کسو سے آئی کسو کی آس نہو
تو کیا سمجھکے یہ کہتا ہی مجھسے ای ناصح	فراق یار سے اتنا تو بیحواس نہو
مین اوسکی چاہ سے کیون بادلا ہی بنجاؤن	کوے مین کاہے کو جاؤن اگر پیاس نہو
جہان بسا ہی مرا دل وو وہی منزل	وہ پھول لیو نہین جسمین اوسکی باس نہو
وہ خاک راہ ہو تو سے بناوے پیراہن	بدن پہ جسکے کپڑ دھور کا لباس نہو
ملیگا اے دل مشتاق تجھسے پھر صنم	خدا کو یاد کر اتنا بہت ہراس نہو

۵۳ تراب جس بت کافر سے لو لگی ہے تری
پچھوڑنا اوسے جب تک خدا شناس نہو

ردیف واو

بلبلو تم پہ مبارک رہے گلزار کی بو	پھول لیکر مجھے لائی ہی صبا یار کی بو
درد سر دور ہوا آنکھوں مین خنکی آئی	چڑھ گئی سر پہ جو اک صندلی دستار کی بو
طرۂ زلف کی ہر تار سے بو ہی سہاگ	اوسکو لگتی ہی کہان نافۂ تاتار کی بو
نام اک شوخ برہمن کا مجھے سمرن ہے	کیون نہ تسبیح مین ہو رشتۂ زنار کی بو

ولہ

[illegible]

کیون نہ پھر چھا بدن گل کیطرح بے شبنم
محتسب کو نہ مزہ ہی شب وصلت مین اگر
عشق مین کام پڑا ہے مرے نزدیک یہی

یار کے بر مین جو پوشاک تر اندام نہو
مطرب و چنگ نہو ساقی نہو جام نہو
یار سے کام ہے غیر سے کچھ کام نہو

اسطرح رہتی ہی صحبت تجھے خوبونسے تراب
مین تو ڈرتا ہون کہین خلق مین بدنام نہو

56

یا الٰہی بانکی صورت پر کوئی بدنام نہو
جھٹ ترش روئی سے دیتا ہی جواب تلخ وہ
روی جان دیکھکر ہوتا گل ہو رنگ زرد
تف ہی ایسی زندگی پر خاک ایسی زیست پر
ناصحی ناحق ملامت سے لگائی تو نی جھک
لیلی و شیرین کیا اُسکے ہاتھ سی ہو پائمال

زخمی تلوار ہوا ابرو کا کوئی گھائل
یار شیرین لب سے کوئی میٹھے کا بھی سائل نہو
زلف کالی گوری مکھڑے پر اگر حائل نہو
ہجر کا غم دل سے اک دم بھی اگر زائل نہو
بات ایسی چاہیے کہنی کہ لا طائل نہو
اوس پری پیکر کے پاؤن مین اگر پائل نہو

ہمکو ہر کثرت مین واحد دیکھ پڑتا ہی تراب
وہ موحد ہی نہین وحدت کا جو قائل نہو

57

ملا دی کوئی خدا کیواسطے اوس بت سی پھر ہمکو
رہون چُپکا نہون نالان چھپاؤن کسطرح تیر
پھنسایا مجھکو ناحق گندمی رنگونکی نے
ہلال عید بدلی مین کسی نے گر نہ دیکھا جائے
پسینا منہ پر ہی گرمی سے اوس خورشید طلعت کے

مٹا دے یا ہمارے لوح دل سے کلفت غم کو
رخ زرد و لب خشک و تری چشم پر نم کو
نکالا جسنی گندم کے لیے جنت سے آدم کو
دکھا دے چہرہ کی کوٹھے پر تو اپنی ابروِ خم کو
کسی نے دنکو دیکھا ہی ٹپکتے گل پہ شبنم کو

دیوان تراب

ردیف واو

عشق نے اوسکو دکھایا جو تماشا ہمکو

دور و نزدیک برابر ہے جدا ہمین تراب
عشق مین دلکو کسی آن نہین غم سے بچاؤ

جو کسی ایر کا نہ بیر کا ہو — اشنا کب وہ مجھ فقیر کا ہو
وہ تو صیاد ہے اوسی کیا غم — وحشت بلبل اسیر کا ہو
کون اوسکی کرے نگہبانی — جو نشانہ نگہہ کے تیر کا ہو
چاٹ جسکی لگی ہو شیرین سے — کیونہ خواہان وہ جوے شیر کا ہو
گردسی میر کے منہ چھپائے نہ کیون — رنگ جسپر بڑا عبیر کا ہو
وہی ہمدم ہے اور وہی ہے یار — جو مصاحب دم اخیر کا ہو
نہ چھپا مجھسے جان کہدے صاف — مدعا جو تری ضمیر کا ہو
اہل دنیا کا ہو جو دست نگر — کب وہ مقبول دستگیر کا ہو

مہربان جسپہ ہو تراب فقیر
کیون غم صمند وہ امیر کا ہو

ابھی ناصح کی منہ سے قطع گفتار ملامت ہو — جو کوئی اہل ملامت ہے کہین ہمیا حباب سلامت ہو
خدا سے در حمن مین ردکی اگے گمراہ امت ہو — مبادا فتنہ برپا ہو کہین شور قیامت ہو
وہ البتہ تماشا عالم بالا کا دکھلا دے — کسیکا خوش نمائی مین جو ایسا قد و قامت ہو
وہ باد تند سا دشمن ہے مشت خاک کا میری — گلی مین یار کی کسطرح اب طرح اقامت ہو
فقیر ونکا قدم رد بلا مشہور ہے یار و — خلاف دسر کشی او نسی کرے وہ جنکی شامت ہو
نئی یار و نسی زیادہ تر توجہ چاہیے مجھپر — جو تیری دلمین کچھ بابت مراعات قدامت ہو

پیر و فقیر سے وہ رہی کیون نہ برخلاف	دنیا و دین نصیب مین جسکے بدا نہو
کشتی مین بیٹھی نہین دریا سی خوف کچھ	آزردہ آشنا سے اگر نا خدا نہو
جنت مین جائے کیسے بچارا گناہگار	گر حشر مین شفیع رسول خدا نہو

یارو یہی ہمیشہ دعا ہے تراب ہے
رسوا کسی کے عشق مین کوئی گدا نہو

کیا ہوا ہمسے گر جدا ہے تو	اپنے معشوق سے ملا ہے تو
تجھکو مجھسے خصوصیت ہے کیا	ایک عالم سے آشنا ہے تو
خوب دکھ دے کے مجھکو ای بیدرد	درمند اور کا ہوا ہے تو
ہے بحکمت دوا دوش تیری	کہین درد اور کہین دوا ہے تو
بیدلون پر تجھے کب اے رحم	اہل دل کا تو دلربا ہے تو
تجھسے ہرگز نہین بھروسا اب	سخت بیمہر و بیوفا ہے تو
اے صنم پر ستم خدا سے ڈر	نہین کیا بندۂ خدا ہی تو
اوس سے کہتا ہے بخشیے تقصیر	مار کے جسکو گھر گیا ہے تو
واہ اپنے قتیل سے آپی	آرزومند خونبہا ہے تو
مجھسے کہتا ہے جان بوجھکے یار	سچ بتا کسپہ مبتلا ہے تو
کون کہتا ہے تجھکو تراب	کوچۂ یار کا گدا ہے تو

ردیف ہاے ہوز

یار و کرتا ہے علاج اور سب آزار کی وہ	نہین جاتی ہے دوا مجھ دل بیمار کی وہ

پیار ہی کیونکر نہ کرے تجھکو کوئی پیار بھلا	پیاری باتیں سنی اور دیکھی ترا پیارا منھ
مہر کو ذرہ میں اور بحر کو قطرہ میں دیکھ	مد یا وہ اور کیا کہوں سے بات بڑی چھوٹا منھ
تم وجہ سے معلوم ہوا سب ہیں رہ وہ	منھ کیا ہمنے جدھر یار ہی کا پایا منھ
ایسی دنیا کی نمایش پہ تو یارو تف ہے	نام کے واسطے کرتا ہی نگین کالا منھ
جسکو پردہ نگی توجہ سے سرو داری	اوس سے بیر دلی کرے دیر کوئی کیا منھ

مقطع

روے مرشد کا ہیں جس روز سے دیکھا ہی تراب
مدعی دیکھ کے رہجاتے ہیں سب میرا منھ

واہ کیا زیبا ہی کاکل گوری عارض پر سیاہ	وصف اوسکا ہو جو لکھی تو ہو دفتر سیاہ
ظلمت اوسکی کسطرح روے مسلمان پر نہو	زلف ہی کافر سراپا از قدم تا سر سیاہ
رنگ بو ہی زلف کو کیوں نہیں لگتا نہیں	گرچہ ہی ہمرنگ وہ مشک اور عنبر سیاہ
ابرو خمدار کی بالو نہیں ہی کچھ اور ہی لطف	جسطرح تلوار فولادی کا ہو جوہر سیاہ
ترک چشموں کی سیہ مژگان کا عالم کیا کہوں	قتل دل کیواسطے رکھتے ہیں وہ خنجر سیاہ
ہے مسی سے نیلگوں اوسکی در دندان کا رنگ	دیکھ لے جسنے نہ دیکھا ہو کبھی گوہر سیاہ
طالب دنیا کی دلیں نو پھر چمکی کسطرح	دل اونکا ہو گیا از حب سیم و زر سیاہ
کیا ہوا صورت بنا ہیں دل اونکا ہی خراب	خوبی اونکی کہتے کیا باہر سفید اندر سیاہ

۵

جب سے اوسکے خال ہندو کا خیال آیا تراب
پڑگیا ہی دلپہ میرے داغ اک تل بھر سیاہ

جسکو ہرگز نہ تھی مری پرواہ	لگ گیا دل مرا اوسی پرواہ

دیوان دوم تراب

کوئی خدا کیواسطے اوس سے پھیرے تراب
جسکی صورت مین نظر پڑتی ہی مرشد کی شبیہ

چمک ہے منہ کی ترے اوس ہی کچھ حجاب کے ساتھ
مثال اوسکی ہے کس روسی آفتاب کے ساتھ

کرے ہے دید تری کیا وہ شوخ بے پروا
مجھے تو رشک ہے پیاری تری نقاب کے ساتھ

تو دل جلا کی مرا کہہ لی تلخ ترش جو چاہ
مزہ تو مرچ کھٹائی کا ہی کباب کے ساتھ

سمجھ کے رکھیو قدم محتسب تو اونکی طرف
کہ امتیاز بھی ہے شرط احتساب کے ساتھ

نماز روزہ کو چٹ کرکے رند کہتے ہین
گزک بھی چاہیے مستونکو کچھ شراب کے ساتھ

نظر پڑا تھا کہین یار خواب مین اک روز
اسی سے ہجر مین رغبت ہے مجھکو خواب کے ساتھ

تراب تیری محبت مین جو کوئی جی دے
حشر نہ اوسکا ہو کیون شاہ بوتراب کے ساتھ

یہ دل مین آج گذرتی ہی اضطراب کے ساتھ
رقیب کل سے ہے کیون یار کی کتاب کے ساتھ

رکھیگا کبتلک ہی ناصح آستین اپنی
ہماری چشم تر و دیدۂ پُر آب کے ساتھ

ہمین تو رونا ہی سچ جمع ہے اور کیا کہیئے
کیا ہی عشق نے جو کچھ دل خراب کے ساتھ

کھلی ہے یون ہو معلم کی کیفیت مجھپر
کہ جیسے بحر ہو سر تا قدم حباب کے ساتھ

خدا کیواسطے تنہا اوسے نجانے کوئی
خدا ہی ساتھ تو اک خلق ہے تراب کے ساتھ

بلبل کو غم گل نہو ہر گاہ زیادہ
نالان سے ہے کیون شام و سحر گاہ زیادہ

یار و وہ تمھین دیکھ کے آویگا ادھر کم
بیٹھو نہ سر راہ گذرگاہ زیادہ

دیوان تراب

ردیف ہائے ہوز

ول

ول

وہ بی تمیز اونا اہل ہی بلاشبہہ
جیسے تمیز نہو اہل امتیاز کے ساتھ

بھلا رقیب کہان جا اوڑکی درسی سر
سدا اجاڑ کا کورا ہی جہاز کے ساتھ

خود اوسکو دیکھیے یا اوسکو پوچھیے ناظر
حضور چاہیے ای شیخ یون نماز کے ساتھ

ترابؔ کام ترے سب درست ہو جائین
جو لو لگائے خداوند کارساز کے ساتھ ۱۳

جو شاہ تھا سر نا قدم اللہ کا سایہ
ہے سر پہ فقیرونکے اوسی شاہ کا سایہ

اللہ کسی دل مین مسلمان کے نہ ڈالے
زلف سیہ کافر گمراہ کا سایہ

آسیب ہو وہ مست کہو اوسکو نہ دیوانا
عاشق پہ پڑا اوسپہ تری چاہ کا سایہ

پر جلتی نہ بلبل کے نہوتا کبھی گل خشک
گر باغ مین پڑتا نہ مری آہ کا سایہ

آئینے مین پڑتا ہی وہ رخسار کا یون عکس
دریا مین پڑے جیسے شب ماہ کا سایہ

ہر شی مین پڑے دیکھ اوسی شکل اوسکی
جس دل مین پڑے عارف آگاہ کا سایہ

کم ظل ہما سے نہ ترابؔ اوسکو سمجھنا
ملتا ہے کسی پیر کی درگاہ کا سایہ ۱۴

کیون نہو عشق مین لب خشک رخ زرد کے ساتھ
آہ نکلی ہے تہ دل سے عجب درد کے ساتھ

یار اسطرف جو ہو نکلی تو دھو ڈالے یاد ان
دلمین بھی اوسکے کدورت ہے مری گرد کی ساتھ

جسکو جسکا ہی تری بوس دعارض کا
اوسکو عناب مین کیا دون قد ورد کی ساتھ

مثل خورشید قرار اوسکو نہین اک جاگہ
رہ سکی کون وہ صبا وجہان گرد کی ساتھ

یار چھٹ کسکو ضعیفی پہ مری آدی ترس
رکھی بدمعو نکو خدا ایسے جوانمرد کی ساتھ

نہین گر زلف مسلسل سے ہوئی تمکو خطا سرزد
پڑے ہے کیون قدم پر اوسکی شرمندہ سر افگندہ

بلا ہین زلف کی گرہین غضب ہے بال کی پھانسی
خدا دالے آہ عاشق کی گلی مین زلف کا پھندا

مجھے وہ گالی دیتا ہے مین دیتا ہون دعا اسکو
ادسے میری غرض کیا ہے مین اوسکا ہون غرضمندا

جو کوئی چاہے کہ دوزخ سے نجات اوسکو میسر ہو
مقید ہو شریعت کا طبیعت کا نہو بندہ

مصاحب جسکے ہو رہے تراب اوس سے یہی کہیے
ہمیشہ اپنی خدمت مین مجھے رکھیو خدا وندہ

ردیف ہاے ہوز

نہین لگتی کہین ہماری آنکھ
جب سے دیکھی میان تمھاری آنکھ

مین تو قربان ہون آنکھ پر تیری
کیا رسیلی ہے کیا خماری آنکھ

سرمہ دنبالہ دار آفت ہے
مارتی ہے یہی کٹاری آنکھ

سبکی آنکھین جھپکتی ہین مجھسے
حق نے دی تجھکو ایسی پیاری آنکھ

غش کیا مجھکو اوسکی چتون نے
ٹکٹکی لگ گئی نہ ماری آنکھ

دست نرگس اوسے دیکھنے ہی
پھیری غصے سے ایکباری آنکھ

ق

چشم نرگس مین پڑ گئی پھلی
ہو گئی نظری اوسکی ساری آنکھ

کون ہو چار چشم اوس سے اب
جھلملائے نہ کیون بچاری آنکھ

وہ تو ہر دل عزیز ہوگا تراب
جسکے اوپر پڑے تمھاری آنکھ

بیطرح زلف لگی ہے رخ گلفام کے ساتھ
پیچ کھایا ہے عجب کفر نے اسلام کے ساتھ

خال ہندو کی چمک دیکھ پھنسا زلف میں دل
کیون نہ صیاد رکھے دانے سیہ دام کے ساتھ

معلم سی کوئی کہدی وہ لڑکی کی شرارت ہے ۔ کہین ابتر نہو جاوے دل کا یہ سیپارہ

ہزارہی کے چمن اکیہ گل بھولا نہ فرمان ۔ ہزاروں بلبلیں گرد اوسکی ہین مشتاق نظارہ

مسافر کیون نہ بھولے گھر اگر ہیون واں پسر ۔ ملے غربت مین مفت اوسکو اگر معشوق بھٹیارہ

نکما جان کے مجھکو کہا اک شوخ پرفن سے
تراب ایسا بھی ہوتا ہے کوئی درویش ناکارہ ۲۱

جنوں سے کچھ نہیں چارہ کرے کیا قیس بیچارہ ۔ برہنہ پا برہنہ سر پھرے ہی بن مین آوارہ

نہ روتا ہے نہ ہنستا ہے نہ کچھ کہتا نہ سنتا ہے ۔ شراب عشق لیلی سے ہوا مدہوش بیچارہ

محبت جب ہوئی غالب نہیں چھپتی چھپا کر ۔ فغان و آہ و نالہ ہے تری عاشق کا نقارہ

وہ اوسکی قدر کیا جانے خدا حافظ مین تاہون ۔ پڑا ہے ہاتھ مین لڑکے کے میرے دل کا سیپارہ

ہمارے مشرب و مذہب سے زاہد کو خبر کیا ہے ۔ وہ طفل شیر خوارہ ہے اوسے حجرہ ہے گہوارہ

اوٹھا دے آنکھ سے میری تو ناصح اپنی آستین ۔ کریگا تجھکو تر دامن مرے آنسو کا فوارہ

وہ دلبر میری دھر کے ہاتھ اُف کہے کر کی لگا کہنی ۔ ہوا ہے عشق کی گرمی سے تیرا دل تو انگارہ

تراب اوس شخص کو ہم نیک و خوش اوقات کہتے ہین
خدا کی یاد مین جسکی رہے اوقات ہموارہ ۲۲

نہیں ہے شاہ کی اسکو ہے شاہن کہتا ہے استغنا ۔ ادھر کی دنیا ادھر ہو لیکن یارخ نہ پھیرا کبھی

دلربائی کی کیا ادا ہے کہ دل ملا کر ہوا جدا ۔ جو اسکی او سہرت فدا ہے کبھی نہ آویگا اوسکی گھر وہ

کرے ہے غیر و نیر یون لطف رکھے ہے کچھ مجھے تکلف ۔ مجھے ہے یاد یہی تاسف کہ دکھ سے میرے نہیں خبر وہ

مین اوسکی بیداد کا ہوں اوچھتا مین جانتا ہون برا ۔ فراق اوسکا نہیں گوارہ کہوں میں اوس سے ملا اگر وہ

مین تھہون یار و مست کہو مجنون مجھے	جی مین کچھ لاؤ نہ میری حالت ابتر کو دیکھ
حاضرات اوسکی کرو جسکا مجھے آسیب ہے	غش ہوا ہون ورد مین الکہ ہی پیکر کو دیکھ
ہمکو بتخانے مین ہر جا حق کو دیکھا ہیچ بنا	تو بھی کچھ حق سمجھ لا محراب اور منبر کو دیکھ

جسطرح صورت مین پیغمبر کی حق دیکھے **تراب**
اوسطرح مرشد کی صورت مین تو پیغمبر کو دیکھ ۲۵

جیسے بلبل کو ازل سے دوستی ہے گل کے ساتھ	ویسی ہی صیاد کو دشمنی بلبل کے ساتھ
غم سے ہون جا طرح پریشان داغ سے ہین دل سیاہ	سو ہو ہی مجھکو نسبت یار کی کاکل کے ساتھ
زلف کی اگر تو سنبل جس سے ہے کیا اوسکی قدر	پیچ و خم کو اوسکے مت تشبیہ دو سنبل کے ساتھ
محتسب مت ہو صراحی کا گلو گیر اس قدر	دم نکل جائیگا اوسکا نالہ قلقل کے ساتھ

دل ہوئے کتنے کباب اوس چشم میگون پر **تراب**
کچھ گزک تو چاہیے مستون کو جام مل کے ساتھ ۲۶

درد دل سنکے مسکرایا وہ	پیر پر ترس کچھ نہ لایا وہ
منقبض تھا ہجر سے یہ دل	جان کے غنچہ کھلایا وہ
غم سے جل بجھ گیا من ہولی مین	وصول اوڑانے کو بھی نہ آیا وہ
کل تو شوخی سے مجھکو قتل کیا	آج کیا دیکھکے لجایا وہ
اوسکے دل مین نہین جگہ میری	دل مین میرے بھلا سمایا وہ
سرو قد کے قدم تلے ہو دل	چاہتا ہے یہ زیر سایا وہ
بھولنے کا نہین **تراب** اوسے	اوسکو دیتا ہے کیا بھلایا وہ

دیوان تراب

ردیف ہاء ہوز

تراب

شمع محفل میں گھڑی ولی تھی پروانے کے ساتھ
گھر میں لیلی منس ہی ہوتی قیس دیوانے کے ساتھ

ساقیا آتے ہی تیرے گرم مجلس ہو گئی
بھر گئی مست بنا قلقل کی ایک پیمانے کے ساتھ

گھر بناتا ہے خدا کا کرکے بتخانہ خراب
شیخ جی کو لاگ ہے للہ بتخانے کے ساتھ

تو نے اے مشاطہ بگڑی ہے لٹ اسکی بیج
کیا خطا کی زلف مشکین نے تیرے شانے کے ساتھ

دلکو ڈس کر بل نہ کھائے کس طرح زلف سیاہ
زہر کرتا ہے اثر کالے کا بل کھانے کے ساتھ

شامت اعمال کی باعث ہوتے ہیں ادنی ہلاک
ہے مثل مشہور پس جاتے ہیں گھن دانے کے ساتھ

خلق سے کیا اوسکو مطلب شہر سے اسکو کام
جسکو وحشت میں ہوا ہے انس ویرانے کے ساتھ

خوبرو کرتے ہیں بدخلقی عبث عشاق سے
خلق یکسان چاہیے اپنے اور بیگانے کے ساتھ

چھوڑ کے ہمکو یہان وہ گھر چلا اپنے تراب
ہے رقیب اوسکا مصاحب ہم نہیں جانیکے ساتھ

شمع سے ہو کے مات پروانہ
مر گیا جل کے رات پروانہ

اوسکا منہ دیکھتے ہی لگ گئی آگ
کہنے پایا نہ بات پروانہ

چھپ کے فانوس میں وہ بیٹھ رہی
رہ گیا مل کے ہاتھ پروانہ

کسی صورت پھر اوسکے ملنے کی
نہیں پاتا ہے گھات پروانہ

جلتا ک بال و پر ہیں اوڑتا ہے
پاوے کیونکر نجات پروانہ

خیر چاہے تو پھر ادھر
نہ کرے التفات پروانہ

یار کا میرے منہ اگر دیکھے
شمع پر مارے لات پروانہ

جس جگہ پر چراغ جلتا ہے
جلتا ہے اوسکے سات پروانہ

تراب احوال تیرا ہمکو کل پہونچا مفصل سب ۔ نہتی کوئی بات جہوٹ اسمین جو تہی سب تو نے کی

عبث ہوتا ہے اب منکر دلیل عشق ہے ظاہر
نمی آنکھون کی زردی منہ کی سوزش تیرے سینے کی

۳

جب وصل ہو ترا وہی ساعت سعید ہے ۔ جسدن گلے لگے تو وہی ساعت سعید ہے
غیرونکے گھر مین جاتی ہو جب پہرتی ہو تم ۔ مجھ ساتھ اب تلک وہی وعدہ وعید ہے
صورت پرست کہیئے اوسی یا خدا پرست ۔ صورت مین جسکو عین مصور کی دید ہے
گلشن مین جس نہال کو آزاد کہتے ہین ۔ سو اوسکے قد کا بندہ بے زر خرید ہے

کل اوسنے سن کے میری کہانی کہا تراب
یہ واردات تازہ یہ قصہ جدید ہے

۴

جو بد دماغ ہو ہی عاشق کی کورنش سے ۔ کیا حال عرض کیجیے اوس سرزنش سے
ہر اک قدم پر اوسکے ہوتا ہی کبک صدقے ۔ وہ خوشخرام دیکھو آتا ہی کس روش سے
پھر آئیگا وہ دلبر اتنا تو مت ہو مضطر ۔ ہوتا ہی جی مکدر اے دل تری طپش سے
اوسکا یہا تلک آنا ممکن نہتا کسیطرح ۔ لایا تہا مین یہان تک کس کوشش و کشش سے
گر باغبان ہمسے رکھتا عناد قلبی ۔ کب چھوٹتے چمن ہم صیاد کی خلش سے
گو بندگی مین تیری بندے سے کچھ خطا ہو ۔ چھوٹو نہ بندہ پرور تم اپنی پرورش سے

ساقی تراب کو دے اک جام بھر کے ایسا
زائل ہو عقل اوسکی فارغ ہو سرزنش سے

۵

آیا بدن پہ ضعف قوی مضمحل ہوئے ۔ ٹوٹا گھمنڈ تاب و توان سب خجل ہوئے

ردیف بائے تحتانی

دیوان تراب

ولہ

ولہ

قید کر اونکو ہمیں ڈال دو ۔۔۔ جو دوا نے ہیں رخ گلفام کے

بیٹھ عاقل ہوا اب صبح ۔۔۔ صبح آنے گھر میں محبوب کے شام کے

ساقی اشیراک ۔۔۔ ہو ۔۔۔ جو فرصت میں اک نام کے

یار آوے کون اب ۔۔۔ سوا ۔۔۔ کام اپنے عاشق ناکام کے

عشق میں نامی ہوا جسکے شراب

ش۔ نام ہے قصہ بان اوسکے نام کے

خدا کی شکل پر آدم بنا ہے ۔۔۔ یہ آدم کیا عجب عالم بنا ہے

دل اوسکا ہے مثال لوح محفوظ ۔۔۔ اوسیکی نقل تمام جم بنا ہے

تعین میں نہیں جز لا تعین ۔۔۔ وہ ہے بیچون یہ سب عالم بنا ہے

کہیں موسی کہیں فرعون و ہامان ۔۔۔ کہیں عیسی کہیں مریم بنا ہے

کہیں زاہد کہیں عابد کہیں رند ۔۔۔ کہیں شبلی کہیں ادہم بنا ہے

کہیں دارا کہیں شکل سکندر ۔۔۔ کہیں زال و کہیں رستم بنا ہے

کہیں ہنستا کہیں روتا کہیں چپ ۔۔۔ کہیں شادی کہیں ماتم بنا ہے

کہیں حکمت کہیں ہے دارکہیں ۔۔۔ کہیں زخمی کہیں مرہم بنا ہے

کہیں دشمن کہیں ہو دوست جانی ۔۔۔ کہیں غیر و کہیں محرم بنا ہے

کہیں ذرہ کہیں خورشید غرا ۔۔۔ کہیں قطرہ کہیں قلزم بنا ہے

شراب اوسکو سمجھو محبوب لیے مست

ش۔ کہ وہ ہر دم ترا ہمدم بنا ہے

ولہ

یاد میں اوس بت ستمگر کے

رات کالی خدا خدا کرکے

شب وصلت میں نیند آئی پر

ولہ

سُنا سینے پہ مرشد کے زبانی
خدا کہتا ہے الانسان سِرّی
بنایا اوس نے آدم کو خلیفہ
پڑا ہے اسم جامع کا وہ مظہر
بنایا ہے اوسے صورت پر اپنی
رکھا بار امانت اوسکے سر پر
کہا تب ظالم و جاہل ہے انسان
لگا کرنے وہ اپنے نفس پر ظلم
وجود غیر سے جاہل ہے مطلق
امانت دار عشق و معرفت ہے

وہ سب مین ہے جون بلبلے مین پانی
نہون کس سے مین یہ سِرّ نہانی
کرے وہ کیون نہ سب پر حکمرانی
رکھی ہر چیز سے اوسمین نشانی
زیادہ اس سے کیا ہوگی کلانی
نہ آئی اوسکے دل مین کچھ گرانی
یہ لفظون کے عجائب ہین معانی
بتایا اوسکو یہ دشمن ہے جانی
نہو کیون اوسپہ حق کی مہربانی
نہین جگ مین کو آدم کے ثانی

نفخت فیہ من روحی کا دم بھر
تراب آگے نکر طول اللسانی ۱۳

مین تجھسے بڑھ کے کیونکر جاؤن آگے
ترے پیچھے مین جی ہارا ازل سے
کہان صحرا سے باہر جاے مجنون
جگر خون ہو گیا غم کھاتے کھاتے
وہ ہمدم ہمقدم میرا تبھی ہو
وہ آپہی ہے اندھیری رات کا چاند

نہین پڑتا ہے میرا پانون آگے
گیا چل مجھپہ تیرا دانون آگے
نظر آتا نہین کوئی گانون آگے
زیادہ اس سے کیا غم کھاؤن آگے
جو پانی اشک سے چھڑکاؤن آگے
اوسے مشعل مین کیا دکھلاؤن آگے

ہوئی جس روز سے گم مین جدائی مین تیری
بتون سے ہو گیا اک بار سب اصنم خالی

تراب اوسنے ہمین گل دیکھتے ہی رلین آنکھین
نہین ہے خلعت وحشت سے یہ آہو کی رم خالی ١٦

ٹوپی مین اوسکی سرخ نہین قور ہی لگی
یہ دل کے کھینچنے کے لیے دور ہی لگی

نرگس کیطرح لگ گئی ٹکٹکی اوسے
سیری تو آٹھ پہر یار سے اب تو رہی لگی

یار وادسی نے دلکو مرے کشتہ خون کیا
مہندی یہ جسکی انگلی مین لو ہی لگی

کیا کیا حلاوت اسکی لبونسے ہے خط کی تین
میٹھے کی چاٹ مین یہ بھلی تو رہی لگی

اے کاش بعد مرگ بھی دیدار ہو نصیب
یہ آرزو تراب کو تا گور سے لگی ١٧

سر پھری غضب شوخ جفا کار ہونگی
گرم ہے ظلم سے بازار ستمگار ہونگی

گھاؤ کاری جو لگا دی فقرہ ابرو سے
احتیاج اوسکو نہین برچھی تلوار ہونگی

جان دل نذر کری بار نیا دی تو بھی
کیفیت پوچھو نہ کچھ خوبونکی دربار ہونگی

کسطرح سب کی طرف یار برابر دیکھے
ایک مطلوب ہے کثرت ہے طلبگار ہونگی

گھر مین غیرونکی تو رہتا ہے فقیرون سے سون
خانہ ویرانی ہو کیون کر نہ ترے یار ہونگی

دختر رز کو بغل مین لیے پھرتی ہین رندر
محتسب دیکھ تو کیا شوخی ہے میخوار ہونگی

کہکے ہیہات طبیب اپنی لگا ملنے ہاتھ
نبض دیکھی جو ترے عشق کے بیمار ہونگی

ہاتھ مین لیکر چھری کرتی ہین صیاد شکار
عاشق کیون تلخ نہو مرغ گرفتار ہونگی

یار کہتا ہی مین لیتا ہون خبر دل سے تری
کیون خوشامد کرون اغیار کی سرکار ہونگی

ردیف یائے تحتانیہ

رشک حاسد سے ہلو کیا غم ہے — تو ہے اور ہم ہین جبتلک دم ہے

عقل جاتی ہے عشق سے آئے — اتفاق انمین تو بہت کم ہے

جسمین انسانیت نہو کچھ بھی — وہ تو حیوان شکل آدم ہے

چشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب — اس جہان کا عجیب عالم ہے

اک طرف شور وغل ہے عیش و خوشی — اک طرف آہ و درد و ماتم ہے

پھول ہنستا ہے اور کلی ہے چپ — منہ پہ دونون کی روتی شبنم ہے

کس سے کہیے **تراب** اوسکا بھید — اس حقیقت سے کون محرم ہے ۲۱

چھپا نہین جو کہون برملا یہ سب حق ہے — خلا نہین کہیں پھر اسب وجود مطلق ہے

وہی وجود ہے ساری تمام عالم مین — اوسی وجود سے سارا جہان مشتق ہے

وہ پیچلون کے سوا اور کچھ مین کیسے کہون — چگونگی سے جو کوئی اوسکی پوچھے احمق ہے

جو بات حق ہے عبث قبل و قال اوسمین ہے — موحدون سے خلاف عالمون کو ناحق ہے

تراب کیون نہو نور خدا سے روشن دل — کہ ہر مکان کو صاحب مکان سے رونق ہے ۲۲

شیخ حرم او پیر خرابات ایک ہے — کچھ اصل مین خلاف نہین ذات ایک ہے

ہندو سے پوچھو چاہو مسلمان سے پوچھ لو — دونون یہی کہین گے کہ حق بات ایک ہے

وحدت کی آنکھ سے جو نظر بھر کے دیکھیے — عالم ز ارض تا بسماوات ایک ہے

گیرندہ و دہندہ وہی ایک ہے وہی — احول کو دیکھ پڑتی ہین دو ہاتھ ایک ہے

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

تجھے اے محتسب ناحق خلش ہے — سبو پیالیان صراحی گردنون سے
کہا لیلی نے ہنسکے حال مجنون — یہان آیا نہین کتنے دنون سے
سلوک راہ حق سے پیر کیا ہو — نہین خالی ہے رستہ رہزنون سے
قبای شبنمی سے ہون ازندام — ملے ہم کیسے ان نازک تنون سے

تراب اوس بت کا دل کیا
رکھے ہین لاگ کافر مومنون سے ۳۵

بیتابی مجھسے نشان ہے یار کو سو تن رہی — تو نہو وہی جس مکان مین وہان ہی بھرپور ہے
یہ تصور یا دیکھتو یار وقت ذکر ہو — ذکر ہے جسکا وہی ذاکر وہی مذکور ہے
حق تو بی پردہ عیان ہے آنکھ کھولو دیکھ لو — سوجھتا جسکو نہو وہ کیا کرے معذور ہے
غلبۂ احوال سے منصور انا الحق کہہ اوٹھا — جو سبو دھیے یہ تو مثل مشہور ہے
کہتے ہین عالم مین ہسا جنیل خدا انکو سب — جان بھی اوس دلکو کہتے جسمین اوسکا نور ہے
فاعل مختار ہے اللہ جاہے سو کرے — بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مقہور ہے

عشق کی جذبے سے پھرتا ہی تراب ادھر ادھر
کچھ نہین چلتا ہے اوسکا کیا کرے مجبور ہے ۳۶

وہ کب چھو لیتی ہین بھلا سے ہمارے — جو ہین خوب دل مین سمائے ہمارے
سوا اوسکے اب کچھ نہین دیکھ پڑتا — بھلے یار آنکھون مین چھائے ہمارے
پیمبر کی مجلس مین پہونچین اگر ہی — کبھی ہون جو مجلس مین آئے ہمارے
علی ولی کا ہے اوسپہ سایہ — رہی جو کوئی زیر سایے ہمارے

[illegible]

ولہ

کیا بنا کر مجھکو کہتا ہی تو ای مطرب مجھے — ابتو کچھ مجھکو نہین گانا بجانا یاد ہے

میری نی کی صدا سُن کر کیا کہتے تھے آپ — مجھکو تیری لن ترانی کا ترانا یاد ہے

یاد کرتے کرتی جسکو قیس مجنون بن گیا — پوچھو لیلی سے تجھے کچھ وہ دوانا یاد ہے

کسطرح کہتے نہین وہ جانتا مجھکو **تراب** — جسکو صدہا شعر میرا عاشقانا یاد ہے

۲۹

بال زلفون کی جو سرکش تھے بڑے — لوٹ کے پانون پر اوسکی گر پڑے

جاتے ہو کیون چھپ کے بتخانے مین تم — شیخصاحب قبلہ و کعبہ مرے

بت پرستی کیا پسند آئی تمھین — کیون طریق حق پرستی سے پھرے

مت کہو حق جلوہ گر ہے سب کہین — یہ فریب نفس کے ہین ماجرے

زلف کافر مین پھنسایا دل عبث — ہنستے ہین سب ہندوونکی چھوکرے

جسطرف چاہی ادھر لیجا ہی عشق — کچھ نہین چلتا ہے دل کا کیا کرے

الامان خوبون سے یارب الامان — ہوتی ہین یہ قوم سب جادوگرے

جسکو اچھی کہہ رہے تھی سب یہان — عشق مین وہی ہو گئے کیسے برے

مار کے مشتاق مرجاتے نہ کیون — ملتے ہین کب حور و غلمان بن مرے

صندلی پوشاک جانان سبز نگہہ لے — غم سے اوٹھین جسکے دل مین انجری

ساقیا اب تک نہ مے سے جی بھرا — ہو گئے خالی ترے گنتے گھڑے

ہر فقرہ تیرا ہی جون ناوک کا تیر — ای کمان ابرو مین قربان مین ترے

خوب مارا دل پہ اک چیتون کا وار — آفرین شاباش پیاری واچھڑے

ولہ

آغاز عشق کو نہین انجام چاہیے

ولہ

یار و اب دلکو مری صبر نہین آتا ہے — دیکھو منہ پھیر ادھر کو وہ چلا جاتا ہے

کسطرح اوس سے کہون مجھکو نظر دیکھ ادھر — مجھسے جو آنکھ ملاتا نہین شرماتا ہے

روئیداد اوس سے بھلا کون کہے اب یہی — سنکے قاصد سے مرا حال جو جھنجھلاتا ہے

کیون نہ ہم پہلو تہی کرکے وہان سے اوٹھین — اپنے پہلو مین رقیبون کو وہ بٹھلاتا ہے

کون اوس سے کہے کفارہ ہے اوسکا توبہ — جھوٹھی ہر بات مین بار اپنی قسم کھاتا ہے

کیون نہ صحرا مین ہون کیسی نہ جنگل مین پھرون — مین تو دیوانہ ہون مجنون تو سمجھے ماتا ہے

گھر سے باہر جو نکلتا نہین لیلی کیطرح

خانۂ دل مین تراب اپنے اوسے پاتا ہے

کچھ لائے نہ لیگئے جہان سے — آئے اور چلے گئے جہان سے

کیا صاف اوٹھے جو پاک دامن — ننگے اور کھلے گئے جہان سے

دکھ سکھ مین خدا کو جو نہ بھولے — وے اچھے بھلے گئے جہان سے

باطن مین الگ تھے سب سے دانا — ظاہر مین ملے گئے جہان سے

افسوس نہ کر کہ نخل سنبر — پھولے نہ پھلے گئے جہان سے

صرصر سے سبھی چمن کے بوٹے — تازے اور کھلے گئے جہان سے

ٹوٹی جو تراب جگ سے امید

شکوے اور گلے گئے جہان سے

رسیلی آنکھ تیری گرچہ قتل عام کرتی ہے — پہ یہ شرمیلی چیتون اور ہی کچھ کام کرتی ہے

بکھرتی ہے کبھی بل کھا کے ہوتی ہے کبھی حلقہ — وہ کاکل نت نئے پیچون سے طرح دام کرتی ہے

جو اپنے نفس کو مارے اور شیطان کو کرے خارج
وہی مشرب میں درویشوں کی غازی اور سپاہی ہے

مزہ دیتا ہے کیسا نفس جل بھن کے فقیروں کا
وہ کیا جانے خورش جسکی کباب مرغ و ماہی ہے

فقیروں سے او لجھنا مت میاں وہ بد دعا دیوین
سند اسکی یہیں ارشاد حضرت قبلہ گاہی ہے

بڑی ہے ذلت اوسکو جو کہ ہوا میروں کا
گلے میں جسکے کفنی سر پہ جسکے تاج شاہی ہے

خدا درویش کی خلعت دے الی اہل دنیا پر
حقیر اوسکی نظر میں ہے تو وہ خواہی نخواہی ہے

تراب آگے وہی جا لے کسطرح حسد اوقات
ابھی تک تو ہماری اچھی صاحب نے بنائی ہے

خوب عاشق کی عیادت کر چلے
ہو گئے بیمار سب چنگے بھلے

پھر وہ گل مجھسے ملا یار و بجوش
دوست میرے خوش ہوئے دشمن جلے

رات آدھی کٹ گئی آیا نہ یار
کہہ گیا تھا آؤنگا دن ڈھلے

آگے طاقت انتظاری کی نہیں
وصل کے وعدے بہت لیکے ٹلے

قاصد اوس سے کہیو ہم صدقے ترے
کچھ تو کر مشتاق سے آ ری بلے

نحن اقرب کہکے از بہر خدا
آ تو لگ جا ایک دن میرے گلے

اک مرے دلکی کلی کمھلا گئی
اور غنچہ گل کے سب پھولے پھلے

سایہ طوبی ہمیں پڑتا ہے دیکھ
یار کی دیوار کے سایے تلے

ہم ملا دیں اوسکو مولی سے تراب
جو خدا کے واسطے ہمسے ملے

ہے سب اللہ آگے کیا کہیے
قصہ کوتاہ آگے کیا کہیے

ردیف یائے تحتانیہ

ولہ

کسطرح اندھا نہ بھٹکے راہ مین	چاہیے ساتھ اوسکے اک رہبر رہے

حق جلیس اوسکا نہو کیونکر **تراب**
ذکر و فکر اوسکا جسے اکثر رہے

۴۰

بر مین جسکے یار سیمین بر رہے	اوسکو کب پرواے سیم و زر رہے
دل مین وہ نوک مژہ یون چبھ گئی	رگ مین جیسے ٹوٹ کر نشتر رہے
گھر نہ اوجڑین دوستونکی اوسکے کیون	جو ہمیشہ دشمنونکے گھر رہے
لات مارین تخت طاؤسی پہ ہم	یار کے در پر جو نت بستر رہے
برزخ مرشد سے ہو جسکو لگاؤ	کب بھٹکتا وہ ادھر اودھر رہے

تجھکو کیا خلل ہا حاجت **تراب**
پیر کا سایہ ترے سر پر رہے

۴۱

جسکے جی مین حب پیغمبر رہے	نیک ہے اوس سے نہ کوئی بدتر رہے
ہو جسے توحید افغانی کا ذوق	وہ تماشائی بازیگر رہے
جسکی ہاتھوں سے نہو کوئی کام نیک	کسطرح اوسکا نہ کام ابتر رہے
خیر پر جسکا قلم جاری نہو	گاؤ خور وا اوسکا نہ کیون دفتر رہے
اوسکی صورت دیکھ سب ہوتے ہین غش	ہوش عاشق کا بجا کیونکر رہے
ناصحا بہسا و انہ تو بھی ہو	سامنے جب وہ پری پیکر رہے
زاہدا مت سامنے رندون کے کہہ	دیکھیے کب تک یہ دامن تر رہے
تب ہی تک ہے گرمی بزم طرب	جب تلک منہ سے لگا ساغر رہے

کوئی خوبوں کو سکھا دے کہ یہ کیا دل لیں
پھیر لاوے کوئی ادھر سے ادھر جانے دے

عاشق بیدل بے چین عبث رسوا ہے
جان جاتا ہے مرا یار نہیں جاتا ہے

اپنی خواہش کے موافق نہ ہوا کام کوئی
وہی ہوتا ہے تراب اوسے جو کچھ چاہا ہے

آنسو وں سے نہ فقط پیش نظر پانی ہے
واعظا اسطرف نہ آ دیکھیں ڈوب نہ جا
شست و شو اسقدر اے شیخ خنک طبع
آتش کینہ اعدا سے اوسے کیا خطرہ
جوہری تجھکو حقیقت سے نہیں کچھ بھی خطر
دیکھ پڑتی ہے نہیں اتو کہیں خشک زمین
مجھکو جرات نہیں پڑتی ہے کہ وہ اتنک جان
تو ہی لا دے خبر اوسکی وہ کہان ہے بالفعل

اشکبار ہیں جدھر دیکھو ادھر پانی ہے
دیدہ تر سے یہان تا کمر پانی ہے
ہر دبار دکو بڑھاپے میں فقر پانی ہے
جسکی ہیبت سے مخالف کا جگر پانی ہے
جم گیا قطرۂ نیسان پہ گہر پانی ہے
زور سیلابی سے سب جنگل و بر پانی ہے
بارش تند سے آب تیر زبر پانی ہے
قاصدا عذر نکر آج کہ جھر پانی ہے

پھر تکلف ہے تراب اوسکو مری گھر آنا
یون ہی برسات میں شدت سے اگر پانی ہے

قیامت کیون نہ اسکو یار کی بیداد میں گذرے
کہون کیونکر نہ شیرین کام ہو خسرو رقیب اوسکا
شہو کسطرح سے خوشدل ہے کسطرح سے غمگین
جو عاشق عہد قربانی سے قربان ہو جاوے

گھڑی جو رات جسکو ہجر کی فریاد میں گذرے
جو شیرین کے لیے تلخی جان فرہاد میں گذرے
خیال اوسکا بنجان کا جسدن ناشاد میں گذرے
رقیبونکو قیامت تک مبارکباد میں گذرے

فائدہ ردیف یائے تحتانیہ

کہان شان وہ شاہ بتان ہو وہ شمع شبستان میری
تراب اکدن شان میری
خبر وہ نہ لیتا جو ہر آن میری
پتنگا سا اور کے وہان کون پہچانے
کہو تی ہی خاطر پریشان میری
پریشان نہ کہ بان نہ ہونے
کہے کون اوس سے اب ایمان میرا
تو آگ میری کرم کچھ فرما
نہی اب مشکل آسان میری
جدائی میں جسکی پڑی ہی مشکل

جدائی سے نہ اوسکو مار لیلی	کہے کون اوس سے اتنی بات ہی ہے
کہ مجنون وار ہے اور یار لیلی	خدا کا در نہیں کچھ ناخدا کو
حنا کے رنگ سے ہتھیار لیلی	لیے ہے ہاتھ مین اوسکے لیے کون

تراب ابھر اودہر دلکو نہ بہتکا
کہان کا قیس وسکی یار لیلی

وہ اک بیدرد جانانِ ہے کسیکی دیدہ جانے	ہماری فرد مندی ہجر مین اوسکی بلا جانے
جو مجھپر یار کی جور و جفا کو نا روا جانے	کسیکا منہ نہیں ایسا کہ ظالم اوسکو کہ بیٹھے
تو رنگ و بوے گل کی کیفیت کیا اوسے صبا جانے	چمن سے بھر کبھی باہر نہ پڑتا اک قدم تیرا
بھلا کہیے اوسی کے آپ کو سب بر ا جانے	کہے مت نیک اوسے کوئی کہ جو سب کو برا جانے

تراب اک مرد ہے جو سے ملا ہے قلندر ہے
وہ جگ مین سب سے بدتر ہے اوسے کوئی بھلا جانے

۴۹

بچارا اہل دنیا کیا فقیر و نکی صدا جانے	گدائی اونکو شاہی ہے کوئی اونکو گدا جانے
دوا نہ ہو جو کوئی انسان کو جسسے جدا جانے	کہا جسنے ہمین ہستی ہی ہم اوسکا کس سے کہیے
وہ احمق ہے قیام اپنا جو دنیا مین سدا جانے	جہان سے آپ کی پہچان ہونگے وان کبتک ہنگی یان
مزاج اوسکا پھرا ہی ہمسے اب کیسا خدا جانے	جب اوسکو بندگی کرتا ہون تب منہ پھیر لیتا ہے

ہواے نفس کو اپنی کیا ہے پیشوا جسنے
تراب اوسکو بھلا کسطرح شیخ مقتدا جانے

۵۰

گئی جان میری گئی جان میری	ہوئی اوس سے کیا جان پہچان میری

ولہ

مر جانے کا ذوق ہر گھڑی ہے
موت اس مضمون سے سامنے کھڑی ہے
حیرت مین کہی ہے مجھکو جیسے
تصویر تری نظر پڑی ہے
ساون مین جو جسطرح سے بارش

ردیف یاے تحتانیہ

[illegible]

ہمتو مسجد سے عرش کے اوپر	سنکے قد قامت الصلوٰۃ چلے
کیون نہو عید عاشقون کو یہان	گھر سے وے کرکے شب برات چلے

۵۳ اوس سے بازی تراب جیتے کیا
عاشقون کو جو کرکے مات چلے

بلبلون پر کڑی ہی صیاد احسان چھوڑ دے	فصل گل آئی ہے ظالم چھوڑ دے زندان
الطرف پھولی ہین لالی اکطرف ہین گل کھلے	دیکھے بلبل تماشائے گلستان چھوڑ دے
شانہ اتنی جیرہ دستی زلف جانان سے نکر	مت پکڑ دامنو نسیم اوسکے وہ کو سمجھا چھوڑ دے
لیلی خلوت مین کہتی تھی یہ سنکے مجنون ہی	بیہودہ پر مرد جنگل بیابان چھوڑ دے
شست وسبو ظاہر ہی تکیا بہت کر اے شیخ	صاف رکھ دلکو ذرا وسواس شیطان چھوڑ دے
زندگی سے تنگ ہو مرنے کی حاجت ہی	کہدو اوس بیمار سے دارو درمان چھوڑ دے
اوسکو زاہد کہیے جو نفس ہی کچھ نفس کو	خشک روٹی کھائی ذوق مرغ بریان چھوڑ دے
بھرکے دامن زلیخا ہاتھ چین چشم چھوڑ	کیون پکڑ کی باغبان گلچین کا دامان چھوڑ دے

۵۴ مرتی ہے اوسپر زلیخا کہدے یوسف سی تراب
جو عزیز مصر ہو یہ چاہ کنعان چھوڑ دے

کبتک ہندو ہے رہینگے قید زندان چھوڑ دے	ہون کے قربان روز عید قربان چھوڑ دے
ایسے جاہل کی عبادت کچھ نہین جو عمر بھر	صوم دہر ادا کیے اور صوم رمضان چھوڑ دے
پہلی بسم اللہ مین استاد کو بسمل کیا	کیون نہ اوس لڑکے کے مارے دبستان چھوڑ دے
یون رقیب بزدلہ ہوتا ہی دم عاشق کو دیکھکر	جیسے رہنے مین کوئی شیر نیستان چھوڑ دے

دیوان تراب — ردیف یائے تحتانیہ

اہل سنت سے تقیہ گر نہو ممکن وہان — ہو وہ باش سبزوار و ملک ایران چھوڑدے

باغبان چھولونکی ڈالی گر بنانا ہے تجھے — لالہ و گل توڑ لے نرگس کو حیران چھوڑدے

اے مسلمان گر تری دلمین خدا کا خوف ہے — توبہ کر اپنے گناہونسے او عصیان چھوڑدے

قتل ہر عاشق کو گر تجھکو مخالف باندھدے — ایک دن گردن پہ اسکے تیغ بُران چھوڑدے

۵۷ — کیا مشیخت نے تجھے جنجال مین ڈالا **تراب** — باز آ مشیخی سے اب حرص مریدان چھوڑدے

ہم انکو کہتے ہین اللہ والے — جو ہین ہمسے ترے درگاہ والے

ہزارون مین کوئی دو ایک ہونگے — بہت کم ہین خدا کی راہ والے

حقیقت کو ہر اک صورت مین ظاہر — سمجھتے ہین دل آگاہ والے

عیان ہین ہے نہین کچھ ہمسے پردہ — چھپے ہین کب ہماری چاہ والے

۵۸ — **تراب** اوپر ترے ہے پیرون کا سایہ — جو کوئی ہون ترے ہمراہ والے

جس شخص کا دل مرشد ہمسر سے پھرا ہے — وہ حق سے پھرا ہے او پیمبر سے پھرا ہے

ہے پیر تو حق کہ پیمبر کا ہے نائب — او دفتر پھرا اپنے جو اُس در سے پھرا ہے

کہتے ہین سبھی اوسکی تئین قبلہ و کعبہ — کیا کہیئے اوسے جسکا رخ ادھر سے پھرا ہے

کوئی پیر کی دیوار کو ٹیڑھی نہین کہتا — بخت اوسکا ہے برگشتہ جو اوس گھر سے پھرا ہے

کیونکر نہ مطیع اوسکو کہین سرکش و باغی — جو شاہ کے شہزادہ افسر سے پھرا ہے

مقبول پیمبر اوسے کس طرح سے کہیے — جو حضرت شبیر او شبر سے پھرا ہے

دیوان تراب — ردیف یائے تحتانیہ

کون کہتا ہے وہ ہمسے دو چند و سنگ ہے
ہو مسلم اپنا کنستر وہ بسلے سنگ ہے

کسطرح سے کہیے اوس موجود کو بیگر ہم
جلوہ گر ہر رنگ میں یکسو وہی بیرنگ ہے

ہو من و کا و حقیقت میں تو دیکھو کون ہے
کوئی بیگانہ نہیں آپس ناحق جنگ ہے

وسعت اوسکی عرش سے زیادہ مجھے ثابت ہی دیکھ
خانۂ دل دیکھنے میں گو نہایت تنگ ہے

وہ عبث کرتا ہے دعوے عشق بازی کا تراب
جو گرفتار حیا و شرم و نام و ننگ ہے

۶۲

کس مبتلا کی ہاے مجھے بد دعا لگی
اوس شوخ چشم سے جو مری آنکھ جا لگی

رونے سے ایک پل نہیں فرصت فراق میں
یہ آنکھ کیا لگی مرے پیچھے بلا لگی

تصویر میری دیکھ کے کہتے ہیں سب یہی
کیا جانے اس غریب کے دل پر کیا لگی

دل کا مرے تو ہجر میں کل ہو گیا وصال
افسوس کچھ نہ اوسپہ دوا اور دعا لگی

ملتا ہوں ہاتھ رشک سے ہوتا ہوں پائمال
کیا شوخ اوسکے پاؤن میں برگ حنا لگی

دل تنگ کیوں نہوں اور گریباں پھاڑوں کیوں نہ
بس تنگ و چست بہین ہے اوسکی قبا لگی

پوچھے تو کوئی اوس بت مہجور سے یہ بات
کیوں ہمکو قتل کرتے تجھکو حیا لگی

کیوں ہو سے دو بدو وہ سپاہی بچہ سے تو
اے خون گرفتہ دل ہے تری کیا قضا لگی

کیوں بار دیکھتا ہے تو آئینہ بار بار
کیا اپنی سج تجھے بھی بہت خوشنما لگی

غمخوارگی میں زخمی سے اپنے کہو نہ تم
دل پر ہے جو چوٹ لگی سو بجا لگی

کیونکر تراب اوس سے گرہ دل کی کھلا
مثل حباب جسکو ہے ہر دم فنا لگی

۶۳

ردیف یائے تحتانی

لا مکان سب مکان میں تو ہے
بے نشان ہر نشان میں تو ہے
تجھ سے خالی نہیں کوئی جا گہ
جان دو نو جہان میں تو ہے

جو ہوا اوسکا دل ہوا جانی جیب اوسکا کات ہے
عقل غوطہ کھا ہے پایان اوسکا پاتی ہی نہین
با خدا تھے جو سو یار اچھی طرح سے ہو گئے
خاکسار ہین دیا ہی حق نے جسکو مرتبہ
یارو مین زیادہ نہین کہتا ہون فلک کے دیکھ لو
بطرح دو ہی سبزہ اوس لب شیرین کے گرد
ابتو گردش سے فلک کی سب ہی یکسان ہو
منہ بہ چراغ ادر چھپے کرے اوسکے بدی

تیغ ابرو مین کچھ اور ہی باڑھ اور ہی کاٹ ہے
عشق کے دریا کا کیا لنبا چوڑا پاٹ ہے
ناخدا کی ناؤ دیکھین لگتی اب کس گھاٹ ہے
رشک قالین اوسکا فرش بوریا ٹاٹ ہے
حسن مین کچھ ماہ اوس زہرہ جبین کا ٹھاٹ ہے
خوب سا میٹھی چیز ہے سو ہر سیہ کو چاٹ ہے
چرخ کا دورہ ہی بگڑا ایسا ساما ٹ ہے
یارو جو ایسا ہو وہ شاعر نہین بھاٹ ہے

کیون نہ دامنگیر ہو اوسکا یہ دل میرا تراب
جسکے خونسے تربتر دامن کا اوسکے پاٹ ہے

یارو یہ خوب اپنا جانا ہے
وہ کمان ابرو رخ کرے جو ادھر
تجھکو اپنی قسم بتا دے سچ
یار نے آنکھ ہمسے کیا پھیری
دل مین اوسکے نہو جگہ جسکے
زاہدا تو ہے اور بیت اللہ

اوسکا جانا قیامت آنا ہے
تیر کا اوسکے دل نشانا ہے
دل تو کس پر ہوا دوانا ہے
پھر گیا ہمسے اک زمانا ہے
کہین اوسکا نہین ٹھکانا ہے
مین ہون اور اوسکا آستانا ہے

اوسنے ناحق تراب کو لوٹا
عاشقی کا فقط بہانا ہے

اسمین کچھ شک نہو جھیو واللہ | مظہر ذات پاک انسان ہے

خود خدا اسنے نفخت فیہ کہا
تو عبث اے تراب حیران ہے

ادسی کیا درد گر صید بسمل آہ کرتا ہے
وہ اک ظالم ستمگر ہے خدا اوس نرالی کا
بہت امید جنت پر بہت دوزخ کی دہشت ہے
کسیکو رنج و زحمت دکسیکو عیش و راحت ہے
امیرونمے عبث کوئی بلتجی ہوا زپی دنیا
کیا سجدہ نہ واں جسنے خدا کا امر ہی ہرگز

جو بید ردی سے وقت ذبح بسم اللہ کرتا ہی
ادھر مین آہ کرتا ہون ادھر وہ واہ کرتا ہی
کوئی کمتر عبادت خالصًا اللہ کرتا ہے
نہین ہے خالی از حکمت جو کچھ اللہ کرتا ہی
خدا قادر ہے اک دم مین گدا کو شاہ کرتا ہی
بنی آدم کو دنیا مین وہی گمراہ کرتا ہی

فقیرون کی دعا سے بد غضب ہے الاماں اوس سے
تراب اس بات سے یارو تمھین آگاہ کرتا ہی

سوا اوسکے یارو بھلا اور کوئی
سراپا سر تا قدم مہربان ہے
سوا اینستی کے نہو کچھ بھی ثابت
رہوگے الگ کب تلک ہمسے ساقی

رہا آشنا کب بیک طور کوئی
کرے اوسپہ تہمت جو رکوئی
جو ہستی مین اپنی کرے غور کوئی
ادھر کیا نہو گا تیرا اور کوئی

تراب اوسکا بندہ اوسیتو ہوئین
خدا سے ملا دے جو فی الفور کوئی

نہ کوئی معشوق ہے صوری کوئی عاشق مجازی ہے | وہ اپنی حسن پر خود آپ گرم عشقبازی ہے

شعر

تراب اکدن وہ دیکھو خود بخود آویگا پاس اپنے
جو ہم یہ جنس دل لیکر سر بازار بیٹھینگے

جو بندہ سیم و زر کا ہو امیروں کا قدم پکڑے
جو شاہد باز ہیں و صورت پرستی کا ہی مشرب
جسے کچھ سیکھنا منظور ہو علم و ہنر مند ہی
جو کوئی چاہے کسی صورت سے نقش اوس کا ہم
جسے اولاد سے پیروں کی حاجت ہو دگا ری
جو کوئی چاہے کہ صحبت میں کسی کی دل کو صیقل

جسے شاہوں سے مانا ہو وزیروں کا قدم پکڑے
بتان سادہ رو و دلبروں کے قدم پکڑے
سو استاد ہنر مند و پیروں کے قدم پکڑے
تو اہل علم حرف گیروں کے قدم پکڑے
تو مرشد زادہ اولاد پیروں کے قدم پکڑے
تو اہل باطن روشن ضمیروں کے قدم پکڑے

شعر

جسے توحید و فقر و نیستی کا ہو فقرہ پڑھنا
تراب ایسے مہاتما سی فقیروں کے قدم پکڑے

اوسکی بھی کبھی نہ ہماری پلک لگی
یارب وہ کیا بشر تھا کہ جسکی مثال میں
زاہد یہاں بھی کھیچ وہ اسے تور
پھر تا ہے گرد اوسکے پیہم طرح راتدن

آنکھیں جب یار کی پیاری جھلک لگی
شکل پری نہ صورت حور و ملک لگی
زاہد اگر تو دیکھے وہ صورت تلک لگی
تیر سی بھی آنکھ یار سے کیا اسکی فلک لگی

شعر

جب چاہیے تراب تو کیا سے عشق میں
اوس جہت سے لو بچھے دم آخر تلک لگی

قیس و لیلی کا تجھے قصہ پرانا یاد ہے
لڑکپن سے تا جوانی جو سچے کرتا رہا

مجھکو اپنا اور ترا تازہ فسانا یاد ہے
مجھکو شوخی کا ترے اگلا زمانا ہو گیا

ولہ

قصہ خوان تو نہیں عبث جھوٹی کہانی سمجھے
حال میرا ہی نہ قاصد کی زبانی سمجھے
ایکدن تو وہ ستمگر او کرم فرماوے
کبتلک وصل کا اقرار لسانی سمجھے
سے کرتا ہے جو اتنا مجھے

کیا ہوا گر تو نہین لوگو نمین کہتا ہی مجھے
دیوے ہے تسکین تری آنکھہ اشارات مجھے

یارو کچھہ پوچھو نہ تم دلپہ جو گذری مری
عشق مین مت کرو بدنام کسو سات مجھے

مجھکو صورت سی نہ کچھہ کام نہ سیرت سے غرض
ابتو محبوب تری ہے فقط اک ذات مجھے

چاہ سی دلکی مری پیارے مکرتا ہی عبث
کہ مکرنے سے ترے ہو ہی کچھہ اثبات مجھے

جیسے آتا ہی نظر جلوہ نیرنگ تراب
دیکھہ پڑتا ہے جہان مثل طلسمات مجھے

نہین جسسے ہرگز ملاقات ہے
جو دیکھا تو سب کے وہی سات ہے

وہی ہے سمیع اور وہی ہے کلیم
یہ طرفہ سخن ہے عجب بات ہے

ہو جاگتے چاہو سوتے رہو
مصاحب تمھارا وہ دن رات ہے

تصرف او قدرت کہان ہمسے ہو
ہمارا ہی تو کر یار کے ہات ہے

حقیقت کو اپنی جو سمجھا ہی خوب
وہی اہل کشف و کرامات ہے

صفت جسکی سب سنکے مشتاق ہین
خدا جانے یارو وہ کیا ذات ہے

وہ کیا گھر مین تیرے بسا ہی تراب
کہ دن عید ہو رات شبرات ہے

یارو جو خوب حقیقت سے خبر ہین اپنے
معرفت مین وہی منظور نظر ہین اپنے

چاہو مسجد مین رہو چاہو رہو بتخانے
حق رہی پاس تو پھر دونون گھر ہین اپنے

ہمسے جو رکھتے ہون نسبت یہ نصیحت ہے اونھین
غیر کا نام نہ لین منہ سے اگر ہین اپنے

کالعقارب ہین اقارب نہین کچھہ اسمین شک
اس زمانے مین تو غیر و نسبی بتر ہین اپنے

ولہ

ردیف یائے تحتانیہ

قیس و فرہاد کا قصہ ہی اگر مجھکو پسند
لیلی و شیرین کی جدائی سے جلا جاتا ہی
عمر بھر گذری ہی جو مجھ میں غم اوسکا
ایک چتون میں تری ہو سے مکان فانی
مارتا اور جلاتا ترابؔ اوسکا ہی بلکل
دیکھ شطرنج میں کرتا ہی وہ کیا بات سمجھ

ولہ

مالک الملک ہی جو چاہی وہ جبر کرے
قصد مسجد کرے یا عزم بتخانہ کرے
یار دیر اور مین معشوق کی ہی عشق کو داد
یارسے یار کا شکوہ نہ کوئی غیر کرے
اہل دنیا ہو کر دین سے ہو دلگیر کرے
بیچ پہرو بازو اور کس طرح کیا شرط
اوسکی بدبختی و ستم زدہ کی خیر کرے
رہ کے دریا مین نہنگان و نبی ہی فالہ سے
ہمتو ہمخواہ نہین جو کوئی بیر کرے
جو بدی ہمسے کرے اوسکی خدا خیر کرے
اب تو ترابؔ

ولہ

دیوان ترابؔ — ردیف یائے تحتانیہ

گرچہ کون ہی قمر پہ صاد مجھی کو ندی ہی یہی داد	نہ تو شبلی ہی نہ جنید ہی نہ نظام ہی نہ فرید ہی

بنگاہ کا ظلم رہنما بلطفیل باسط مقتدا
ہے وہی مشہور ترابؔ کا جو قلندروں کی وتیرہ

۸۴

شعرا یہ دو کونہ دو مصرع عالی سے کہیے	بیت سر مطلع دیوان ہلالی کہیے
ظلمت کفر سے وہ ظاہر و باطن ہی سیاہ	زلف کافر کو کس طرح سے کالی کہیے
آہ کیا داغ جگر جلتے ہین کیا سیر ہے واہ	دیکھیے انکو چراغان دوالی کہیے
کیفیت مے و جنت کی نہ جب پہلی	اوس سے کیا حال تغیر کی بحالی کہیے
حی و قائم جو پس از مرگ بدن ہستی ہو	یار اوس روح کو ہم روح مثالی کہیے
ذرے ذرے مین چمکتا ہی وہی مہر منیر	نور سے اوسکے نہ کوئی ذرہ کو خالی کہیے
کہتے ہو تجھکو خدا عشق سے محفوظ رکھے	کیون نہ ہم ایسی دعا کو تری گالی کہیے
مرد غارتگر و ظالم ہوئے ناظم ملک	اوس سے کیا مصلحت ملکی و مالی کہیے

جوش دریا کے سوا کچھ نہین ہو جو نہین ترابؔ
غیریت موج کی وہمی و خیالی سے کہیے

۸۵

اب تو رہتی ہی یہی حق سے مناجات مجھے	بندگی اوسکی نہ چھوڑ کسی اوقات مجھے
جو نہ تھی کہنے کی لائق کہی بات مجھے	اور کیا کہیے گا اے قبلۂ حاجات مجھے
باغ ہو بادہ ہو ساقی ہو صنم ہو بر مین	کیفیت دیتی ہی بہتر مین موسم برسات مجھے
مسندی یاد نہین لگی اوسکو کبھو بیٹھی ہی آخر	اوسکے قدمون سے بھی اللہ ری ہیہات مجھے
واعظو جاؤ کہو محتسب و قاضی سے	لیچلا ہی یہ بت اب سوے خرابات مجھے

[illegible]

ہمسے سچ کہدے کوئی اسوقت مین ہے جائیے — کون طالب ہے خدا کا کسکو حق مطلوب ہے
گر طریقت مین کوئی چاہے حقیقت کا مزہ — ہو وہ کارہ دل سے جو کچھ طبع کا مرغوب ہے
اکھاڑے ہین خلق رہزن اوسطرف شیطان و نفس — بدرقہ ہو تب سفر کرنیکا نیک اسلوب ہے
ایسی ہی اخلاق کی شکلین نہین باطن مین ہین — جسطرح صورتمین کوئی یان نشت ہے کوئی خوب ہے
عاجزی و نیستی ہے منزل و فقر و فنا — دعوی پندار و ہستی یان نہیت معیوب ہے
علم غیرت نے ڈالا دور سبکو یار سے — ورنہ ہر صورت مین دیکھو جلوۂ محبوب ہے
منھ سے نت کلمہ کہو ہر دم کرو ذکر دمے — یار و باطن کی صفائی کو یہی جاروب ہے

جان بوجھ اللہ کیا منھ سے کہے ایسے تراب
صفحۂ دل پر جو اوسکے نقش ہو مکتوب ہے

جو ہر وجود مین ثابت اوسکی ہستی ہے — تو خود پرستی مری عین حق پرستی ہے
ہوا تھا عالم ارواح مین جو مست الست — یہان بھی اوسکو وہی بیخودی و مستی ہے
کرے ہے تفرقہ خود اصل و فرع مین وہ شخص — ذرا بھی جسکو تمیز بلند و پستی ہے
بکے ہے قیس کا دل اک نظر پہ مفت ہی جی — جو لیلی دیکھے تو لے کر جنس سستی ہے

وہ شہر کیا ہے نہو جس مین شہریار تراب
جہان فقیر نہووے وہ اجڑی بستی ہے

منھ پہ سر صوتی جو ہین بال تمھارے جھٹکے — چھپ گیا دن وہین رات آگئی تارے چھٹکے
یکلی ہے مجھسے سچ کہیو کہ شب کسطرح — پھول بستر پہ پڑے ہین تو سارے چھٹکے
چاند تارے کی قبا پر ہے تری ایسی بہار — چرخ پر جیسے چمکتے ہین ستارے چھٹکے

ردیف یائے تحتانیہ

ولہ

جسکو نت کثرت مین ہے وحدت کی دید	وہ بڑا عارف بڑا مشتاق ہے
وہ مقید کسطرح عالم مین ہو	جسکو سیر عالم اطلاق ہے
حق کی نسبت کیا کہون عالم کو سا	جسطرح دیوار ہے اور طاق ہے
طالبونکے دل پہ مرشد کی نگاہ	شعلہ زن پتھر پہ جو چقماق ہے
سامنے اون کے گدا شاہی کہے	یہ تو شاہون پر نہایت شاق ہے
قدر ذکر جہر کیا جانے کوئی	ہائے ہو یہ شورش عشاق ہے
ہمکو دنیا دار کی صحبت ہے زہر	صحبت اہل اللہ کی تریاق ہے
باپ کی قدر نہ بوجھی جس سے ہو	ناخلف کہیئے وہ بیٹا عاق ہے

چاہیے مجھکو وہان جانا تراب
اک جہان تیرا جہان مشتاق ہے

مین کہتا ہون سچ تیری سوگند ہے	نہین کوئی تجھسا خداوند ہے
وہ شکوہ کرے کسطرح خلق کا	جو تقدیر پر حق کی خورسند ہے
شریعت مین اوسکا قدم کیا پڑے	جو اپنی طبیعت کا پابند ہے
اوسی پر تو حسرت کا ہوگا عذاب	جو دلبستۂ مال و فرزند ہے
غنیمت ہے جو خیر یان ہو سکے	کہ وان فائدہ اوسکا دہ چند ہے
نصیحت سے ناحق برا ہو کوئی	کہون گا مین حق تلخ ہر چند ہے
جو کوئی بات اچھی سے مان لو	ہماری تو سب سے یہی پند ہے
برائے خدا پیر کو خوش رکھو	کرو شکر گر وہ رضامند ہے

[illegible]

ولہ

[illegible]

کچھ نہیں ہے اوسکے آگے قدر خوبی حور کی
دیکھنا جی خود پسندی اوس بت مغرور کی

نام عاشق سنکے ہونٹھونکا بھلا اقدس خون
کھیو مت اوس سے کہانی اس دل مہجور کی

ہجر مین دیکھ آنکھ کو بہتی ہوئی بولا طبیب
یار کا دیدار ہی دارو اسی ناسور کی

یون تجلی سے تری جل بھن گیا ہی دل مرا
جسطرح سرمہ ہوئی تھی خاک کوہ طور کی

تیر کی خط سے ترے ڈرتا ہون مین آگے آ
دم کردن لکھ پر تری آیات سورہ نور کی

شمع تیرے آگے کیسی ہو گئی جل کی سوا
کیا بلا رکھتی تھی وہ کچھ خاصیت کافور کی

بے کشش شیرین کے کوئی وصل سکتا تھا نہ تھا
گرچہ کوشش کوہکن نے اپنی تا مقدور کی

ہے انانیت مین ایسی بلا ست بول کچھ
ورنہ قائم ہوتی ہی حالت ابھی منصور کی

اب تو پھرتا ہی لیے تلوار وہ ظالم تراب
کچھ نہیں معلوم کسکی قتل ہے منظور کی

۹۸

رات ہم اوس بت کی قدمونپر جو سر دھرنے لگے
ہنسکے بولا جو نکرنا تھا سو تم کرنے لگے

ناصحو ہی خیر کل تو ہمکو کرتے تھے منع
آج اوسکی عاشقی کا تم بھی دم بھرنے لگے

نامہ بر سچ کھیو کس حیلے سے تو پہنچا وہان
کسطرح تجھسے مرا خط لیکے وے پڑھنے لگے

یہ تو ہم کیونکر کہین کچھ بھی نہ تھا اے یار
ہمسے ناحق اوسکے آگے مدعی لڑنے لگے

عشق مین کیا جانے کیون ہو گیا یہ بودل
جس سے کچھ خطرہ نہ تھا اوس سے بھی اب ڈرنے لگے

جب مین کہتا ہون کہ گھر چلیے تب کہتا ہے یہ
تم تو اب کچھ منھ لگانے سے بہت بڑھنے لگے

جاے عبرت ہی جہان یہ بوجھ تو دل مین تراب
کسطرح آئے یہاں سب کسطرح مرنے لگے

[illegible]

اپنی زلف یا سمجھا [illegible]

وہ نہیں [illegible] جل گئی

میرے دل سے جب [illegible] جل گئی

تراب

۱۰۱

ولہ

شیرین تن خسرو کے جان بی تھی
[illegible]

۱۰۲

ولہ

[illegible]

رتبہ ہی فقیرونکا امیرونسے زیادہ	ق	درویش کی خدمتمین ہو بار ورادب سے
غصہ سی امیرونکے خطر کچھہ نہین ایسا		اللہ نگہبان فقیرون کے غضب سے
ہر شاہ و گدا ہی قدم بوسی کا مشتاق		مرشد کا قدمبوس ہوا ہون میں ہے
جو سلسلۂ عشق سے رکھتا ہی سروکار		آزاد ہی وہ قید حسب اور نسب سے
عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ	ق	کوئی گوش گزار اوس پری کردی کسی ڈھب سے
دکھلا دے جھلک آج نکر وعدۂ فردا		مشتاق تراتشنۂ دیدار ہی کب سے
منصور کو ناحق ہی تو سولی پہ چڑہایا		نکلا تہا انا الحق نہین کیا یار کی لب سے

۱۰۳	طاقت ہی تراب اوسہی کی مرُدونکو جلانا ہے جسکی تجلی کو جلا تیرے سبب سے

وصل کا کوئی طرح یار و نہین امکان ہے		تا حق اب بلندی کی اوسکی نہین ایمان ہے
گہ توجہ گہ تغافل گاہ لطف و گاہ جور		ہر گھڑی ہی ہر ساعت اوسکی ادہی کی ان ہے
بلہوس چاہتی کیون کرتا ہی دعوی عشق کا		عشقبازی جانگدازی ہی نہین آسان ہے
یاد کیجو ہمکو جب پیمانہ لیجو ہاتھہ مین		ساقی مشفق مرا تجہسے ہی پیمان ہے
چاہی کوئی بیدل کہی چاہی کوئی جان کہے		اب تو میرا جان و دل پیارے تری قربان ہے
ہر سر سودا اوسکا رکھتا ہی عداوت دین سے		زلف ہندو ستانمین کہیا سخت کفرستان ہے

۱۰۴	کیون بھٹکتا ہی تراب اوسکے نیاز و ناز پر یہ بھی اوسکی شان ہی اور وہ بھی اسکی شان ہے

اگر یون ہی جدا ہمین کرکے راتدن روئے	تو اب تیری بدولت آنکھہ سی ہم ہاتھہ مین دھوئے

ولہ

کیا جانئے کیا بلا ہی یہ تقدیر ہماری

دیکھو محبت مین ہی تاثیر ہماری

ثابت ہوئی اوسپر ہی تقصیر ہماری

ردیف یای تحتانی

ولہ

۱۰۷

تراب اوسکی گلی کا رنگ کچھ ہمسے نہ پوچھو تم
عجب گنج شہیدان ہے وہان اک شہر بستا ہے

نہ عاشقی کرو اہل دلو خدا کے لیے
نہ داغ بیدلی سینے پہ لو خدا کے لیے

ذرا سکوت تو سیکھو چمن میں غنچے سے
نہ شور و غل کرو اے بلبلو خدا کے لیے

کوئی نہیں ہے کہ اتنی بھی بات اوس سے کہے
تم اوس سے روٹھو نہ اب پھر ملو خدا کے لیے

تنک نہ ہو ذرا تو کرو سخن ہم سے
نہ غنچہ لب رہو اے تو گلو خدا کے لیے

جنون سے آج مجھے یارو خطرہ آتا ہے
تم اسکے گھر میں قریب نہ ٹلو خدا کے لیے

تڑپنے کا بھی تو میرے مزہ دیکھو
نہ جی سے مارو مجھے قاتلو خدا کے لیے

۱۰۸

عزیزو راہ خدا کی تراب سے پوچھو
کبھی تو اوسکے کہے پر چلو خدا کے لیے

طبیب نبض میری دیکھ کے افسوس کرتا ہے
کہ ہیہات آہ کس نازک کلائی پر یہ مرتا ہے

کبھی ہنستا کبھی روتا کبھی فریاد کرتا ہے
دوالے کا تری ابتو عجب عالم گذرتا ہے

بڑھی ہے عمر میری جسقدر بڑھتی ہے وہ یارو
مری جیکا وہ دشمن ہے جو لطف اوسکی کرتا ہے

کسیکے در پر وہ منہ لگاتا ہی نہیں مجھکو
ابھی لڑکا ہے اپنے عشق کی تہمت سے ڈرتا ہے

مری جھٹ غیر سے آنکھ اسکی لڑتی ہی نہیں ہے
سدا وہ آہو وحشی مرا ہی کھیت چرتا ہے

تراب اوسکے مریض ہجر کا احوال کیا پوچھے ق
زبان چلتی نہیں دم زندگی کا ابتو بھرتا ہے

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھکو کہیں کچھ درد ہے لاحق
تو آنکھیں ڈبڈبا اُف کرکے دیر ہا ٹھنڈہ دم بھرتا ہے

ولہ

ہوتی اگر ذرا بھی معلم سے دوستی	جا بیٹھے وہ طفل دبستان کے سامنے
کھلجاے کیفیت اوسے طوفان نوح کی	ہوئے جو میری دیدۂ گریان کے سامنے
جاہل کے آگے ہیچ ہی عالم کا قیل و قال کا	دانا کی بات کچھ نہین نادان کے سامنے
آشفتہ کیون نہو دل سودا زدہ مرا	رہتا ہی نت وہ زلف پریشان کے سامنے

یار و خدا آشنا سونکی صحبت ہے کیمیا
بیٹھو **تراب** صاحب عرفان سامنے ۱۱۲

ہم نہ دیکھا کدھر کہان سے گئے	بھلے تم چھپ کے کل بہانے گئے
کچھ تو صیدون پر اپنے کھاؤ ترس	گھر سے اجڑے ہی اور آشیان سے گئے
ہمکو چھوڑا کا اوسے لگا یامن	آہ ہم قدر برگ پان سے گئے
باغبان نے چمن ترا چھوڑا	گل سے گذرے اور بوستان سے گئے
وہی کچھ سمجھے دل نشان کی بات	اپنی جو ہستی و نشان سے گئے
مرگئے ہم اسی قفس مین	ق اسی حسرت مین ہم جہان سے گئے

واے حسرت **تراب** یار دگر
پھر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے ۱۱۳

خدا حافظ نہین معلوم اب کیا ہونیوالا ہے	قیامت اس گھڑی جلوہ نما وہ قد بالا ہے
ہمارے یار کی خوبی کا کچھ عالم نرالا ہے	گرد مہ کی تعریف اپنا دیکھا بھالا ہے
ہمین تو اوس کلے لمبی بال نے مار ڈالا ہے	یہ زلف اوسے بڑھائی کیا ہی کالا سانپ پالا ہے
خطر ہے جان کا ای شانہ مت ایسی نظر ہو جا	سنبھل کر زلف پیچ تاب مین بیا نکلا ہے

دیوان تراب — ردیف یای تحتانی

ولہ

یار وہمین ایسی کوئی تدبیر بتاؤ — گھر اوسکے نجاؤن ہی بی گھر آوے
ارمان رہیگی یہ ہمین تا دم آخر — بھولے سے بھی تنہا کبھی وہ شوخ ادھر آوے
زاہد نہ تجھے حور کی خواہش رہے واللہ — گر سامنے تیرے وہ پری جلوہ گر آوے
آوارہ ہو صحرا کو چلی ہم تو یہان سے — چاہی سو تری کوچے مین اب بیخطر آوے
قاصد یہ سخن گوش بگوش اوس سے تو کہنا — ق وہ سرخ قبا پوش جو تجھکو نظر آوے

۱۱۸ بیطرح تری ہجر مین بیکل ہی تراب آج — کچھ اوسکی خبر لے تری جی مین اگر آوے

عبث ہین در پی ایذا رقیب بیخبر میرے — نہ مین جاتا ہون گھر اوسکے نہ وہ آتا ہے گھر میرے
مین اس حسرت سے مرتا ہون مری سوچ کرتا ہون — کہین آویگا وہ پردہ نشین پیش نظر میرے
خدا شاہد مجھے جینے سے وہ مرنا مبارک ہو — دم مرگ آوے وہ عیسیٰ نفس بالین پر میرے
مین اوسکے سامنے یارو نہ رؤون کسطرح دیکھو — ہنسے دیکھا وہ سنگدل چشم تر میرے

۱۱۹ تراب اس چشم گریان کی نہوتی گر مدد مجھپر — جلا دیتے مجھے اکدم مین یہ داغ جگر میرے

مین جسکے پاس جا سکتا نہین دشمن کے رو سے — نظر پڑتا ہی منہ اوسکا مجھے لگی جھڑکے سے
چمن ہو اور خلائق مین دل ہی گل بجا ہے — تماشا ہے جسکو ہی صورتین نیلوفر کی کوکو سے
مین سوتی جا کبھی اوسکو نہ بھولا ہونگا اکدم بھی — کبھی جسنے لیا ہوگا نہ میرا نام دھوکے سے
صبا سی باغ مین جو گل نہین بھولی سمائی تجھے — گئی مل خاک مین آخر وہ اک صرصر کی جھونکے سے
تراب اوس بیچنے کی فصل پر جوان جرا ستکر — وہ مالک ہی جو چاہی سو کرے کیا ہوگا ٹوکے سے

جا ہلو نکو کیا خبر وہ کسطرح ہے جلوہ گر
روز روشن کی بصیرت کو شب تاریک ہے

ہمتو اوس بیرنگ کو ہر رنگ مین لیتے ہین دیکھ
کیونکہ دیکھے نظر اوسکو جو نزدیک ہے

قبضۂ قدرت سے اوسکے خلق ہیچون چوب خشک
حرکت خامہ مین کاتب کی ہی تحریک ہے

کیون نہ رو دون ہائے اوسکے خندۂ غفلت پہ مین
جسکے آگے دین کا غم سوجہ بے تضحیک ہے

مرد دانا کر سکے ہے امتیاز نیک و بد
طفل نادان کو برابر نوش و نیش مشک ہے

دان مین مجھ سے کہے ہمکو تو یقین اوس پیر تراب
جو ہمارا پیر ہمسے کہہ گیا سو ٹھیک ہے

پڑتی ہین دل مین جسکے ہوا و حرص کے پھندے
اوٹھین انا دست کمنا ہے یہی نفس کے بندے

گھمنڈ اپنی عبادت کا نہ زاہد اوس سے ہو کرنا
گنا ہونسے جو پچھتا رہے ہین نزد ات مرشد سے

سیکھے کوئی وہ جاد و کسطرح سے بی تکلف ہو
کھڑی ہین کیوں دل دادہ جسکی ہمسے سو گھمنڈ سے

نہ پوچھو روتی روتی کسطرح کٹتی ہی تلخی سے
جدا اوسکی لعل لب کے یاد آتی ہین شکر خند سے

زبردستو نکو آگی زیر دستونکی بی کیا طاقت
کوئی شیر و نسی پنجہ کر سکے ہین گوسپند سے

جو لیکے تکمیل ہو مرشد کی صحبت جدا بیٹھے
وہ ناقص اسطرح ہو مرغ کو انڈے ہی جان گسند سے

تراب اوسکے تئین کیونکر نہ حاصل ہو قبولیت
رہے مرشد کی خدمت مین ہمیشہ ہو کی اک بندے

۱۲۳

جسطرح پھولون مین ساری باس ہے
ویسا ہی بیرنگ سب کے پاس ہے

برملا کیونکر کہے وہ سب ہے حق
شرع کی جسکو ذرا بھی پاس ہے

چاہے خالی مین بسے ہین لو بھوت
دلمین گر حق ہے تو کیا وسواس ہے

دیوان تراب
ردیف یائے تحتانی

۱۲۶

برحق ہے گر وہ دعوے شیخی کرے تراب
ہووے جو آلِ پاک محمد حنیف سے

غیر سے ملنا ترا یاروں پہ کیسا جبر ہے
چھپ گیا عارض جو جھمکی منہ پہ وہ زلف دراز
کسطرح دانا کو ہو ناداں کی مجلس میں لطف
پیر و پیغمبر کسیکی بھی نہیں سنتا ہے بات

کیا کریں کچھ بن نہیں پڑتا ہے وقت صبر ہے
گھر گیا چاروطرف سے چاند پر کیا ابر ہے
صحبتِ ناجنس دنیا میں عذاب قبر ہے
الاماں یہ نفس خود سر کیا ہی کافر گبر ہے

۱۲۷

چاہے کوئی جبری بنے اور چاہے کوئی قدری تراب
مذہب اپنا تو میاں اہل قدر و جبر ہے

مدعی کیوں نہ تجھے دیکھ حسد سے جل جائے
ہم تو ٹھنڈے ہیں عبث گرم پڑے ہے کوئی
تاب دیدار وہاں کیسے ہو موسیٰ کو جہاں
رنج بیٹے کا کہیں باپ سے جاتا ہے سہا

دیو ہو تو مرے پیر دنگی مدد سے جل جائے
کیا عجب مدعی خود قہر حسد سے جل جائے
طور سا کوہ تجلی احد سے جلجائے
کیوں نہ والد کا جگر داغ ولد سے جلجائے

۱۲۸

تو تو رکھ سکے اوپر اپنی نظر نیک تراب
جو کوئی دیکھے تجھے دیدہ بد سے جلجائے

ذرا خورشید جو دن گھر سے باہر اک قدم نکلے
بوقت نزع چھاتی پر تو اسکی گر قدم رکھدے
بھرے میداں پانی سے گیاہ خشک ہو سبز
مزاحم ہو نہ گریہ سے مرے اسوقت ہی ناصح

نہ مہتاب آسماں پر شام سے تا صبحدم نکلے
نہ ہو جانکندنی عاشق پہ آسانی سے دم نکلے
ترا مجنوں بیاباں میں اگر با چشم نم نکلے
مجھے رو لینے دے جی بھر کر ذرا تو دل کا غم نکلے

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

اشک گرم واہ سر عاشقون سے الحذر	سرزمین عشق کی اب وہوا کچھ اور ہے
ہر جوا نہین کچھ اور ہی اوسکی کٹھڑی کی چمک	تابش خورشید وقت استوا کچھ اور ہے
کچھ تو ثابت کی ہمارا جرم اپنے عشق مین	بیگنہ یون ظلم ناحق ناروا کچھ اور ہے
بیٹھکر حجرہ مین زاہد شیخ چلی بن گیا	عاشقونکا اعتکاف وانزوا کچھ اور ہے
کہہ نہین سکتا ہون نہین ہر مضغہ تجھی کو دل	قلب ذاکر فارغ از حرص و ہوا کچھ اور ہے

حق عیان کس سے کہون پنہان کہون کس سے تراب
ظاہر و باطن نہین اوسکی سوا کچھ اور ہے ۱۳۲

عاشقی مین بادشہ کو بھی گدائی نقد ہے	خوبرو یونکہ محبت مین جدائی نقد ہے
دل فریبا خوش ادائی ہر کسی معشوق کی	عاشقونکو حق مین اونسی کج ادائی نقد ہے
عشق کا بیمار کوئی جیتا نہین ہے سنا	عشقبازی مین تو یار و جاں فدائی نقد ہے
اوسے اب دیدار کا وعدہ حشر کو ہے عشق	جسنے دل بریار کی صورت کہدائی ہے

کیون نہو واصل بحق نکلی جو عالم سے تراب
بندہ جب چھوٹی خودی سے تب خدائی ہے ۱۳۳

بن لہی کیا کہون بستی کہان محبت ہے	کہ دونکا گھر تو وہی ہر جہان محبت ہے
محب مجاز کر محبوب غیر کیا جانے	اگر کسیکو کسی سے نہان محبت ہے
رقیب کیون نہ مخالف ہو ہر ملا اوسکا	جو اپنی یار سے رکھتا عیان محبت ہے
تو مجھسے اپنی محبت کا حال پوچھے ہی کیا	بدلی او جان مجھے تجھسے ہان محبت ہے
ہزارون اور بھی چاہتے ہین ہر ہیچ کہہ	کسی سے تجھکو بھی اے مہربان محبت ہے

حشر مین نامۂ اعمال کھاؤنگا مین کیا
کھینچ کر لادے مجھے یار کی تصویر کوئی

پیارے ٹک زلف کو چہرے سے اوٹھالی اپنے
شمع کی لکھہ پہ رکھی ہے کہین گلگیر کوئی

۱۳۶
کچھ بھی گر شعر و سخن کا اوسے ہو شوق **تراب**
کہہ کے دکھلا دے اوسے کرکے یہ تحریر کوئی

گر عشق سے جنون کی تیرانگی نہوتی
مجنون کو پھر تو اتنی دیوانگی نہوتی

ہوتا گذار تیرا گر عشق کی گلی مین
ای عقل پھر تجھکو فرزانگی نہوتی

کاہیکو در بدر یون پھرتا تیس حیران
گر یار سی اور مجھ سے ہمخانگی نہوتی

سولی پہ وہ نہ چڑھتا اسطرح سے نہ ڈرتا
منصور کو جو حق سے مردانگی نہوتی

۱۳۷
دشمن یگانہ بن کے کچھ اوس سے گر نہ کہتا
اوسکو **تراب** تجھسے بیگانی نہوتی

غیر و نسی جو ہمسے نا مہربانگی ہے
بازار دوستی کی یہ اچھی بانگی ہے

تو اپنی منہ سے پیارے گالی نہ دے کسیکو
خوبونپہ نا فریب یہ بدزبانگی ہے

کیا بوالہوس کا منہ ہے عاشق کی آگے بولے
بلبل کے سامنے کیا گنجشک خانگی ہے

ہے چند روزہ مہمان آیا ہے جو کوئی یان
نت کوچ لگ رہا ہے ہر دم روانگی ہے

۱۳۸
توحید کی سمجھ مین جو ہے **تراب** یکتا
اوسکو نہین کسی سے ہرگز دوگانگی ہے

مرادار الخلافت آسمان کبریائی ہے
جہان کا مین جہانبان ہون جہان کبریائی

ہمین ہے حکم سلطانی ہمارا کوئی نہین ثانی
ہمارے منہ سے سبحانی بیان کبریائی ہے

غافل نہ کہہ مزہ ہے یہ دنیا سے کم نہو نگے
پیدا جو کوئی ہوا ہے اکدن اوسے فنا ہے
ابکی تو منہ دکھا دیا ہے مر تا ہوں میں جلا دے
کہتے ہیں سب مسلمان اوس بت کو دیکھ کر یان
یارو مصیبت اپنی غیر سے مت کہو تم

حادث تو سب ہے فانی کیونکر عدم نہو نگے
کہتا ہے نار وا ہا افسوس ہم نہو نگے
پھر ہم کسی سے عاشق تیری قسم نہو نگے
ایسے تو کوئی جہان میں کافر صنم نہو نگے
احوال پر تمہارے کوئی چشم نم نہو نگے

١٤٢ دنیا کے رنج و غم سے ناخوش تراب ہو
اللہ والے کوئی بے رنج و غم نہو نگے

صفا میں سے صوفی کے دل سے کیا زیادہ ہے
نہیں کچھ گردش ساغر سے کم معشوق کی چتون
مقابل کون ہو اوس ترک ظالم کے خدا حافظ
وہ دلبر سپہر چھپا نک تا کا یدھر لگا کر کے

کہان یہ لوح محفوظ اور کہان وہ لوح سادہ ہے
وہ مست چشم کیا ہے ساغر لبریز بادہ ہے
فرہ ہیں جسکے تیر ناوک و آبرو کمان دہ ہے
نہیں معلوم کیا منظور ہے اب کیا ارادہ ہے

ردیف یائے تحتانیہ

١٤٣ کوئی کرتا ہے یہ اظہار کوئی رکھتا ہے محض انکار
تراب ایسا برا بدکار کوئی درویش زادہ ہے

دشمن ہوئی ہیں جانی ہمارے تو جان کے
بانے دکھائی یار نے جب اپنے کان کے
مژگان ہیں تیر ہے ابرو ہی کج کمان
کرتا ہے مہربانی جو غنچہ و نپہ نت نئی
ناصح کہان گئی تری پیری و عقل سب

بانکے بنے سپاہی یہ لڑکے پٹھان کے
حلقہ بگوش دل ہوئے سارے جہان کے
قربان ہیں ہم تو یار کی تیر و کمان کے
ہیں شکوہ مند ہم بھی ادسی مہربان کے
رسوا ہوا تو عشق میں نوجوان کے

سید کو نمانے نہ کوئی شیخ کو جانے — سالار نجیبون کو نہ کنجڑ دہو اد گدے

بد ذاتی سے آپسمین نہین ایک موافق — کہنے کو وہ ہذات ہین اور بھائی ہین جدی

جو علم نہ رکھے ہو تمیز اوسکو کہان سے — جاہل کی نظر مین ہین کتابین سبھی ردی

کاغذ نہ کوئی پوچھے نہ کوئی پوچھی جمع خرچ — حیران ہون کیونکر نہ کچہری مین ہو متصدی

ارذال کی توقیر ہو اشراف کی خواری — بازار مین سب قیمتی اجناس ہو ردی

کسطرح سرانجام ہون دنیا کے امورات — دانا وہ ہے جنکی ہی تصویر کبھی ردی

۱۴۶ — جو اہل سخاوت ہو تراب اوسکو نہ بد کہہ
ناپاک کہین رہنی ہے بہتی ہے جو ندی

یار وہ نوجوان جاتا ہے — جسکے پیچھے یہ جان جاتا ہے

وہ جو منکر ہے قتل سے میرے — سب کا اوس پر گمان جاتا ہے

شیخ جی اوسکے ہاتھ سے بچیو — یہ جو بانکا پٹھان جاتا ہے

دیکھکر مجھکو کل کہا اوس نے — ق — کون یہ ناتوان جاتا ہے

بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب — یہ وہ اک مہربان جاتا ہے

توکر ہا نے کے واسطے جسکے — غیر کی بات مان جاتا ہے

۱۴۷ — کیا تراب اوس سے تو کرے تقریر
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

جو نہ مرتے نزار کے مارے — مر گئے انتظار کے مارے

دونو عالم سے ہاتھ دھو بیٹھے — آج ہم ایک یار کے مارے

بس گئے ہم تراب اوسدل مین
جو ہوا دوست وہ ہمارا ہے

[illegible]

۱۵۷ وله

[illegible]

یار کی دیوانگی کب جنگی بھیلے دار و کرین	در مند عشق کیا محتاج ہین درمان کے
جو گل دستار تھے او باغ کے زیب بہار	اپنی شامت سے وہی لاچار ہین دامان کے
فارغ اوسکو کہتے ہین جو رکھتا نہو کچھ آرزو	جسکو دیکھا ہے گرفتار ہین اک آن کے
کس طرح سے ڈوبجائین کیون نہ او ترین پار ہے	آشنا ہین جو کوئی ملاح و کشتیبان کے
مرشدونکی بے وسیلے قرب حق دشوار ہے	شہ کے گھر کوئی جاسکی ہے بغیر دربان کے

آپ کو پہچان سکے جو اوسکو پہچانے تراب
عارف اوسکو کہتے ہم طالب ہین ہم اسعرفانکے

۱۵۸

دل ہمارا تو گھر تمہارا ہے	کیون نہین رخ ادھر تمہارا ہے
عشق مین سب جدا ہوے سے ہمے	جو وفا یہ اثر تمہارا ہے
منہ سے کوئی بات کہہ نہین سکتا	اسقدر ہم کو ڈر تمہارا ہے
اوسطرف کون جاوے کسکی مجال	جسطرف رہگذر تمہارا ہے
یار دو وہ فعل تم سمجھ سے کرو	جس مین نفع و ضرر تمہارا ہے
بندگی مین خدا اسے پاؤگے	مدعا جسقدر ہمارا ہے
پیروی اوسکے پر کیئے جانا	جو کوئی راہبر تمہارا ہے
شیخ جی کھیتو از براے خدا	اندنون دل کدھر تمہارا ہے

ہے بہت خوب یان تراب وہی
جو کہ مشتاق تم تمہارا ہے

دلمین جسکے خطر ہمارا ہے	وہی مطلع نظر ہمارا ہے

ردیف یاے تحتانی

[illegible]

۱۵۹ وله

[illegible]

مرض ہو عشق کی جسکو تراب اوسکی دوا کیا ہو
نہ وان غلبہ ہے سودا کا نہ وان مادہ مراقی ہے

غم کے چھپا رکھنے کو گھر چاہیے
دل کو مرے لیجیے گر چاہیے

بس ہے ترا آنکھہ اوٹھا دیکھنا
ہم پہ تری نیک نظر چاہیے

دیکھہ لیا ہمنے تمھیں سب کہین
جائیے اب آپ جدھر چاہیے

ناز و ادا خوبون کے ہتھیار ہین
یار کو کیا تیغ و تبر چاہیے

نام نہ لے عشق کا اے بلہوس
داغ تو سہنے کو جگر چاہیے

فضل خدا ہو تو بلا ردہی سب
وار بچانے کو سپر چاہیے

جسنے کیا سب سے ہمین بیخبر
ہمکو تراب اوسکی خبر چاہیے

١٥٥

وہانسے پاک آیا یانسے کیا ناپاک جاتا ہے
جو اس عالم سے تر دامن بزیر خاک جاتا ہے

یہی کہتے ہین سب رو رو گئی لگ آنکھہ تب کیا ہے
ترا عاشق جہان با دیدۂ نمناک جاتا ہے

یہ صورت ہے مری جسدن سے مین اوسپہ ہوا شیدا
کوئی گھر جھانکتا ہے کوئی منھہ تاک جاتا ہے

غلط ہے گر کہون سنتا نہوگا یار کو مجھی کر
مرا نالہ بلند از گنبد افلاک جاتا ہے

خدا حافظ الٰہی خیر کیجیو کہتے ہین ہر اک
جدھر وہ دشمن جان قاتل سفاک جاتا ہے

صبا دامن نے ماری چھپا لی ہے وہ منھہ اپنا
جب اوسکے آگے کوئی خستہ جگر دلچاک جاتا ہے

تراب اوس بیدہان سے کوئی نکتہ کسطرح لا دے
نہ وان تک عقل پہونچی ہے نہ وان ادراک جاتا ہے

ردیف یاے تحتانیہ

نصیحت

نصیحت ہے تری ہمکو نہین کچھ فائدہ حیف	یہ زخم عشق کو ناصح نہین مرہم سے ناتا ہے
نہین رہتا کسیکی گھر مین کوئی بیجت اپنا	دل عاشق کو معشوقونکو درد و غم سے ناتا ہے
قلندر ہو کی دم مارو نہین یا بکیو تکیہ ترشیخت کا	نہ کچھ شبلی سے رشتہ ہی نہ کچھ ادہم سے ناتا ہے

۱۵۹
تراب اب کون آئی پاس ٹوٹے ہمسے سبکی اس
فقیر ہمین سوا پیرون کی کس کو ہمسے ناتا ہے

اہل دنیا کی لذت لیکے کس منہ سے ہنسے	چاہیے رونا اوسی جھگڑی مین جو کوئی پھنسے
ہاتھ اوسکی زلف پر کل رکھدیا اک شوخ نی	کیا ہی جھنجھلا کر وہ بولا رہ تجھے کالا ڈسے
میکدی تبخانی سب آباد ہین اس وقت مین	خانقاہین سب کی ہین خالی پڑی ہین مدرسے
یارو جو شہر عدم سے آئے ہین اس ملک مین	کیون پھیر کی جاوین الٹی ادھر گھر مین کسے
کہتے ہین مثل جرس ہر اک باواز بلند	ہائے سب اپنا بھی ہی ہمسے آگی چل بسے
مل گئی وہ خاکمین سارا بدن سر گل گیا	جو نہ پھیر کی تھے بانکی غنڈے بھونین بسے

۱۶۰
جا ہے اندیشہ ہی گھر خالی رہی جبتک تراب
دل مین جب حق بسگیا تب اٹھگئے سب بے سو سے

سنتا وہ کسیکی نہین ہی سبکو ڈر اوس سے	کیا منہ جو کہی حال فراق نامہ بر اوس سے
جل بھن کے ہوئی خاک ہم اوس شوخ کی غم مین	جز باد صبا کون کہے یہ خبر اوس سے
کیا کہئے بیان اوسکا کیا ہی نہین جاتا	آفت ہوئی ہی دلکو مری اسقدر اوس سے
ہر چند مٹھائی کی بہت چاٹ مضر ہے	پرہیز کسیطرح نہو گا مگر اوس سے
گر ہجر مین کہہ ہی تو ملاقات مین کہہ ہی	دل کیونکہ ملی عشق مین بار دگر اوس سے

دیوان ششم تراب

ردیف یائے تحتانیہ

وله ۱۶۱

وله ۱۶۲

وله ۱۶۳

دنیا نہین جسکی دوست ہین عدو ہین سب	اک آشنا بہت ہے بہت آشنا نہ دے
مین کیون نہ بیحیائی سے جاؤن وہان اگر	رخصت بہانے آنی کی اوسکو حیا نہ دے
پیاری یہ پھر نکمتو کہ مجھسے بہت نہ مل	الفت مری غضب ہی کہین جی گنوا نہ دے
الفت تری خدا نہ کرے کسو سی کم	ہمکو خدا اکیواسطے ایسی دعا نہ دے
یہ ناز مین ہین دے نہین جنکو ہوا کی تاب	جنبش چمنمین پھولونکو تو اے صبا نہ دے
نعمت یہان کی اور نہ کچھ چاہیے ہمین	نعمت بڑی یہی ہی اگر کچھ بلا نہ دے

ممکن نہین **تراب** کسیکو وصال یار
جبتک خیال غیر کا دل سے اوٹھا نہ دے ۱۶۴

پیر چاہیے جسے وہ پیارا ہے	ہم اوسی کے ہین جو ہمارا ہے
نہین چھپتا ہے عشق مرشد کا	پیر کی درد آشکارا ہے
دل مین جسکے سما گیا ہے پیر	کب وہان اور کا گذارا ہے
پیر کی مار سب سہی جاتے	فقط اک ہجر ناگوارا ہے

کب **تراب** اوسکو بھولے جیتے جی
جسکی الفت نے اوسکو مارا ہے ۱۶۵

جسے ہو دید کی خواہش اوسکو رنج دوری ہے	جو اوسکی یاد مین غش ہی او ہر دم حضوری ہے
ہمین تو لا تعین دیکھ پڑتا ہی تعین مین	حقیقت سے نہین خالی ہمارا عشق صوری ہے
ترستا ہی دل اسکی دیکھنے کو چشم ظاہر سے	کہان اب نامہ و پیغام ہے دو اسکو صبوری ہے
جو سیر دلکو ہر کل دیدہ و دانستہ کر بیٹھا	ادسے غافل اگر کہیے تو اپنی بی شعوری ہے

اوس سے چڑھ کر بلا مین ہوگا کون — آفت ہجر جس پہ نازل ہے
خط نہ لکھے نہ بھیجے پیام کیے — آہ اتنا وہ ہم سے غافل ہے
چھپا گیا آرزو سے سینۂ دل — عشق مین یہ تو نقد حاصل ہے
جا کے گوشے مین رونے لگتا ہون — یاد آتی جب اوسکی محفل مین
جسکو دیکھا سو ہجر فراق مین ایک — اس زمانے مین کون واصل ہے

١٦٩
درد میری کہو تراب سے جا کے
وہ تو اس فن مین پیر کامل ہے

دل سے آج اور ہی حالت دل ہے — عالم مرغ نیم بسمل ہے
قتل پر اوسکے اتنی تندی کیا — وہ تو صید غریب قاتل ہے
ننگ و ناموس سے گذر جاتا — عاشقی مین یہ پہلی منزل ہے
ہجر مین دل کو دے خدا تسکین — صبر تو بحر غم کا ساحل ہے
مہر و مہ ہیہنے دونون دیکھے خوب — کوئی اوسکے نہین مقابل ہے
بیٹھے اکدن تراب سے پوچھا — ق کون تیرے کرم کے قابل ہے

١٧٠
ہنسکے بولا مین کسکو بتلاؤن
جس پہ فضل آکے شامل ہے

ردیف یائے تحتانیہ

تو جلوہ گر ہو جسدم میرے حضور آوے — آنکھون مین روشنی ہو دلمین سرور آوے
مین اک نظر نہ ڈالون تیری سوا کسی پہ — گو سامنے مرے کوئی غلمان و حور آوے
کب آئینا تو لوا ہوتے کسی پہ روشن — جبتک نہ اوسکے دلمین وحدت کا نور آوے

دیوان بیان تراب

ردیف یائے تحتانیہ

ہنسی آتی ہے ہمکو چاہ اپنی یاد کر جہین
کسی سے یار جب اظہار اپنی چاہ کرتا ہے

کبھی تنہا مجھے گھر کو نہین کرتا ہے وہ رخصت
غم و درد و فراق اپنا مری ہمراہ کرتا ہے

اجل یکبارہ آتی ہے نہین ٹلتی ہے کسیات
جہان وہ سنگدل ظالم گذر ناگاہ کرتا ہے

بہت تدبیر کر دیکھی پر ستائی نہ کوئی بھی
وہی ہوتا ہے اے یارو جو کچھ اللہ کرتا ہے

۱۷۳

بھلی ہے سب سے یاد اوسکی یہی تو ہے مراد اوسکی
تراب اس بات سے تجھکو وہی آگاہ کرتا ہے

خوب اوسکو مین کیونکر کہون سارے جہان سے
جو دل مین سمائی ہے وہ نکلی ہے زبان سے

یہ لڑکپن اوسکا ہے جو کرتا ہے تقید
تعریف نکر میری تو ہر پیر و جوان سے

کسطرح تجاہل کرے کیونکر وہ چھپاوے
مفتون ہوا جو کسی پر دل و جان سے

رکھدے مرے سینے پہ ذرا ہاتھ تو اپنا
معلوم تو ہو تجھکو مرے سوز نہان سے

ارمان تکلم کی مجھے رہ گئی افسوس
اوس لعل شکر خا سے بت غنچہ دہان سے

کون اوسکی خبر لاوے مری کون سناوے
کوئی وان سے نہ آتا ہے نہ جاتا ہے یہان سے

انسو تو ڈبو دیگا کسی روز ترا گھر
ہشیار ہو اے مردم کس آب روان سے

کسطرح یقین اوے مجھے اوسپہ عزیزو
جو شبہہ کہ باہر ہو مرے وہم و گمان سے

۱۷۴

پیش آئی **تراب** اپنے نصیبون سے وہی بات
جس بات کی امید نہ تھی ہمکو جہان سے

کہتا ہے نہ بخشونگا مین تقصیر کسو کی
یہ میرے گڑھانے کو ہی تقریر کسو کی

پھر ترک ملاقات لگا کرنے وہ مجھسے
مین خوب سمجھتا ہون یہ تدبیر کسو کی

جو چاہے لیلی اور مجنون کو دیکھے
تجھے دیکھے تری مفتون کو دیکھے

جدائی مین کوئی غمخوار بن کے
ذرا میرے دل محزون کو دیکھے

ہوئی انکھ آنسوؤن سے بحر مواج
کوئی اس چشمۂ جیحون کو دیکھے

چمن مین پھیرے بلبل نام گل لے
جب اوسکے عارض گلگون کو دیکھے

نہ مارے لات قمری سر پر کیون
اگر اوس قامت موزون کو دیکھے

اوسے کوئی کیا لکھا دیکھیا پڑھا وے
نہ خط او دیکھے نہ وہ مضمون کو دیکھے

لیا دل اوسنے میرا ایک دم مین
کوئی اس جادو و افسون کو دیکھے

نظر ہر حال ہے جسکی خدا پر
کہان وہ گردش گردون کو دیکھے

تراب اوسکو کہان چون و چرا ہو
جو ہر صورت مین اوس بیچون کو دیکھے

ہمکو بیدل کر تم اپنے گھر چلے
دلبری عاشق کی اچھی کر چلے

ہو شہید و نہین وہی اب سربلند
جسکی گردن پر ترا خنجر چلے

دل تو تیرے بس مین ہو جاتا ہی جان
کیا کسیکی تجھسے اے دلبر چلے

بعد عمرے ہاتھ آیا وصل یار
شب تو منزل پہونچ گو دن بھر چلے

راہ روکے وہ کھڑا ہے چار و طرف
کسطرف جائے کوئی کیدھر چلے

دس قدم اوسکی طرف چلتا ہی یار
شوق سے جو اک قدم اودھر چلے

چاہیے سالک کے تئین مرشد تراب
رہنما بن راہ کوئی کیونکر چلے

ثریا آچکا تیسر نہیں بیدار ہوتا ہے
مسافر اوٹھ ستابی کر نہیں اب رات باقی ہے

جوانیں بھی اوسکی خوبدلی انی عاشق ہے
وہی غمزہ وہی عشوہ وہی حرکات باقی ہے

گھٹا دل عشقبازیمین اگرجیتا رہا تو کیا
ہوئی ہین اوسپہ بردین فقط اک بات باقی ہے

وہ میری چشم تر کو دیکھ چلتے وقت کہہ بیٹھا
ہوا ہی تر نہیں بدلی ابھی برسات باقی ہے

مرا اعمال نامہ لکھ کراما کاتبین بولا
جو یہ سیئات ہون نظری تو حسنات باقی ہے

تراب آگے نہ کچھ کہتے اوسیکا رنج و غم کہیر
اوسی کے در پہ مرنیکی ہی گھات باقی ہے

۱۸۳

بھلا ہمکو نصیبو نسی ملا غمخوار ساقی ہے
ہمین اب مرگئی کیا کہتی ہمارا یار ساقی ہے

وہ ہمکو جام بھر بھر دیوے اور ونکو تنک قطرہ
ہمارے جی چھپانیکو بہت ہشیار ساقی ہے

خبردار ہیو ہشیار رہیو آتا محتسب ادہر
تمہارے ہوش لینے کے لیے تیار ساقی ہے

تماشا دور سے دیکھو یہ بد مستونکی مجلس کا
صراحی مست پیانہ مست خم و سرشار ساقی ہے

شراب عشق معنی ہے جو ہر صورت ہی متوالا
اوسی تو میکدہ ہے شب و دیوار ساقی ہے

رگ و ریشے مین میرے بیخودیکا نشہ چھایا ہے
مجھے جام مئے گلگون نہین درکار ساقی ہے

تراب البتہ تجھکو وان ملینگی جام کوثر کے
کہ تیرا جد اسد اللہ علی حیدر کرار ساقی ہے

۱۸۴

نجانون مرے دلکو کیا ہو گیا ہے
تجھے دیکھ سب سے برا ہو گیا ہے

ہوئی ترک سب سے مری آشنائی
تو جب سے مرا آشنا ہو گیا ہے

جو گرد اپنے پانون سے تو نے اوڑائی
مری چشم کا توتیا ہو گیا ہے

تم چاہے کھل جا چاہے چھپے — تری روشنی جا بجا مین پھیلی ہے
تعجب ہے کر دل مین ہو اوسکے میل — قبا جسکی نت صاف دا دجلی سے ہے

۱۸۵
تراب اسطرح در پہ پیرون کے رہ
مساجد مین جیسے مصلی سے ہے

مرے طفل سے اور کوئی اوسکو کیا سے کہے — یا اشتیاق وصل سے کہے یا دعا کہے
عاشق اسید وصلین گریون چھپا تو کیا — ہجرت مین جان بلب ہے کوئی آسے جا کہے
قاصد مرا تو دیکھتی ہی اوسکو غش ہوا — فرصت نہ پائی اتنی کہ کچھ مدعا کہے
کوئی اوس سے کیا کہے جو سنا ہی سب سے یہ — پیغام دور والون کو میری بلا کہے
کھل جا ہی دل نسیم سحر سی کلی کیطرح — جب آشنا سے کوئی سخن آشنا کہے
عاشق کی ساتھ جیسے نہ کی ہو کبھی وفا — اوس آشنا کو کیون نہ کوئی بیوفا کہے

۱۸۶
اب تو خراب عشق مین اوسکے ہوا تراب
چاہے کوئی بُرا کہے چاہے بھلا کہے

عشق مین اب مجھسے کچھ بنتی نہیں تدبیر ہے — جو مقدر ہے سو ہو گا مین اور تقدیر ہے
ہو ہی سپید ولیسی کشت دل کی یہ تقریر ہے — جو کسیکی پیر کبھی نہ اوسکو کبھی پیر ہے
قصہ فرہاد و مجنون لکھ گئے ہین لوگ خوب — یار و میری بھی کہانی لائق تحریر ہے
مجھکو کوئی صورت نظر پڑتی نہیں تیرے سوا — بس گئی جبسے تری دلمین وہ تصویر ہے
کیون نہو عاشق کو زلف یار سے وابستگی — وار دیوانہ آخر حلقۂ زنجیر ہے
قتل پر عاشق کی ابرو کا اشارہ ہے بہت — ہاتھ مین تیرے یہ کیون اب کہ شمشیر ہے

لب عشق کی بات مختصر ہو		قصہ یہ دراز ہو گیا ہے
کھلتا ہے وہ آپہی آپ جو برق		دل جسکا گداز ہو گیا ہے
الفت مین تری یہ حال بندہ	ق	اے بندہ نواز ہو گیا ہے
جس سے مین کبھی نہ بولتا تھا		وہ محرم راز ہو گیا ہے
کیا کیجئے تراب کی حقیقت	ق	پھر غرق مجاز ہو گیا ہے

۱۹۲
پر شکر کہ ناخدا کے باعث
پار اسکا جہاز ہو گیا ہے

چاہے کوئی دیوانہ زنجیر کو دیکھے	دلکو مرے اور زلف گرہ گیر کو دیکھے
پتھر کو کیا پانی اور لوہے کو کیا نرم	واللہ کوئی عشق کی تاثیر کو دیکھے
کیا شکل ہے کیا حسن ہے کیا رنگ ہے کیا روپ	کوئی خوب مرے یار کی تصویر کو دیکھے
وان صید کو پھڑکا کے بناتے ہین نشانہ	نہ زخم کو کوئی دیکھے نہ کوئی تیر کو دیکھے
آواز یہ مارے ہو خدا کام نہ ڈالے	وہ ترک اگر آنکھ سے زنجیر کو دیکھے
گھائل کو دم نزع نہ کھلا خم ابرو	قاتل وہ مجھے دیکھے کہ شمشیر کو دیکھے

۱۹۳
کسطرح نہ دل دے وہ کوئی کیون نہ لاسا
بیدل جو تراب اوس بت دلگیر کو دیکھے

غیر کو کیا کیا مجھسے بدگمانی ہو گئی	یار کی اک دن جو ہمسے ہمزبانی ہو گئی
اونسے میرے گھر مین کل تشریف [illegible]	دلمین دشمن کے نہ پوچھو کیا گرانی ہو گئی
ناامیدی مین سنا مشتاق نے پیغام وصل	جان بلب تھا از سر نو زندگانی ہو گئی

۱۹۵

پیارے میری آنکھوں کو دیا چاہیے بوسہ	دنرات تری تھین سبھی جاگی اور روئی
کچھ عمر عزیز اپنے کی ہم قدر نہ جانی	افسوس صد افسوس کہ غفلت ہی میں کھوئی

۱۹۶

کہا اللہ ہی اللہ تراب اور نہ کچھ کہہ
جز نام خدا اور سے سب بیہودہ گوئی

بلبل نے باغباں سے کہا کل پکار کے	آئی خزاں چمن میں گئے دن بہار کے
مرجھا گئے ہیں غنچے اور کمھلائے ہیں گل	نرگس یہ دیکھ رہ گئی آنکھیں پسار کے
اب سیر باغ دیکھنے آتا نہیں کوئی	چمنوں میں ڈھیر لگ گئے خاشاک و خار کے
صورت یہی ہے حسن مجازی و عشق کی	کوئی نہیں جہاں میں قابل پیار کے
جب ساده رو جوانی پہ آیا و خط بڑھا	تب ناپسند ہونے لگا دوستدار کے
محبوب تھی ملاحت و خوبی و سادگی	جاتا ہے اب کوئی نہیں کوچین یار کے
واں حسن عارضی تھا یہاں عشق عارضی	باہم تھے وہ اسی سبب اعتبار کے
جسنے یہ بنایا رہیگا وہی بنا	قربان جائیے غرض اس کردگار کے

۱۹۷

اید هر سے جی اٹھالے خدا کے لیے تراب
دلکو ادھر بزور لگا مار مار کے

کٹی کیا بیکسی میں شب نہ کوئی بھی نہ کوئی لگے	اگر سوئے تو کیا سوئے اگر جاگے تو کیا جاگے
لیا دل مفت کہتے ہو نہ دو تجھکو بہا دینگے	مجھے بیدل و دانہ جانکے دیتے ہو تم دھاگے
وہ حلوائی بچہ گو لوزا اگر اچھی بناتا ہے	کہو عاشق سے لیکر قاش دل کی بھونکے اور پاگے
بتا اے برہمن وا لے تجھے کیا اور نسبت ہے	پڑے ہیں جنکے سر میں تری زنار کے دھاگے

زبان پر میری گفتگو ہی کسو کی | قمری شکل تو ہو بہو ہے کسو کی
عزیزاب تجھے کیون نہ یوسف کہون مین | ترے پیرہن مین تو بو ہے کسو کی
تو مشتاق دیدار سی اپنے مت کہہ | بھلا یہ بھی کچھ آرزو ہے کسو کی
رقیبا و سکے کو جبین بیٹھے ہین بے سبب | شکایت یہی کو بکو ہے کسو کی
تجھے آئینہ سادہ کیا منہ دکھاوے | بھلا کب ترے روبرو ہے کسو کی
رخ دوست اسمین بھی ہم دیکھتے ہین | جہا نین جو شکل عدو ہے کسو کی

تراب آنکھ سے میری کوئی اوسکو دیکھے
تجلی عجب چارسو ہے کسو کی

ردیف یائے تحتانی

وہ ملنے کو کہے اور یون مکر جاے | تڑپ کر ہاے عاشق کیون نہ مرجاے
عیادت کو جو آیا وہ دم نزع | غنیمت ہی اگر اکدم ٹھہر جاے
نہین چھوٹے گا مجھسے کوچہ عشق | کہو واعظ سے یار و اپنے گھر جاے
بھلا کیونکر اودھر مین پھر نہ دیکھون | لگی ہے یار پر میری نظر جاے
تو اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کر قتل | لہو سے آستین تیری نہ بھر جاے
بہی دریا وہان طوفان آوے | ترا عاشق جہان باچشم تر جاے
مبارک ہے وہی دم زندگی مین | خدا کی یاد مین جو دم گذر جاے
کرو صرف اے عزیز دے بے تامل | طلب مین یار کی جی تک اگر جاے

جدھر جاؤن تراب اودھر وہی ہے
کوئی اوس سے کہان بھاگے کدھر جاے

ولہ

مقابل ہو دے اوسکے کون ایسا جان وہ کون
اگر اسوقت یان آئے تو کچھ اور ہی تماشا ہو
وہ اپنی مہربانی سے جو آئی گھر میں عاشق کے
کہے کیا عاشق شیدا کہ حاصل عشق کا ہی کیا

بلا ہی قہر ہے فتنہ ہی آفت ہی قیامت ہے
لب دریا گل ہی جام مل ہے بزم عشرت ہے
کرم ہی لطف ہے اخلاق ہی اوسکی عنایت ہے
قلق ہی درد ہی غم ہی نصیحت ہے ملامت ہے

۲۰۵

تراب اکبار کیا سو بار کوئی پوچھے تو کہدو نہین
صنم سے مجھکو الفت ہی تعلق ہے محبت سے

دل اوسپر ہر گھڑی آتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے
جو مین آئینہ بنجاؤن تو اوسکو دیکھنے پاؤن
نہ آتا ہی مری گھر مین نہ بیٹھے ہی مری بر مین
کٹھن ہے اوس نے ہی ہٹنا ستم اوسکا ہی سہنا
جو اوسپر دل لگاتا ہی جو شمع اوسکو دلاتا ہے
ادا و عشوہ غمزہ حیا و شوخی و جلوہ

نہین کچھ اور بھاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے
وہ مجھسے رخ چھپاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے
یہی جی تلملاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے
وہ ناحق جی کڑھاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے
پتنگا سا جلاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے
وہ ہر صورت لبھاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے

۲۰۶

تراب اوس سے ہوا مہجور گھر اوسکا پرا ہی دور
نہ کوئی آتا نہ جاتا ہی بھلا کیجے تو کیا کیجے

نگاہ شوخ جو نکلی بلا ہی جس سے لڑے
چمن مین لالہ و گل سب نثار ہوتے ہین
جچے ہی دل مین مری یون وہ لوگ کہ کی
مین قدردل سے جو رودون تو موتی جیسے بہا

نہ اوس سے آنکھ ملائی کوئی خدا سے ڈرے
مثل ہی جل ہی ہی پھول جو جیسے جھڑے
کسکے پاؤن مین جسطرح سخت خار گڑے
جو بار سنگدلی سے ہنسے تو پھول جھڑے

دیوان ثنا تراب

ردیف یائے تحتانیہ

ولہ

۲۰۷ ۲۰۸

روتا ہوں میں اوسکی تمنائے وصل میں — حالت یہ میری دیکھ ادا سے جو ہنس گئی

مارا پڑا جو عشق میں طالع اللسان ہوا — بلبل جو چپ رہی تو بپاسے قفس گئی

کہتا تھا اک غریب جدا قافلے سے ہو — کیا جانیے کہاں وہ صدائے جرس گئی

۲۰۹ کبتک تراب یار سے غافل رہیگا تو
غفلت میں عمر تیری تو باون برس گئی

نام عشق میں ہو خلق میں بدنام ہووے — درد سے کام پڑا عیش سے ناکام ہووے

یاد تم جنکی زبان سے دعا کی خواہان — لب خوبوں سے وہی طالب دشنام ہووے

مرغ دل اوڑکے کہان جا تری پھندے سے — خال چون دانہ بنی ہو سیہ دام ہووے

رام رام اونکو کہو جا ہو کر داونکو سلام — وہ بت شوخ کسیکے نہ کبھی رام ہووے

عید کے چاند کا دھوکا مہ رمضان میں پڑا — جلوہ گر وہ جو سر شام لب بام ہووے

ہے نرم تر سے نکلتا ہے جو نکلنے کے وقت — آہ کرتے ہیں وہی عشق میں جو خام ہووے

۲۱۰ شام سے صبح ہوئی یار نہ آیا اب تک
کون کہتا تھا تراب اوٹھ گیا یان شام ہووے

کیوں اب سست ہو نبض دل بیمار چلے — نیمجان چھوڑا اوسے یار دل آزار چلے

یوں بھی آتا ہی عیادت کو کسیکے کوئی — نہ دعا کی نہ دوا اور اوسے مار چلے

عشق کے غم میں پھنسا تھا جو بہت رو رو دنیے — غم ہجراں میں اوسے کر کے گرفتار چلے

غلبۂ عشق دو جانب ہو تو جینا ہے کٹھن — موت دونوں کی آپس میں جو ہتھیار چلے

کبھی ادھر سے نگہہ لڑتی ہے ادھر سے کبھی — کیا عجب عاشق و معشوق سے تلوار چلے

کیا ذوق آشنائی کا مزہ پایا جدائی کا	ہوا شوق اب رہائی کا گرفتار ایسی بلا کے

۲۱۳

تراب اوسکا تپاک و پیار ہے سب آزار
ہم اوسکے لطف سے شفقت سے غمخوار ایسی باز آئے

جی خدا پر دہی لگا بیٹھے		جو دو عالم سے دل اوٹھا بیٹھے
پھر نہ دیکھا کسیکا دروازہ		یار کے در پہ جب سے جا بیٹھے
ہم دعا گو ہے یار و جنکے سدا		گالی ہکو دہی سنا بیٹھے
کون اوس سے جاکے کہہ اوسے	ق	خوب ہم تجسے منہ چھپا بیٹھے
انتظاریمین تیری بر سر راہ		کبتلک ملتی ہم بہلا بیٹھے
خلق سے جو نہین کنارہ کش		شہر سے دہ کنارے کیا بیٹھے
نرے ہے جو کسیکے کام کے کچھ		شکل درویش دے بنا بیٹھے
دیکھ پڑتا ہے کچھ تو اون کو حق		دھیان جو اوسطرف لگا بیٹھے

۲۱۴

دل سے سب خطرہ اوٹھ گئی ہین **تراب**
جب سے ہم پاس تیرے آ بیٹھے

ہر گھڑی بات جدائیکی سناؤ نہ مجھے	جی جلاؤ نہ مرا ہائے کرلاؤ نہ مجھے
وصل مین آج ذرا چین سے نیند آئے	اتو جی بھر کی میں سوتا ہون جگاؤ نہ مجھے
تمسے ملکے بہت رنج اوٹھائی افسوس	اختلاط اب نکرو مجھسے ستاؤ نہ مجھے
چاہو خط لکھو کہ پیغام زبانی بھیجو	دور سے پھر کر دیا پاس بلا دے مجھے
ادہر اودہر جھکاؤ نہ بہت بہکاؤ	چاہ مین اپنی کنوی مین اد جھنکاؤ مجھے

ہم اوسکے تصدق ہین جو ہو مرشد کامل
بندہ ہین اوسیکا ہون جو مولیٰ سے ملادے

کیونکر تراب اوسکو کہے ہادی برحق
جو اندھے کو دکھلادے اور بھولے کو جتا دے

۲۱۰

ہلکو نہ یہ سُناے غیر دنیہ ڈھال کے
یار و نسے بات کیجیئے زبان سنبھال کے

معشوق اگلی خوب تھی او یطرح کی نہ تھے
ہین بیطرح یہ شوخ طرحدار چال کے

کیا کام اونکو دلکے بناو بگاڑ سے
جو غرق ہون بنا وہین زلفونکی بال کے

ممکن نہین کہ پھر وہ کسیکے اسیر ہون
جو مرغ اوڑ گئے ہین پھنسی تیری جال کے

عاشق بیچارے کیون نہ ہین زار و ناتوان
دیدار کے ہین بھوکے پیاسے وصال کے

مت گرم ہمیہ غصّے سے ہون مثل آفتاب
قربان ہین ہم تمھارے جلال و جمال کے

سمجھے عبث تراب گدا کو کوئی حقیر
شاہون کے چیلے ہین یہ فقیر دنکے بال کے

ردیف یائے تحتانی

کہو جو چاہو یہی وقت لن ترانی ہے
نیا شباب ہے پیاری نئی جوانی ہے

کبھی نہ تمکو رقیبو نسے بدگمان پایا
ہمیشہ آپ کو ہم ہی سو بدگمانی ہے

کسیطرح سے نہین ظلم سے تم آتے باز
وہی کروگے جو کچھ اپنے جی مین ٹھانی ہے

مرا اور اوسکا عجب قصہ محبت ہے
عجب طرح سے ہم الفت نہانی ہے

سُنا ہر قصہ شیرین و لیلی و مجنون
کوئی لکھے تو ہماری عجب کہانی ہے

نہو جو جیسے حقیقت او معرفت کی بات
کسی سے کیا کہون یار دو جو میری جانی ہے

تراب کیا کہے معشوق کے نشان نکا نشان
کہ بے نشان کا نشان محض بے نشانی ہے

۲۲۱

کب ایسی شوخ چشمونسی کوئی آنکھین لڑسکتا
کہ گھونگٹ کھا گیا عاشق جو عمر بکی کمار آئی

بھلا فرہاد سیجتا تلخی جان کندنی سی کب
عیادت کو کبھی اوسکی نہ شیرین ایکبار آئی

تراب اپنا گریبان چیر ڈالی کیون نہ اے کندہ
جو نو شاہ کے دامن سے لگی سنجاف دار آئی

۲۲۲

خلق مین شور قیامت بالاسی ہے
جو بلا آئی جہانمین عالم بالاسی ہے

اندرون پر داغ و بیرون خم غمسے غنچہ نفشان
کیفیت دلکی زیادہ لالۂ حمراسی ہے

چاہو شرمیلا کہو اور چاہو متوالا کہو
اوسکو ہم چشمی چمن نرگس شہلاسی ہے

ہے کف رنگین کے قبضے مین ترا اعجاز حسن
جسطرح اعجاز موسی کو ید بیضاسی ہے

قم باذنی تو کہو اور قم باذن اللّٰہ وہ
جان ترے لب کو کیا نسبت لب عیسی سے ہے

زلف مشکین دیکھتے ہی ہو گیا کچھ اور ہی رنگ
دلکی وحشت اسقدر تو غلبۂ سوداسی ہے

گو **تراب** اوسنے بہت کین مجھسے بے پروائیان
پر نہ مجھے پروا ہنوز اوس شوخ بے پرواسی ہے

۲۲۳

ہے وہ تر دامن جسے آلودگی دنیاسی ہے
مرد زاہد اہل دنیا طالب عقبیٰ سی ہے

بندگی مخلوق کی تو فی الحقیقت شرک ہے
بندۂ مومن وہی ہے جسکو کہ مولیٰ سی ہے

خود وجود بحر ہی خود موج ہے خود ہی حباب
یہ وہی جانے جسے کچھ معرفت دریاسی ہے

دیکھہ پڑتا ہی جسے عالم مین ظاہر اک وجود
جسطرح ادنیٰ سی ہے وہ اوسطرح اعلیٰ سی ہے

ذوق ہے جسکو مسمی کی حضوری سے **تراب**
شوق اوسکو کچھ نہین ہمدردعوت اسماسی ہے

ولہ

نرگس کی انکھین کھل دیکھ اوسکی خوبی نین کے — ہمچشم کوئی اوسکے نہین یار و قسم حسنین کی

مجنون ہے مشتاق لقا دنیا و دین سے اوسکو کیا — لیلی سے دل ایسا لگا پروا نہین کونین کی

عاشق کی جبین آرزو ہرگز نہو اکسیر کی — ہاتھ آوے خاک اوسکو اگر معشوق کی نعلین کی

پروانہ جلتا تھا ادھر اودھر شمع روتی تھی ادھر — سوز و گدازش مین کٹی شب تا سحر طرفین کی

۲۲۸ دن بیقراری مین گیا رات انتظار ہمین کٹی — الغرض ترابؔ آرام سے گذری نہ مجھ بیچین کی

بارہ سینچی تیز کیا فرہاد کی تیشے مین ہے — عشق شیرین چیر گیا اوسکے رگ و ریشے مین ہے

عاشقی پیشہ لکا کوئی گر بیر ہم دیکھا نہین — اک نہ اک استاد شاگرد لکا ہر پیشے مین ہے

بزم فقرا مین نجا اے منکر و صفت — یان سمجھ کے پاؤن دھرنا شیر اس بیشے مین ہے

بس گیا جی مین مرے اوس حور طلعت کا خیال — دلمین اپنے کیا سمایا وہ پری شیشے مین ہے

۲۲۹ مین اوسی پر محو ہون کہتا ہی جو تجھسے ترابؔ — دھیان سے اسکا کدھر یہ کسکے اندیشے مین ہے

انکھونسے مری یار نہو دور الٰہی — ملتا رہے وہ مجھسے بدستور الٰہی

کیون ترچھی نظر سے وہ لگا دیکھنے پھر آج — گر چشم نمائی نہین منظور الٰہی

اکدن بھی عیادت کو نہ آیا وہ دل آزار — مایوس نہو کیون دل رنجور الٰہی

ہوتا ہے نہین خشک مرا دیدۂ خونبار — چنگا ہو کسیطرح یہ ناسور الٰہی

ہرگز نہ کبھی یار کو دے غیر سے ملنے — عاشق کا اگر کچھ بھی مقدور الٰہی

زاہد تو سمجھتا ہی نہین عشق کی باتین — ہو مرنہ کوئی عقل سے معذور الٰہی

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

ولہ

جسے کہتے ہین علما ذات بیچون ۔ وہی بیچون یہ سب چون وچرا ہے
وہی گویا وہی ہے آپ شنوا ۔ وہی سنتے ہے وہی نغمہ سرا ہے
وہی صورت وہی خود حقیقت ۔ وہی سب ہے اوسب سے ماورا ہے
وہی موسی وہی فرعون بین تھا ۔ یہ وحدت کا عجائب ماجرا ہے

٢٣٣ ترابؔ اس بات کو سمجھے وہی خوب ۔ حقیقت سے خبر جسکو ذرا ہے

مجھے خاکا دسکے پاؤ ونکی بصد بیر ہاتھہ آئی ۔ رقیبون نے کیا بلوا مجھے اکسیر ہاتھہ آئی
کہا عاشق سے کل اونسے مری در پر تو خاضر رہ ۔ ق ۔ بری دولت ملی اوسکو عجب جاگیر ہاتھہ آئی
حسب مضا ہو کہ جاہر طرح ہر مدعا حاصل ۔ حضور دائمی اب تو بہر تقدیر ہاتھہ آئی
جھکا تھا دل تخدا نپر گو زلفون نے لیا جھپٹ ۔ گرا تھا چاہ مین لیکن بجاز نجیر ہاتھہ آئی
غضب سے یار دیا رہا اوسکی جھڑتی ہے نہ مرتی ۔ بھون سے ترک چشمون کو عجب شمشیر ہاتھہ آئی
مرا خط پڑھکی کل اوسنے کہا کیا خوب لکھا ہے ۔ یہی انعام پایا مین یہی تحریر ہاتھہ آئی

٢٣٤ دکھاؤنگا مین سب سے خوب اپنا نامۂ اعمال ۔ ترابؔ اوس شوخکی مجھکو اگر تصویر ہاتھہ آئی

ہمکو کچھہ دولت نہ کچھہ اسباب شاہی چاہیے ۔ خاتمہ با لخیر ہو فضل الٰہی چاہیے
گاؤ خر ہیوہ نہین جسکو حقیقت سے خبر ۔ آدمی کو معرفت اپنی کماہی چاہیے
کیون بہت جور وجفا ناز وادا کرتا ہے یار ۔ عاشقون کے قتل پر اک نگاہی چاہیے
لاش پر عاشق کی کردی لیے خنجر سے نشان ۔ کچھہ تو محضر پر شہادت کی گواہی چاہیے

ولہ

مر جاے نہ عاشق تری دیدار کی پیچھے	ق	منہ سے نہ کہہ اپنی کہ مر جاؤن تو دیکھون
سنتا تھا کھڑا مین کہین دیوار کی پیچھے		کرتا تھا رقیبون سے وہ اک دن مری غیبت
لگ چلتا بہت ہے یہ ستمگار کی پیچھے		جھٹ دیکھ مجھے کہنے لگا بات بنا کر
دوزخ ہے لگی ہاے گنہگار کے پیچھے		وان آ کے لگا آگے جو کیا ہے عمل بد

۲۳۷ ایمان تراب اپنا سلامت رہی کیا ڈر
جاوین گے نبی احمد مختار کے پیچھے
صلی اللہ و آلہ و صحبہ وسلم ۱۲

جو گھر اپنے جا دے رلا دے نہ مجھے	وہ گھر میرے آوے ہنسا دے مجھے
الٰہی پھر اوس سے ملا دے مجھے	یہی ہے مری اب خدا سے دعا
عمل کوئی ایسا سکھا دے مجھے	مین اپنی ہی بس مین اوسی کر رکھون
کوئی بر مین اوسکے بٹھا دے مجھے	نہین اوٹھتی ہے دل سے یہ آرزو
کہ اک پل مین اودھر بہا دے مجھے	تراز و رجب جاؤن اے سیل اشک
وہ تصویر اپنی کھچا دے مجھے	نہ خط لکھ سکے جو نہ کچھ کہہ سکے
بہانا او وہ غافل بھلا دے نہ مجھے	مری یاد قاصد دلانا اوسے
تنک اپنا جلوہ دکھا دے مجھے	اوٹھا منہ سے برقع ذرا ہنس کے بول
خدا کے لیے خونبہا دے مجھے	مرے دلکو ناحق کیا تو نے قتل
کہ جی مار کے پھر جلا دے مجھے	تجھے کب کہون گا مسیحا نفس
وہ بیدرد ہی جو دوا دے مجھے	کل اک دردمارے نے مجھسے کہا
ترابی پر ایسی دعا دے مجھے	ہے دل مین میری یہی درد سے

ولہ

ولہ

غنچہ و گل نے کیا بلبل پہ گلشن میں ستم — اوسطرف ہنسنا و کھلنا اسطرف فریاد ہے
جس سے تہمت بلا کو ہر گرد مت قتل کی — شانِ قہاری خدا کی صورت جلاد ہے
چبھ گئی دل میں مرے رگ رگ میں اوسکی خلش — یار کی مژگان نہیں یہ نشترِ فولاد ہے
یار چھوٹی کھونکی عاشق کا دل کرتا ہے صید — جال و کھلا کر جو پھانسے وہ بڑا صیاد ہے
شاہ صاحب عزم کرتے ہیں ہزار دن قلعہ فتح — نفس پر کوئی فتح پا دے تو مبارکباد ہے

۲۴۱
جاگتے سوتے تراب اوسکو نہ اکدم بھولنا
اور سب بھولے پر اتنی بات رکھنا یاد ہے

مومنوں میں مبارک اس جہت سے ماہ رمضان ہے — کہ روز عید عاشق کو میسر وصل جانان ہے
جو کرتا تھا سدا پہلو تہی یار دنکی ملنے سے — بغلگیر اوس سے ہونا عید میں ممکن ہے آسان ہے
ہر اک معشوق بن ٹھن کر دکھاتا ہے جمال اپنا — سحر سے شام تک ہر بزم جلوہ گاہ خوبان ہے
کہیں دف ہے کہیں مطرب کہیں ہے سبزہ کہیں ساقی — جدھر دیکھو ادھر عیش و خوشی کا ساز و سامان ہے

۲۴۲
ہے جو کا پیاسا جو یہان بہر خدا چندے
تراب اوسکو وہان شہد و شکر حور و غلمان ہے

آنکھ میں چھپتی ہیں جب چاند ستارے پیارے — ہجر کی رات میں بھاتی نہیں تارے پیارے
غیب سے بجتے ہیں برسات میں خوش یار کے ساتھ — فقط اک ہم سے ہوئے دور ہمارے پیارے
جھڑ لگی آنسوؤں کی آہ کی بجلی چمکی — کیتو جھمر و سحر تم بانسی سدھارے پیارے
کیا ہی ورد کی ہوئی دیدۂ تر سے بہر روان — ہے عجب سیر یہ دریا کے کنارے پیارے
آیت رعد نہ پڑھنا نہیں یا دل گرجا — دل دھڑکتا ہے مرا خوف کے مارے پیارے

دیکھلون مین بھی ٹک ہلال عید
ذرسی ابرو کو اپنے خم کردے

قاصد اوسطرف آج جاتا ہے
خط مین اتنا کوئی رقم کردے

طالب وصل ہے نہو منکر
منہ سے اوسکے سلے غم کردے

اوسکو کیجے کھلا نصیب ترا
یار جسکے اوپر کرم کردے

جام مے سے نہین غرض کچھ اور
مجھکو بیخود تو اے صنم کردے

پھر اوسیکا وجود دیکھ پڑے
اپنی ہستی کو جب عدم کردے

ایک دم یار کو نہ بھولون تراب
کچھ دعا ایسی مجیب دم کردے

جو ہر اوسکے تیغ ابرو کا ہر بال ہے
اک اشارے مین وہ دو کرتا ہے کیا اقبال ہے

درد کس سے ضبط ہو کیونکر نہ نکلے دلسے آہ
تیر مژگان سے جگر سوراخ جون غربال ہے

صید لاغر جان کی دلکو کیا جو رنگ تھا
نیچے مین پڑ گیا اوسکے یہ کیسا بال ہے

زلف مین جب پھنس گیا دل ہو تب کیا کرے
صید وہ لاچار ہے جسکا بند جا پر و بال ہے

کوئی عبث دشمن کی جانب سے خوش ہو دوستو
موت سایہ کیطرح کسکے نہین دنبال ہے

دے وفردا کچھ نہ کہہ صوفی ابن الحال ہے
حال کے آگے کہان ماضی و استقبال ہے

یار دو اب کیا پوچھتا ہے فقر مین حال تراب
چین سے کٹتی ہے اوسکی خوش ہی فارغ بال ہے

بت کسکے لیے اسباب دنیا جمع کرتا ہے
خزانہ لیکے قارون کیطرح کیا پتر دھرتا ہے

عبث کرتی ہو اے ابلہ دل طول عمل اتنا
اجل پیچھے پڑی ہے دفعتہ اک روز مرتا ہے

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

دیوان تراب

انکھین ہوئین روتے روتے سوتے	یان نام کوئی نہ خواب کا لے
جسطرح وہ آنکھ بھر کے دیکھے	لبریز ہون ین شراب پیالے
بکھرے پہ ہے زلف چھٹکی اسطرح	ہون جا تر یہ جون سحاب کالے
کیون باغ نہ اجڑے باغبان جب	بلبل کی جگہہ غراب پالے
گل پھول کے جھڑ گئے ہزارون	خشکی سے ہو گئے خراب لالے
دل غم سے ترے جلا بھنا ہے	لے ہاتھ مین یہ کباب کھا لے

۲۵۰

دل دیکے تجھے مزہ یہ پایا
جی دیکے بھلا تراب کیا لے

یان تلک دلمین جدائی کی گرانی رہ گئی	وصل مین چھوٹا نہ داغ اوسکا نشانی رہگئی
دور سے وہ منہ دکھا کر لیگیا صبر و قرار	سامنے آوے تو جی دون جانفشانی رہگئی
دوستو کیا کیجئے اوسکا ماجرا کہنے کو ہین	مہربانی گھٹ گئی نامہربانی رہگئی
خط نکل آیا گئی اوس سادہ رو کی بہار	ہمسے اب تک دلمین اوسکے بدگمانی رہگئی
وہ تجلی ہے کہان مشتاق ہو جسکا کوئی	ناحق اب یار و نشان اوسکو لن ترانی رہگئی
مٹ گئی لیلی موا مجنون ہوا قصہ تمام	عاشق و معشوق کی جاگہ کہانی رہگئی

۲۵۱

منتظر ساعت کا رہ غافل نہو جی سے تراب
آ گئے دن چلنے کے تھوڑی سی زندگانی رہگئی

خداہ پناہ فقیرون کی کبریائی سے	اگر اونکو ننگ ہے دنیا کی بادشاہی سے
خدا کی لوگ نے ڈرتے رہو خدا کے لیے	کہ بیخودی مین ہی نسبت اونھین خدائی سے

ہمسے عاشق کی قدر معشوق کرتا ہی نہین	شہ کرائے کیا حقیقت سب گدا کیواسطے
واعظا کل دیکھکر جسکو ہوا تو بیحواس	مین تو رسوا ہون اوسی کافرادا کیواسطے
وہ تو ہے دلمین ترے کعبہ چلا ہی جسلیے	شیخ جی باہر نجا گھر سے خدا کیواسطے

٣٥٤
کسطرح دنیا مین گذری چین سے اُسکو **تراب**
جو یہان پیدا ہوا رنج و بلا کے واسطے

کم کوئی فقرا سے ملتا ہی خدا کیواسطے	دفع اعدا کے لیے یا کیمیا کیواسطے
اہل دنیا کی غرض لگتی ہی جب دلیش سے	کہتے ہین اپنے حصول مدعا کیواسطے
اے خدا دا لو یہی ہے جسسے میری التجا	حل کرو مشکل مری مشکل کشا کیواسطے
مدعا حاصل ہوا تو پھر گئے کہنے لگے	یون خوشامد سے سمجھے انکی دعا کیواسطے
ایسی لوگونسی کرین درویش نا حق اختلاط	صحبت اونکی زہر ہے اہل صفا کیواسطے
شاہ جی اوسکو نہ کہتا ہی وہ بھیک منگا فقیر	اغنیا سے جو ملے نشو و نما کے واسطے

٣٥٥
سایۂ درگاہ کاظم ہمکو کیا کم ہے **تراب**
کیون پھرین ہم دربدر ظل ہما کیواسطے

غلط نہین جو کہون روز و شب برابر ہے	کہ جلوہ گر رخ و زلف اوسکا اب برابر ہے
خدا رقیب کو مارے عتاب سے تیرے	ترا عتاب خدا کا غضب برابر ہے
نظیر سرو کی کسطرح کیجیے قد کو ترے	وہ تیرے قامت نازک کے کب برابر ہے
گلی مین تیری رقیب و حبیب یکسان ہے	عجب کہ قدر ہوس اور طلب برابر ہے
بھلا کہے اونھین چاہی برا کہے کوئی	جو تیرے والے ہین اونکو تو سب برابر ہے

۲۵۸
اہل جہان ہیں خراب اپنی عمل سے تراب
وضع بد روزگار دیکھیے کب تک رہے

بلاسے جان تری زلف رسا ہے — یہ کالے نے ہزاروں کو ڈسا ہے
غضب گوندھے ہے چوٹی تو ذ کسکر — مرا دل کیون شکنجے مین کسا ہے
نہ فتنہ بن معطر کرکے چیکن — تو خود گل ہے اور پھولو نہین لبا ہے
طواف دل ہوا ہے فرض مجھ پر — تو اسے نام خدا جب سے بسا ہے
ہم ایسے ہونگے بھیرے تمہارے — ہمارے تو نہین کوئی آپ سا ہے
رخ اوسکا صبح ہے اور زلف ہی شام — یہی چرچا یہان صبح و مسا ہے
تو اوس سے بدگمان رہتا ہے ناحق — یہ تیرے دلمین کیسا وسوسا ہے

۲۵۹
بظاہر رند ہے باطن مین زاہد
تراب ایسا بھی کوئی پارسا ہے

ہم نہ دیکھا کدھر کہان ہو گئے — نکلے تم جیب گل یہانسے سے گئے
کچھ تو صیدون پہ اپنے کھاؤ ترس — گھر سے اوجڑے اور آشیان سے گئے
اوٹھ گئے تیکے بزم سے میری — آج تو کچھ وہ بدگمان سے گئے
ہمین جھڑ کا اوسے لگا یا نہ — آہ ہم قدر برگ پان سے گئے
باغبان نے چمن ترا چھوڑا — گل سے گذرے اور بوستان سے گئے
ق
مر گئے ہم اسی تفکر مین — اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
واے حسرت تراب بار دگر — پھر نہ آئے جو کوئی یہان سے گئے

ردیف یا تحتانیہ

منہ چھپا لیتے ہکو دیکھتے ہی دور سے | اب بھلا کیا دیکھنے کو آوینگے ہم تیری گلی

۲۶۳
کیا کہین سمجھاو کوئی گل رد لبھایا ہی تراب
خیر ہے کسطرح سے آج تیری گلی

نت منہ پہ شعلہ رو یونکے اسکو نہ ہے کھلی | کاکل نہین یہ کافر آتش پرست ہے
ادھر ہی زلف چھٹکی ادھر چوٹی ہی | کیا خوب ملک ہند کا بے بند وبست ہے
عہد بلی نہ دلکو ہمارے دلاؤ یاد | وہ اور ہی خیال مین مست الست ہے
غنچہ سے مت امید کشایش کوئی رکھے | کیا دیگا وہ کسیکو جو خود تنگدست ہے

۲۶۴
اوس چشم شرمگین سے بچاوی خدا تراب
ہتھیار باندھے کسطرح یہ ترک مست ہے

لاف خوبی کا نہ پھر شمع نشین مارے | تو اگر اوسپہ ذرا گوشۂ دامن مارے
بسملون کو تری سب دیکھکے کہتی ہین یہی | ہین یہ اوس کافر بیرحم کے جنون مارے
ایک بلبل کو کہان تاب ہے دیکھے اوسکو | جسنے اک جلوہ مین سو سو گل گلشن مارے
اوسنے محجوب ہو برقع مین بکھر دکھا انکا | رہ گئے عاشق دیدار کھڑے سن مارے
یا رہ وہ قاتل بیدرد دبلا ہے کوئی | جسکے ہاتھو نسے گئی شیخ و برہمن مارے
مت دکھا ہاتھ رقیبون پہ نہ اوسے بیدرد | اپنے ہاتھونسے اونھین میان تیرا دشمن مارے

۲۶۵
ہجر مین وصل سے اوسکے نہوئی آس تراب
جسکے دروازے پہ بیٹھا ہی تو آس مارے

باز دادا سے باندھ کی ہتھیار سوگئے | اتنے خون پہ دل کے اکے ستمگار سوگئے

پیدا کیا خدا نے عبادت کے واسطے
اعمال اچھے ہیں تو امید بہشت ہے

کیوں پیٹ بھر کے کھائیے ذرات تیجے
پھل پائیے وہاں جو یہاں تخم بوئیے

۲۶۸
جیتے مرے جو یاد میں اوسکی ہے تراب
جیا نہ ہار ہے اور غفلت میں کھو رہے

خواجگی پر اپنی ماریے لات کوئی تب جانیے
اپنی ہستی سے الگ ہو نیستی کی راہ لے
جسطرح کہتے ہیں برحق قرآن و حدیث
یوں فقیری کا مزہ پانا بہت دشوار ہے
عقل والے جانتے ہیں خوب تدبیر جہان
نرد بازی میں جتا دیوے کو خود ہار جائے
اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی
باوجود کار و بار غفلت اس عالم کے بیچ

جان کو نیچے ہمارے ہات کوئی تب جانیے
مر رہے جینے ہمارے ساتھ کوئی تب جانیے
کلمۃ الحق جانے میری بات کوئی تب جانیے
چھوڑ دیوے دنیا کی سب لذات کوئی تب جانیے
حق سے ملنے کی بنا دیوے گھات کوئی تب جانیے
شرط یہ ہے کہ آپ ہو وے بات کوئی تب جانیے
غیر حق کر دیوے ہمین اثبات کوئی تب جانیے
یاد حق کرتا رہے دن رات کوئی تب جانیے

۲۶۹
کیا عبادت خالصاً للہ مشکل ہے تراب
بے صفت ہو آشنائے ذات کوئی تب جانیے

یار و دیکھو کہیں وہ شکل نظر آتا ہے
چاہوں ہر روز وہاں جاؤں نہیں کچھ مشکل
ہے وہ لڑکا کہیں شہر کا کہ نہ بیٹھے
نیند اوڑ جاتی ہے آنکھوں سے شب بھر ہائے

گہ اندھیرے میں مجھے چاند نظر آتا ہے
پر مرے دل میں یہ وسواس و خطر آتا ہے
کیا ترا کام ہے یہاں کیوں تو ادھر آتا ہے
جس گھڑی دل کو مرے خون سحر آتا ہے

دلگی انکھو نسی نہین ہوتے ہو اک لحظہ جدا
منہ لگاتے نہین اور کتنی ہو آدہو ین گے
خط کا آغاز یہ آخر کو گنوا اسے کا جمال

اب تو یا نار کچھ نہین ہے کام مجھے
خوش نہین آتا ہے یہ بوسۂ پیغام مجھے
غیر اسکے نظر آتا نہین انجام مجھے

۲۷۳
کل جو بھو سے تراب اوسنے مرا نام لیا
ننگ ناموس مین کیا عشق کے بدنام مجھے

کیون دیکھکر ہمین تو کہی ہے کہان چلے
مارے خوشی کے پھولی ہر اک غنچہ دکلی
عزم سفر ہے تجھکو نکر ہمکو اب جدا
جز بیدلی ہمین نملا تم سے اور کچھ
تلوار لیکے آج چلا ہے کہین وہ شوخ
بلبل کی نبض سست ہو کیونکر نہ یکبیک

آئے ہین دیکھنے کو تری ہم یہان چلے
گر سوی باغ وہ گل غنچہ دہان چلے
ہم بھی چلین گے ساتھ تری تو جہان چلے
دل تیرے نذر کرکے ہم اے دلستان چلے
کسکی اجل ہے دیکھیے کسپر کہان چلے
گر تیز و تند باغ مین باد خزان چلے

۲۷۴
ہرگز نہ کیجیے سخن حسن مین قصور
کہتے تراب ہمین جہانتک زبان چلے

کرکے رنجور مجھے ہاے اودھر یار گئی
بیکلی تب سی ہے یکدم نہین کل پڑتی ہے
کوئی صیاد سی پوچھے یہ نیا ظلم ہے کیا
ہاے ہمدرد و نسی اپنے نہ کوئی ایک رہا
یار و یکبار بھی ہمسے نہ ملا وہ بخوشی

پھر عیادت کی لیے آ تو جی مار گئے
مجھسے تم کہہ کے جو کل وعدہ دیدار گئے
دام مین چھوٹ گی کیون مرغ گرفتار گئے
کس سے غم کہیئے کہ سب محرم و غمخوار گئے
جسکے دربار مین ہم شوق سے سو بار گئے

جلوہ صرا اوسکے قدم کی آرزو ہے
ہمین جھوٹی قسم کی آرزو ہے
قرار وصل یہ منہ سے تمھارے
کوئی دنیا طلب اتا ہی کوئی دین
فقط اوسکے کرم کی آرزو ہے
ولہ ۲۷۶
تراب اپنی ہی اب آرزو ہے

کہو میرے صنم کے در پہ جانے
نہ جسے بیت الحرم کی آرزو ہے

عدم اوسکی کمر کو جب سے جانا
ہمین تب سے عدم کی آرزو ہے

۲۷۷
تراب اوسکی گلی مین بیٹھ رہ جائے
اگر باغ ارم کی آرزو ہے

کیا کام ہمکو یار جو آتی ہے چاندنی
بن بزم یار کچھ نہین بھاتی ہے چاندنی

ہوتا ہے بر مین جب وہ پری زاد سیمبر
اوسوقت اور ہی لطف دکھاتی ہے چاندنی

بن یار کچھ نہین شب مہتاب کی بہار
ہجرت مین ہائے مجھکو رولاتی ہے چاندنی

اندھیر ہے کوئی نہین کہتا ہے اوس سے جا
جلد آ کہ تیری یاد دلاتی ہے چاندنی

کیونکر نہ دل سے نالۂ شبگیر ہو بلند
کوٹھے پہ میرے جب لہر آتی ہے چاندنی

خط کا غبار آنے لگا منہ پہ یار کے
افسوس چار دن کی یہ جاتی ہے چاندنی

منہ ڈھانپ کر نہ رو نہ دل خستہ کیون بہت
زخمی کو مار تی و ستاتی ہے چاندنی

کسطرح چاندنی کو کہون میں ہے خنک
مجھکو تو اوسکے غم مین جلاتی ہے چاندنی

۲۷۸
رو رو پہ اوسکے گوری مکھ کا پڑی ہے تراب یاد
کیا چوٹ میرے دل پہ لگاتی ہے چاندنی

رسوا ہون کیون نہ زلف گرہگیر کے لیے
مجنون بنا ہون خاص یہ زنجیر کے لیے

لے مجھسے تیرا تیر ہی قربان ہے مرغ دل
ہٹتا ہے اپنی صید سے کوئی تیر کے لیے

کہتے جب اوسکی ابرو و مژگان یہ ڈھالکے
تیر و کمان یہ خوب ہین نخچیر کے لیے

ق
کہتا ہے ہنسکے واہ یہ تیر و کمان تو ہین
رکھتا ہون اپنے عاشق دلگیر کے لیے

بین اوسکو دیکھتے ہی یار و ہوگیا بیخود	سنبھل رہے وہی جسکو خدا سنبھال رکھے
نگاہ پاک پہ میرے لحاظ کرکے تو کہہ	خدا ہمیشہ یہ تیری نظر بحال رکھے
جو ایکبار کسی سے ملے او پھر نہ ملے	عبث پھر اوس سے کوئی خواہش وصال رکھے

٢٨١

تراب کا ہیکو درخور کرے امیرون سے
ملے وہ اہل دول سے جو کچھ کمال رکھے

جب تلک خط جاہ باقی ہے	نفس بد روسیاہ باقی ہے
اوسکو تائب نہ کہیئے کچھ بھی جسے	دل مین ذوق گناہ باقی ہے
پھیر لی آنکھہ یار نے سب سے	ہمسے وہ ہی نگاہ باقی ہے
ہوگئے سب طرف کے رستے بند	فقط اک دل سے راہ باقی ہے
خط کے آتے سب اوس سے ہوگئے بد	صرف یہ خیر خواہ باقی ہے
یاریت او رسم سے آج تلک	دوستی کا بناہ باقی ہے
آتے ہین دن بہار کے بلبل	صبر کر ایک ماہ باقی ہے
کچھ نہ پوچھو تراب کا احوال	دل مین غم لب پہ آہ باقی ہے

٢٨٢

شیخ فانی ہوا ہے جون یعقوب
تو بھی یوسف کی چاہ باقی ہے

کیا پریشان وہ زلف مشکین ہے	دل مرا منتشر اد غمگین ہے
جو کرے پیر ناتوان پر رحم	اوسکو کیا کہیئے ناتوان بین ہے
شور ہے خوبی ذقن کا تر ہے	اس زنخدان کا چاہ شیرین ہے

جسطرف موتی اوٗدھر ولا دہی جاہے سو ہو
بچ گئی وہ جو ادسے بیچان چُکے رہے

برخلافی جو کرے سلطان کی مارا پڑے
بڑھ کی باتین جو کرے عرفان کی مارا پڑے

کسطرح سے کیجئیے **تراب** اس برہمن داے کو رام
اوسکو جو ترغیب دے ایمان کی مارا پڑے

۲۸۴

جبسے ہم رند ہی پیر خرابات ہو لے
بت پرست اونکو بھلا کیون لگنی زاہد خشک
عشقبازی مین وہ کیا ہار گئی جیت رہے
گرچہ ہم جانتے ازل سے تو روتی نہ کبھی
کون مُنہ والی تری رخ پہ لپٹ جاتی ہے لٹ
شیخ جی تم بھی پھنسی سلسلۂ زلف مین ہائے
بندگی خوب ہوئی جن سے خدا کی واللہ
وے جوانمرد جری لوگ ہین کیا بات اونکی
دیکھتے ہین جو عیان سب کہین اک ذات فقط
کلمۃ الحق ہے کہ جز حق نہین موجود کوئی

مُغبچے جام کی مشتاق ملاقات ہو لے
ہمنشین اوس بت کافر کے جو نزرات ہوئے
شرط ہے کی جو تری ہاتھ سی خود مات ہوئے
یار آئیگا یہان آخرِ برسات ہو لے
زلف کی بال بھلے مار طلسمات ہوئے
قید کافر مین باین خارقِ عادات ہوئے
وہی مردان خدا اہل کرامات ہوئے
اکی دنیا مین جو یون تارک لذات ہوئے
کیا صفت اونکی کہون وہ عجب ذات ہوئے
ہم تو اسبات سی کچھ اور ہی اثبات ہوئے

کل سے ہم بیٹھ رہی یار کے کوچی مین **تراب**
مورد لطف و کرم اہل کیا عنایات ہوئے

۲۸۵

ازل سے دلکو الجھا کا کل دلگیر لے آئے
نگر مشتاق سے گھونگٹ کہاں تک قتل کر چھٹے

کہان سے کھینچکی مجنون کو یہ زنجیر لے آئی
قضا تیری لیے کیا ڈھونڈھ کی نخچیر لے آئی

ردیف یای تحتانیہ مین

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

جو سیکا کبھی کہا نہ کرے — اوس سے کوئی ہرگز التجا نہ کرے
یار کی گالیوں سے جو خوش ہو — حق میں اوسکے وہ کب دعا کرے
پیر بھائی ہیں اوسکو کیسے کہوں — جو مرے درد کی دوا نہ کرے
یار ہی اوس سے نہ کیجیو یارو — ہے وہ بیدرد کچھ دعا نہ کرے
آئینہ توڑ کے وہ کہتا ہے — سامنے میرے کوئی ہوا نہ کرے ق
مجھکو پروا نہیں تجھس کی — مجھکو اللہ خود نما نہ کرے
عاشق بیقرار اوسکا ہے — کسطرح عرض مدعا نہ کرے
گھر سے لیپٹے وہ ابتلک نہ پھرا — ہجر میں کیوں جگر جلا نہ کرے
ہمتو خوبوں سے ہو گئے بی آس — کوئی خوبوں سے آسرا نہ کرے
بوے گل سے کوئی بیا دے خبر — کچھ بھی ایما اگر صبا نہ کرے

دلمیں جسکے تو بس گیا ہے تراب
نام تیرا وہ کیوں لیا نہ کرے

صنم کے دیکھنے کو ہاے دل کیا تلملاتا ہے — کہانتک اوسکو سمجھاؤں گھر دیا را آتا ہے
مجھے بھو نچا دے کوئی وان اگر آتا نہیں وہ یاں — یہاں کی گردہیں کیا نہیں کچھ مجھکو بھاتا ہے
وہ مجھسے کہگیا تھا چلیں گھر سے پھر آونگا — تو کیوں مایوس ہوتا ہی عبث آنسو بہاتا ہے
کہوں کس سے کہا تھا جو قسم کر کے گیا تھا وہ — مرا ہمراز کوئی ایسا نہیں اوسطرف جاتا ہے
منانے کا وعدہ تھا نہ آیا ہو گئی سہ چند — کہے کوئی وس سے ابھی آ زیادہ کیوں ستاتا ہے
کہو انصاف سے یارو مجھے کسطرح صبر آوے — خبر آ کی جھوٹی بھی نہیں کوئی سناتا ہے

ولہ

دیکھکر مجھکو کل کہا اوسنے — کون یہ ناتوان جاتا ہے
بول اوٹھا اک مصاحب اوسکا تب — یہ وہ اے مہربان جاتا ہے
توکڑھلانے کے واسطے جسکے — غیر کی بات مان جاتا ہے

کیا تراب اوسکے آگے بولا اب
جی کا مطلب جو جان جاتا ہے

ہین دیدہ تر ہین مرے دریا کی تماشے — اے بہہن آ دیکھ یہ گنگا کے تماشے
کیون گھر سے نہ گھبرا کے لون راہ بیابان — دکھلاتی ہی وحشت مجھے صحرا کی تماشے
انکھ اوسکی جھپک جانہ پھر آنکھ لگاوے — دیکھے جو تری عاشق رسوا کے تماشے
یار وہ مرے گھر مین پھر آوے کہین اکدن — دکھلاؤن میں اوسکو دل شیدا کی تماشے
عالم وہ کہان جو قد بالا کا ہے تیرے — دیکھے ہین بہت عالم بالا کی تماشے
آ دلکو ذرا اپنے مریدے ملا دے — بندہ ہون دکھاؤن تجھے مولا کی تماشے

کہا اوس سے تراب اپنے تماشے پہ نہ بھولے
دیکھے نہین اوسنے ابھی فقرا کے تماشے

٢٩٢

سینے سی اگر یار نہ پیکان نکل جاے — قربان ہون تیرے یہ کیون جان نکل جاے
مرتا ہون غم ہجر سے دکھلاوو ذرا منہ — مشتاق ہون دیدار کی ارمان نکل جاے
آتا ہی تو آ وعدہ نہ کر راہ نہ دکھلا — صبر آے کیطرح یہ خلجان نکل جاے
ہین خال و خط و زلف سبھی ظالم و کافر — ہندو سی کہان بچ کے مسلمان نکلجاے
دیوانہ اوسے کرکے کہا لیلی نے دیکھو — مجنون نہ کہین بے سر و سامان نکلجاے

مریدل مین سوا اوسکے نہین کچھ — یہان نازل وہی وار د وہی ہے
کہان طالب کدھر رہتا ہے مطلوب — یہان موجود او ر واجد وہی ہے
جو باز آئے صنم کی دوستی سے — **تراب** اسوقت مین زاہد وہی ہے

کیا روئیے فراق مین کیا آہ کیجئے — یاد صنم مین اللہ ہی اللہ کیجئے
ڈرئیے خدا سے مانگئے اللہ سے پناہ — عاشق کی آہ پر نہ بہت واہ کیجئے
جس زلف و رخ کی فکر مین گذری ہے رات دن — ذکر اوسکا کیون نہ شام و سحرگاہ کیجئے
مجھ باولے کو تو نے جھکائی بہت کنوین — مشہور کچھ تو جگ مین تری چاہ کیجئے
کوئی برہمن کرے نہ مسلمان کی رہبری — گر راہ حق سے ہم اوسے آگاہ کیجئے
جو اک نظر مین شاہ ہون کو چاہیے کرے فقیر — اوسکا خطاب کیون نہ شہنشاہ کیجئے
راہِ وصول حق تو نہین دور کچھ **تراب** — صاحبدلون کے دل سے اگر راہ کیجئے

۲۹۶

نہ دلکو کاکل دلگیر بھائی — دوانے کے تئین زنجیر بھائی
ڈرے مجھسے حجاب اے لیلی شوخ — کہ مجنون کا ہون تیرے پیر بھائی
مین دل کو چھوڑ بیٹھا تن بہ تقدیر — مری جی کو یہی تدبیر بھائی
وہ کب سنتا ہی ناصح تیری باتین — جسے معشوق کی تقریر بھائی
تو مت دکھلا مجھے شیرین کی تصویر — کہ مجھکو اور ہی تصویر بھائی
پر و بال اوسکے کب صیاد توڑے — اوسے تو وحشت نخچیر بھائی

مرے کون اوس سیمبر کیلیے
جو گھر گھر پھرے سیم و زر کیلیے

خبر اوسنے میری کسیدن نہ لی
نہ بھیجا کسیکو خبر لانے لیے

ادھر وہ کبھی پھر نہین دیکھتا
ترستا ہے جو اک نظر کے لیے

مجھے عید ہو ماہ رمضان مین
اگر وہ ملے اک سحر کے لیے

کرم وہ کرے تو نہین کچھ بعید
کہ مشتاق ہون شب قدر کے لیے

سفر اوس سفر کو نہین سوجھتے
جو مہ کسب علم و ہنر کے لیے

ہم ایسا نہ ہوگا رفیق شفیق
ہمین ساتھ رکھئے سفر کے لیے

خوش آتی کا کل تو کمر کے گرد
یہ بالا ہے زیبا کمر کے لیے

تو اپنی قبا کی ذرا آستین
بڑھا دے مری چشم تر کے لیے

وہ بڈھے کو سودائی کہتے ہین لوگ
پھرے ساتھ اپنے جو لڑکے لیے

خدا نے ازل سے دیا ہمکو عشق
امانت یہی تھی بشر کے لیے

کرد عشق صادق کہ ہے فائدہ
ادھر کے لیے یا ادھر کے لیے

ہوا عشق مین اب تو بدنام خوب
تراب اک برہمن پسر کے لیے

جھڑے ہے ایسا مجھے اوس گلبدن کیواسطے
باغبان کو تاک ہو جیسے چمن کیواسطے

یار بن سب مجلس عشرت و طرب بے نور ہے
چاہیے کوئی شمع تابان انجمن کیواسطے

کھد و شانہ سے نہ اوجھے پیچ دل جو ہے
کاکل پر چین و زلف پرشکن کیواسطے

تار نظران گر سا ہو زلف جانان ہیں
رسی چھوٹی چاہیے چاہ ذقن کیواسطے

چشمۂ حیوان ہے لب اوسکا سکندر کیطرح
سبزۂ خط خضر ہے زلف سیہ ظلمات ہے

دل کی شہ سے عشق کی بازی تو نہین جیت لی
جی نہین ہارا کبھی پر وہ کہتا مات ہے

طفل بازیگر ہے میرے بس مین کٹھ پتلی کیطرح
پھیرون جا ہون جدھر کو اوسکی پر ہاتھ ہے

۳۰۳
عشق کا دعوی ہے مجھکو بادشاہ ہر تراب
گر وہی منکر نہو تو مدعا اثبات ہے

وہ دلبر سر پہ آپھونچا خنجر لے
الٰہی اب مین جاؤن دل کدھر لے

مین اوسکے غمسے مرتا ہون کہو جا ہے
خدا کیواسطے میری خبر لے

گیا خشک ہو جاتی ہے سر سبز
جہان جاتا ہون مین یہ چشم تر لے

اگر جنگل مین جاؤن اگ لگ جاے
کہان بیٹھون نہین یہ سوز جگر لے

حقیقت کا مزہ سالک نپا دے
طبیعت ہے نہ جبتک خوب مر لے

جسے جاہے وہ اک جیتو نہین مارے
پھرے ہے ناحق اب تیغ و تبر لے

۳۰۴
تراب اوس بت کو ڈر ہو گر خدا کا
تو بندہ ہو مرا دامن پکڑ لے

مرے دل کا غم یار ہی سے کھو سکے
مین لاچار ہون مجھسے کیا ہو سکے

رولایا مجھسے جسقدر عشق مین
کوئی اسقدر اور کب رو سکے

جسے صبح دھر کا جدائیکا ہو
شب وصل مین وہ کہان سو سکے

کبھی ہمکو وہ منہ لگاتا نہین
کوئی یار سے بات کہہ تو سکے

تراب اوسکو دی عشق نے جیسی کا تخم
صنم دل مین اپنے اگر بو سکے

ردیف یائے تحتانیہ ۳۰۶

[illegible]

خفاش کو کب مہر کی طلعت نظر آوے	ناصح تجھے معشوق کی پہچان کہان ہے
جبتک کہ مری بر مین نہ آویگا وہ دلبر	صبر آئے مرے دلکو یہ امکان کہان ہے
احوال مرا دیکھکے کہتے ہین اطبا	اس درد کی یان دارو و درمان کہان ہے
مجنون کو ترے چاہیے صحراے قیامت	اس وحشی کو یان وسعت میدان کہان ہے
اوس طفل برہمن سے کبھی دل نہ ہٹیگا	کافر سے جو چھٹ جاے تو مسلمان کہان ہے

۳۰۸ کسطرح **تراب** اوسکو مین ہمرہ کرون اپنا
یوسف کی خریداری کا سامان کہان ہے

تب ہجر ایسی مرتا ہون مجھے ہی غمکی بیماری	وہ ہمدم یار کہتا ہی تجھے ہے دم کی بیماری
الٰہی خیر کیجو درد مند ا جو ہوا وہ خود	دعا جسکی کرے تھی رفع اک عالم کی بیماری
ترا عاشق بیچارا ارز دے دلکا ہی ہارا	یہی ہی سخت پیرمین بنی آدم کی بیماری
تو اپنی آستین رکھدے مری آنکھون پہ ٹک ہنسکر	رولاتی ہی مجھے اس دیدۂ پرنم کی بیماری

۳۰۹ **تراب** آزار سے دل کے خبر کیا ہی طبیبون کو
کہے بن کیسے ہو تشخیص نامحرم کی بیماری

اے شاہ تونے کچھ بھی لحاظ گدا نہ کی	مجھ بینوا کی طرف کبھی اعتنا نہ کی
معشوق تب ایاز ہوا بادشاہ کا	مولا کی بندگی مین جب اوسنے خطا نہ کی
وہ بیوفا تو مارکے مجھکو چلا گیا	افسوس عمر نے مری کچھ بھی وفا نہ کی
روتا رہا مین کچھ نہ کہا ہنسکے چل دیا	ایسی تو ہاے اوسنے کسی پر جفا نہ کی
دیکھا جو دردمند کو اوسکے طبیب نے	ق تجویز رفع درد علاج شفا نہ کی

ردیف یاے تحتانیہ

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

نرکھے تو لُٹھ ہی پہ اپنی نقاب جانے دے
اوٹھائے منہ سے یہ برقع حجاب جانے دے

نہ گن کے وعدہ دیدار کر بروز شمار
مجھے بہشت مین جھٹ بے حساب جانے دے

تو ساقی اپنی خط و چشم میگسار کو دیکھ
لحاظ نشہ بنگ و شراب جانے دے

ندیم حریفون کو بھر بھر کے جام مے خلاف
نہ دل جلا یہ طریق کباب جانے دے

وہ اپنی گھر سے پھر آویگا جلد اے مشتاق
تو دل سے ہجر کا اب اضطراب جانے دے

جو اوسکو خواب مین دیکھا تو کیا ملا تجھکو
خیال خواب نکر ذوق خواب جانے دے

وہ بیوفا کا نہ لے مجھسے نام اے نادان
اوس سے خوبونسی کر انتخاب جانے دے

لگا تو شوق سے بحر محیط مین غوطہ
کہان کی موج کہان کا حباب جانے دے

۳۱۳

بتون کو دعوی خدائیکا ہے معاذ اللہ
نہ التفات اودھر کر تراب جانے دے

وہ غم مرا نہ کبھی دیکھ بھال کے روئے
گلے مین غیر کے جو بانہہ ڈال کے روئے

یہ کیا عقیدہ ہے یار و یہ کیا محبت ہے
کہ پیر سے دم رخصت نہ بالکے روئے

شفیق اونکو سمجھکے وہ باغ باغ ہوا
جو ڈھے سامنے ایک حرد سالکے روئے

قدیم یار کا رونا نہ اوسکو آیا یاد
جب اُسکی ہجر سے اوباش حال کے روئے

یہی ہے ہجر کی کنجو مین کسطرح چھپتا
بہت فراق مین وان نہد لال کے روئے

ہوا نہ دامن مژگان تر ذرا اپنا
تراب ہجر مین ایکی سنبھال کے روئے

بازار گرم یار سے اغیار کی ہوئی
ارزان مٹھائی حسن کے بازار کی ہوئی

ردیف یائے تحتانیہ

راہ جذبے کی کسطرف سے کھلے	دل جو اک طرف کھچنے لگے

دستگیری تراب اوسکی کر
غیر کے ہاتھ جب لگنے لگے

گورے مکھ سے ترے قمر نہ لگے	خوبروئی مین کوئی بشر نہ لگے
بارک اللہ کیا جمال ہے واہ	منھ چھپالے کہین نظر نہ لگے
عشق سے میرے اک جہان ہی خبر	آپتک کس طرح خبر نہ لگے
جسکو ہرگز نہو خدا کا ڈر	ایسے کافر سے کیون ڈر نہ لگے
ابرو خم کا ہے کچھ اور ہی گھاٹ	دم کو اوسکے دم خنجر نہ لگے
ترچھی چتون سے بار بار نہ مار	دیکھ کر خم ابرو زخم پر نہ لگے
عین گرمی مین وہ گیا تھا ادھر	کیون ادھر آنسوؤنکی جھڑ نہ لگے
کیفیت دل کی کچھ نجان پڑے	دل کسی کا کسی پہ گر نہ لگے

جسگھڑی ہو وہ چار چشم تراب
کب مری آنکھ پھر ادھر نہ لگے

اندنون کھٹکا کہین اور یطرف صیاد ہے	بلبل بستانے کہدینا مبارکباد ہے
سیانہ لوح اوسنے ہمین وا لے گومت جا کوئی	گرچہ بھولا ہی پر اپنے کام کا استاد ہے
یار کو عاشق کو کتنے راہ اپنی گھر کی لی	شہر مین چاروطرف غل ہے یہی فریاد ہے
مثل باد تند چلتی ہی سواری جسکی تیز	اوسکے رستے مین جو مشت خاک ہو برباد ہے
خوش ادائی کی صفت کس سے ادا ہو یار کی	ہر اداے شوخ مین اوسکی نئی ایجاد ہے

عشق کی رہگذر میں اوسکے تراب
خوب ہم چین سے گذر بیٹھے

خریدار اپنا جو پایا مجھے
کیے اوسنے مجھپر ہزاروں ستم
رقیبوں کے بر میں رہا تد تون
گیا اوسکی مجلس میں جب مدعی
فغان سنکے میری وہ کہنے لگا
وہ گھر لیے بیٹھا خوشی کر رہا
میں قاصد کا منہ کیوں نہ میٹھا کرون
مری طرف رخ کرکے کہتا ہے یار
میں جاؤنگا مجھکو نہ روکے کوئی
خدایا خبر سچ کرے آنے جا کے

تو دل لیکے ٹکڑا دکھایا مجھے
بہت عشق میں آزمایا مجھے
میں روٹھا نہ کب ہی منایا مجھے
بٹھایا اوسے اور اوٹھایا مجھے
میں سوتا تھا کسنے جگایا مجھے
مزہ درد و غم کا چکھایا مجھے
یہ مژدہ تو اوسنے سنایا مجھے
اودھر جلد لیجا خدایا مجھے
زبردست نے اک ملایا مجھے
کہ دم ناک میں غم سے آیا مجھے

نہیں کم ہے ظل ہما سے تراب
وہ زلف پریشان کا سایا مجھے

۲۲۱

بہت اوسنے ابکی ستایا مجھے
نہ تھا میں فقیر پونسے اوسکے خبر
یہ کون اوس سے میری طرف سے کہے
نہ پیغام بھیجا نہ کوئی خط لکھا

نہایت جلایا کڑھایا مجھے
گیا گھر وہ دیکے کر بھولایا مجھے
غضب تونے رستہ دکھایا مجھے
بھلا دل سے اپنے بھولایا مجھے

ردیف یائے تحتانیہ

عجب عاشقی کا دلایا مجھے اور ہنسایا مجھے
تہ پردے میں کیے پردہ تراب ... چھپایا مجھے

۲۲۳

ولہ

مرض کی کیفیت بیمار جانے
قدر بلبل کی کیا ... جانے
الٰہی دردمند اوسکو ... جانے
شب ہجران کی ... جانے

نہ بلبل ... گلشن سے ...
وہ دلکھ تیری بلا ... جانے
... اپنی طرف سے ... قاصد یہ کہنا

لکھوں اوسکو مفصل حال مین کیا	جو پرچے کو مرے طومار جانے

جو لذت وصل مین ہے ہجر کے بعد
تراب تشنۂ دیدار جانے

جو ابرو کو تیرے تلوار جانے	وہ قاتل اور کب ہتھیار جانے
وہ جان بخشنے کو اپنے کیا جلاد	جو عاشق کا فقط جی مار جانے
کرے ناصح نہ چہرہ کو ملامت	محبت کے اگر اسرار جانے
جو غمخواری کرے یار کسی کی	اوسے کیونکر نہ کوئی غمخوار جانے
نہین کچھ عشق کے دریا کا پایان	کوئی کیا اوسکا وار و پار جانے
خدا کے واسطے اوسکا تو نام	جو کعبہ کو در و دیوار جانے
نہین اوس سے زیادہ کوئی نادان	جو بندے کے تئین مختار جانے
نتیجہ یہ ہی ہے عبودیت کا	تجھے اپنا وہ خدمتگار جانے

تراب اوسکے کرم کا اسرار کچھ
وہ جانے آگے اوسکا پیار جانے

گلی مین اوسکی قیس نکلا آج میلا ہے	بیابان فراق مین عاشق بڑا اکیلا ہے
جو پوچھو ہجر مین کیا واردات ہے مجھ پر	ہجوم آہ ہے اور انسوؤں کا ریلا ہے
کٹھن ہے صبر غم عشق کس سے کھایا جائے	کہ دل کا رنج تو میٹھا نہین کریلا ہے
وہ بازیگر نے تماشا مجھے دکھایا خوب	عجیب عشق کی پردے مین کھیل کھیلا ہے
تراب عشق مین اوس برہمن بچے کی	گرو ہے کون ترا من تو کسکا چیلا ہے

اوس سے کیا ہو ستی جسکے سراپا مین تمام — کج خرامی کج نگاہی کج ادائی چھاگئی
کیون نہ پھیلے جگ مین تاریکی شب دیجور کی — رخ پہ تیری زلف کی جلوہ نمائی چھاگئی
یار خود بین نے لیا ہی جب سے اوسکو ہاتھہ مین — آرسی مین اور ہی کچھ خود نمائی چھاگئی
بندۂ فانی انا الحق کیا کہیگا آپ سے — جب خودی سے اپنے نکلا تب جدائی چھاگئی

۳۲۹
ہے خیال اوس ماہ کا از بسکہ خاطر مین تراب
دل مین چار و طرف سے اک روشنائی چھاگئی

کیا ستم مجھپر کیا اوس جبین سے پوچھیے — مجھپہ جو گذری ہی میری ہمنشین سے پوچھیے
کیا کہون جو وقت رخصت آنسو نکلا یار تھا — میرے دامن سے کہ اوسکی آستین سے پوچھیے
خاطر نازک پر اوسکے بار ہی عاشق کیا — جبین ہی یکبار ہم اوس نازنین سے پوچھیے
گورے مکھہ پر اوسکی لہراتی ہی کیا زلف سیاہ — زہر اس کالی کا مار آستین سے پوچھیے
جو خدا کیواسطے کبہی نہ پوچھے آپ کو — اوسکو ناحق ہم کسی اور کہین سے پوچھیے
حال میرا صاف کہدیگا رقیب مدعی — آدمی کا عیب ابلیس لعین سے پوچھیے
حق نے گھر اپنا کہا مومن کا دل کیا جانکے — خوبی اس چھوٹے مکانکی اوس مکین سے پوچھیے
جو مزہ ملتا ہی تنہائی مین معشوق کے ساتھہ — کیفیت اوسکی کسی خلوت گزین سے پوچھیے

۳۳۰
ہجر مین منہ دیکھہ اوسکا درد ہوتا ہی ہمین
کیا تراب غمزدہ اندوہگین سے پوچھیے

وہ دوست اگر چاہی تو دشمن سے بچاوے — شرم اوسکی نگہبان ہو چتون سے بچاوے
ایمن نہین کوئی فتنہ دور فلکی سے — اللہ تری گردش دامن سے بچاوے

کسکو لکھون حال اپنا کسسے کہہ سناؤن | قرار دیتے ابھی با نکل نامہ و پیغام ہے
وصل کی امید تو ٹلی مل گئے وعدہ بہت | وقت گرمی گیا سرکا اب ہنگام ہے
یار کی کوچہ مین کتنی ہمکو دیتے ہین دعا | کتنے کہتے ہین یہ عاشق لائق دشنام ہے

وہ رہے جگ مین سلامت عشق مین جیسے تراب
یہ ملامت خلق کی سہنا ہمارا کام ہے ۳۴۲

دل مین جو بیٹھکے جھٹ خواہش ملن کی | ایسے کا ذکر خدا جلد مسلمان کرے
پیہون بیچارے کے زاہد تو کری رقص سماع | جب دل اسکو وہ صنم جنبش داامان کرے
عشق مین ہم تو خدا سے بھی کرتے ہین دعا | خوش رکھے دوست کو دشمن کو پشیمان کرے
واہ کیا خوب ہے مجلس مین تری باغ بہار | یہ حکایت جو سنے نقل گلستان کرے
زلف سے اوسکے جو شاعر ہوئے پریشان خاطر | جمع کسطرح وہ اشعار سے دیوان کرے
دلمین ہے غمکا نزول آوے نہ کیونکر ملول | تنگدل زیادہ کہان خاطر مہمان کرے
آبرو تب ہو مری آب روان انسو کی | وہ بہت شوق دلکا [illegible] افشان کرے
دلکو مین سر دھڑ کی رکھا اوسکے لیے | ورنہ یہ وحشی ابھی سیر بیابان کرے
ڈالکی مجھپہ یہ مشکل وہ گیا اپنے گھر | وہی پھر آئے تو مشکل مری آسان کرے
وہ تو آتا نہین یا مین نہین وان جاسکتا | کسطرح کوئی ملاقات کا سامان کرے

عشق مین اپنی حقیقت تو کھلی مجھپہ تراب
کہین اوسکو بھی خدا صاحب عرفان کرے ۳۴۳

کون زلفون سے اولجھ دلکو پریشان کرے | کون منہ دیکھ تراب کو حیران کرے

ردیف یائے تحتانیہ

گرچہ خود ہے تراب سیف زبان
بات کہتا ہے اونسے ڈر ڈر کے ۳۳۵

جانان نہین کرتا ہی سفر اپنے وطن سے
عاشق کی یہان جان نکلتی ہے بدن سے

اب سینہ پر داغ دکھاوے کسے بلبل
لالہ تو گیا ٹوٹ ہزارے کے چمن سے

کیا لگ گئی ہے ٹکٹکی حیران ہے نرگس
اوسکی بھی کہین آنکھ لگی میرے سجن سے

ہرگز نہ گمان سے ہو خطر حسد کو ایسا
ڈرتا ہون مین جھیا تری ماتھے کی شکن سے

کوئی لاکھ بناوٹ کرے ہرگز نہ ادا ہو
ہوتی ہے ادا اوسکی جو بیساختہ پن سے

بلبل نے کہا گل سے کل سے ہو وہ چٹکا
بولے نہ کوئی آج مرے غنچہ دہن سے

کسطرح تراب اوس سے ملون ہی وہ کیونکر
نزدیک ہے وہ جان سے اور دور ہے تن سے ۳۳۶

ردیف یائے تحتانیہ

دیوان تراب

بچتا نہ کسیطرح یہ دل چاہ ذقن سے
گر بار نہ کستا اوسکی زلفون رسن سے

زلفون نے نہ سب ڈھانپ لی رخسار کو اپنے
آتی ہے بلا جگ مین بہت سر کہن سے

مرجان کہان اور کہان جان کا ٹکڑا
اوس لعل کو نسبت نہین یاقوت یمن سے

کہتا ہے وہ صراف بچہ دلکو مرے دیکھ
ناخوش ہون مین اے قلب ترے کھوٹ چلن سے

انکھون مین ہے لیلی کی رم آہو وحشی
کیون دل نہ لگے قیس کا صحرا ختن سے

مت گور پہ رکھ ہاتھ کسیکے دم تلقین
مردہ وہ کہین ہاتھ نکالے نہ کفن سے

مفتون ہوا جسپہ تراب ایسا مسلمان
اللہ بچاوے وہ بت شوخ کے فن سے

[illegible]

۳۳۸

لوح دل سے رقم عشق مٹا دیگا وہی
ہاتھ سے جسکے سبب نقش فنا کار آیا ہے

ق

وہ بت شوخ مری حال کو کیا جانے ہی
غمسے جو مجھپہ گذرتا ہی خدا جانے ہے

عشق مین ہمنے تو کچھ اپنا بھلا دیکھ لیا
کیا ہوا کوئی جو جگ مین برا جانے ہی

دلربا پھر مرے یارو نہ کوئی حرف کرے
بیوفا ہے وہ نہین رسم وفا جانے ہے

اب ہی لڑکا ہی خیر کیا ہی ادسی کچھ نہ کہو
وہ پریچہرہ فقط ناز و ادا جانے ہے

ہمکو کہتا ہے برا جان سے کے عاشق نا
بیخبر تجھسے نہین کچھ تو بھلا جانے ہے

دوستو بہر خدا تمتمین کرو ادسکے دعا
درد کی اپنے نہین کچھ جو دوا جانے ہے

کسطرح آنکھ ملائے دل مسکین تجھسے
وہ تو چتون کو تری تیر قضا جانے ہی

ہمکو کیا سمجھیگا وہ ہمتو بچارے ہین فقیر
شاہ خوبان ہی وہ کیا قدر گدا جانے ہے

۳۳۹

کیون جدائی سے تراب اسکی تو مضطر ہے
وہ تو ہے تجھسے ملا جسکو خدا جانے ہے

ق

ایا ہی سر در پہ کوئی دور سے چلکے
مشتاق ہی دل ادس بت دلبر کے نکلکے

دیدار کا شوق اپنے جو اظہار کیا مین
وہ شوخ پر بڑا دلگا کہنے یہ چل کے

ارنی تو یہان کہکے بہت مرگئے عشاق
اس وادی ایمن مین قدم رکھو سنبھل کے

کل ادسنے مجھے دیکھکے جھٹ آنکھ چرائی
آنکھین مری بھرآئین اور آنسو گرے ڈھلکے

ہر پیچ و گرہ مین عجب طرح کا پھندا
دل جائیے ادس زلف گرہ دار کی بل کے

پہچانے ادسے کون جو آپی نہ بتادے
آتا ہے جو ہر وقت نیا روپ بدل کے

گردشین پڑے چرخ یہ دورہ ہی اولٹ جاے
دورہ جو مرے یار کا دامان نکالے

گھائل تو ہے عاشق لب معشوق قربان
بیدم ہوا گر تیر کا پیکان نکالے

لیلی کی مژہ چبھہ گئی مجنون کی جگر مین
کیا پانون سے وہ جا بیابان نکالے

جو دیدہ و دانستہ کرے سب سے تجاہل
کیا اوس سے کوئی جان کے پہچان نکالے

کافر کو کرے رام محبت مین ہو بدنام
کوئی جگ مین تراب ایسا مسلمان نکالے

خدا بچاے دوہ کافر بچے کی تیوون سے
لگے نہ آنکھ کسی شیخ کی برہمن سے

نہ بیچ دے کہین زاہد کو رشتۂ زنار
نکالو دانے سلیمانی اوسکی سمرن سے

بہت نہ جھاڑ جھٹکا و سکے خاک سر دامن
غبار دل مین نہ رکھہ یار پاک دامن سے

وہ گھر مین بیٹھہ رہا کیون نہین نکلتا ہے
نکل نجاین کہین عاشقونکی جی تن سے

کہان کی ہولی کہان کا بسنت کیسی بہار
یہان تو آگ لگی ہے اسارٹہ ساون سے

جو در دیر کسیکی نہین سمجھتا کچھہ
ہمین تو کام پڑا اوس جوان پرفن سے

کسیکو دیکھہ پڑی کیا وہ شوخ پردہ نشین
جو چھپ کے سبکے طرف دیکھتا ہی چلون سے

لگا ہی دلپہ مری گھاو جسکے غمزے کا
دہڑ ہانکے اوسی نے مژہ کی سوزن سے

چمک نے جسکی کیا یار و چاندنی مین کھیت
مین خوشہ چین ہوا اوسی ماہرو کی خرمن سے

چمن مین دیکھہ پڑی جسکو چار دن کی بہار
وہ کیا سمجھ کے دل اپنا لگاوے گلشن سے

جو کام اوسنے کیا دوستی کے پردے مین
تراب کب ہی نہوتا وہ کام دشمن سے

ردیف یائے تحتانیہ

وله

[illegible]

معتبر زندگی وہی جو یاد پروردگار مین گذری

تراب

وہ قاتل جو ٹیڑہی تیغ ہر دیسکا ہاتھ پر کون
نہین بندے دہتی کی تیرا اوسکی چوٹی کو

حنا سے کشت خون پر اب ہتھا باندھا ہے
بڑہ کر تیسوی مثال نے زنجیر باندھا ہے

تھا ہو آنکھ دکھا کر لگا کہنے وہ متوالا
اودھر اوس کمان ابرو کا ناحق تیر کیا کیا

مری آنکھون کو تونے نرگس بیمار باندھا ہے
رگ جانین جسکے تیر کا سوفار باندھا ہے

نہین لگتی جبین پیار اوسکی کیا تجھے
مین کہتا ہون عجب ظلم کہ دیا تن باندھا تھا

وہ ظالم سنگدل جسنے میرا اوار باندھا ہے
پسینے سے جبین دل کے کیا طرار باندھا ہے

ادن غمخوار ہمت کہتا وہ کہ غمخوار ہی ہو
کسی نے بھی کہین معشوق کو غمخوار باندھا ہے

تیری تسبیح کو دو رسیر رشتہ ہی تو ڑا دسے
تراب اوس برہمن کی لئے گر زنار باندھا ہے

دل مجھے کیسی بیقراری ہے
کسے آنے کی انتظاری ہے

کبھی اوسے مجھے نہ یاد کیا
مجھکو یون جسکی یادگاری ہے

غیر کے گھر وہ آکے بیٹھ رہا
یہ بھی کوئی راہ و رسم یاری ہے

منہ سے قاصد کے خوشخبری
وصل کی پھر امیدواری ہے

وہ تو کرتا ہے وان دنون کا حساب
ہجر مین یان نفس شماری ہے

کہہ دو اوس سے نہ دیکھے جیٹھ کی راہ
ماہ بیساکھ بہیہ بہاری ہے

نہوئی ہو گی یون کسیکی تراب
غم سے جو کیفیت ہماری ہے

یار کو وان شکار مین گذرے
یان مجھے انتظار مین گذرے

[illegible]

صنم کی آشنا یہین ہوئی حاصل ہرزائی	ملا پھل عشق کا اچھا محبت کی سزا پائی
بچا ہو نگا کسیکو پھر کوئی مومن و کافر	کہ سب ہین بیوفا آخر خصوصاً یار ہرجائی
جب اپنے گھر گیا جانان ترکر رہ گیا مین یان	مجھے یون چھوڑ کر گریان اوسکی چھین دانائی
مرا دل غم کا مارا ہی کہ دلبر گھر سدھارا ہے	کسے یارا گوارا ہے یہ مہجوری تنہائی
وہ عاشق کس بلا کا ہی جو دشمن اک گدا کا ہے	اوسے کیا ڈھونڈا کا ہی وہ اک کافر ہی سودائی
نہ خط اوسنے لکھا مجھکو نہ کوئی قاصد اودھر بھیجا	خدا اوسکو رکھے جیتا تجھے بھی ہی شکیبائی

ترابؔ اوسنے قسم کی تھی کہ پھر آونگا مین جلدہی
سبب کیا ہی جو ابتک بھی نہین تشریف فرمائی

۳۵۰

رخ پہ خط سبز کی تحریر دیکھا چاہیے	سورۂ یوسف کی یہ تفسیر دیکھا چاہیے
مجھسے وہ کہتا ہی کیا دیکھیگا تو میرا جمال	گر یہی ہی یار کی تقریر دیکھا چاہیے
اوس پری کی آنچ مین مجھ سا اٹھا سیماب دل	جل کے خاک اوسکی ہوئی اکسیر دیکھا چاہیے
شمع جسکا نام لی منہ سی تو جل جاوی زبان	اوس پری رخسار کی تصویر دیکھا چاہیے
اوس کمان ابرو کی بیٹھی جب پڑی ترچھی نگاہ	کس طرح اب لگتا ہی سیدھا تیر دیکھا چاہیے
جسکو طفلی مین نتھی کچھ دوا اپنی سیر کی	نوجوانی مین اوسی کا پیر دیکھا چاہیے
وہ تو بن ہتھیار مارے ڈالتا ہی الامان	ہاتھ مین جسوقت ہو شمشیر دیکھا چاہیے
پھر لگی میری نظر اوسپر ہوئی مجھسے خطا	بخشتا ہی اب مری تقصیر دیکھا چاہیے

وہ دل آزار اپنے عہد دلربائی مین ترابؔ
کبتلک مجھسے رہے دلگیر دیکھا چاہیے

ردیف یا تحتانیہ

کون کہتا ہی فقیر و نہین تراب ایک ہی رند
رند مشرب تو ہوئی صاحب عرفان کتنی

آشنائی مین تو خوبون کی برائی دیکھی
دل ملا جس سے بہت اوس سے جدائی دیکھی

رام رام اوسکو سبھی کہتے ہین فر چونتی ہین
بندگی مین بت کافر کی خدائی دیکھی

منہ سے جو آینہ رہتی ہین جو نت سادہ و صاف
دلمین اونکی نہ کبھی ہمنے صفائی دیکھی

آستان بوسی کی ہی جسکی ہوس شاہون کو
اوسکو ارمان تری در کی گدائی دیکھی

اوسکے جنجال سے سب عشق مین چھوٹی لیکن
یار کے دام سے دلکو نہ رہائی دیکھی

ذرہ ہی ذرہ ہی وہ کیونکہ نہ کرے الفت و مہر
جسنے ہر شی مین تری جلوہ نمائی دیکھی

تر ہوئی آنکھ مری خشک ہوا خون تمام
جب ادھر سے یہ بلین تر منہ پر رکھائی دیکھی

بے اثر جان کرائے آہ صنم کہتا ہے
آہ مشتاق کی سب بادہوائی دیکھی

آپ بدنام ہوا یار کو رسوا نہ کیا
اف ترے دلمین تراب اتنی سمائی دیکھی

اسطرح وہ اک جلوہ دکھا مار گیا جی
پھر جینے کی خواہش نہ رہی ہار گیا جی

ناصح نہین کوئی ایسے جی اپنا گنواتا
دل ہے اوس پہ ہوا شیفتہ لاچار گیا جی

معشوق سے کسطرح کوئی جان بچاوے
عاشق کا تو اک آن مین سو بار گیا جی

دم وہ نگہ دکھا اوسکو دوا کچھ بھی نہ کی آہ
جب سامنے اوسکے کوئی بیمار گیا جی

تاریکی گور اوسکے نصیبون نہین لکھی تھی
ہو گورے کی زلفون مین گرفتار گیا جی

از بہر خدا مجھسے نہو دور تو ہیچ کہہ
کسطرح تراب ان دنون ای یار گیا جی

کیا لب لعل یار جھوٹا ہے
سچی اک بات بھی نہ ہمسے کہی

اوسنے گنگا پہ جا کیا اشنان
اشک سے یان لہو کی ندی بہی

جسکو ہے حسن کج منش کا عشق
اوسکو بھائی ادا ے کج کلہی

درد سے جل گیا جگر جسکا
وہ تو پیتا ہے پھونک پھونک دہی

کہدو اوس بیوفا سے اے یارو
ق
بیوفائی تری بہت مین سہی

باز آیا تراب تجھسے اب
حق مین اوسکے تو مصلحت ہے یہی

۲۵۷

جسکو ہولی سے نے بادشاہی دی
عاشقی نے اوسے گدائی دی

پوچھو محمود سے ایاز کا حال
بندگی مین عجب خدائی دی

مت کرو فعل حق پہ چون و چرا
عقل کو یان نہین رسائی دی

خوش قدو نکا کیا سراپا خوب
کج خرامی اور کج ادائی دی

دل فرہاد تلخ کام رکھا
لب شیرین کو یہ مٹھائی دی

پاے لیلی مین کفش مخمل ہو
قیس کو یون برہنہ پائی دی

دامن دشت مین بھرا خس و خار
صحن گلشن مین دلکشائی دی

شب دیجور کو کیا تاریک
ماہ تابان کو روشنائی دی

پشت سے آئینہ مکدر ہے
منہ پہ یہ صیقل و صفائی دی

چاہ عاشق سے ضبط ہو نسکے
دل مین معشوق کے سمائی دی

اک طرف کی سے رندی و مستی
اک طرف زہد و پارسائی دی

خود جمیل اللہ ہی دوست رکھتا جمال
خوش ہوا اوس سے مین اور دلمین آیا یہ خیال
تب کہا اوس سے کہ پیارے تجھ کو میری یہ بات
الفت و شفقت سے دل اوس کو نکالینا الطاف
جو ستم کرتا ہی اپنے ساتھ ہی دشمن دوست
گو می نایاب حقیقت سی بھر ا جام دل

حق مین اوس محبوب کے نازل آیت ہے کیجیے
کلمہ چند اسکو تلقین ہدایت کیجیے
ہے جو کچھ سمجھکے اوسکے نہایت کیجیے
پیر کے دلمین عقیدے سے ارادت کیجیے
لطف اوسکی ساتھ بیحد و نہایت کیجیے
ہر جوارح سے شریعت کی رعایت کیجیے

حق کا جلوہ دیکھکے صورتمین خوبونکی شراب
ملک ہندستان مین سیر ولایت کیجیے

بعث خلاف کھیے شیخ اوس برہمن سے
وہ بت تو ہنسکے دکھاتا ہے صورت اللہ
بزور پنجہ وہ دامن پکڑ کے کہتا ہے
لیا تھا دل کو مری زر گرسی اوسنے تبھی
بیان تو جل گئی ہو رہی یہان خود یہ بھاگ
وہ برہمن کے جو سینمین برہ کی لگتی آگ
کبھی تو عشق مین کرتا مین اوسکا پردہ فاش
صنم سے کیتو مسلمان کر و رہے سر ڈرے
بہار لالہ و گل چار دن بیش نہین
صبا ادھر تو نہ آ بوے گل ادھر لیجا

کرہی جو رشتہ زنار تار سمرن سے
جب اپنے دانت ملے ہے سیاہ منجن سے
تو گل کو خار سمجھکے نکالو دامن سے
جب اوسکی یہ بھی کا تھا جھاڑ تا دکن سے
اوٹھین تیجرے مین کیون چنگمان کرن سے
تو بھولنا نہ کبھی وہ مری برہ من سے
جو دیکھتا وہ مری طرف کل کے چلون سے
نہ اپنے ماتھے پہ ٹیکا لگا دی چندن سے
خزان لے گیا جھکو سیر گلشن سے
مرا دماغ ہی تر اوسکی بو کی چلمن سے

یارو کیا دیکھتے ہو منہ میرا — بیکلی کیا مری تماشا ہے
یاں تو آنسو کا لگ رہا ہے تار — ہر مسلسل لڑی تماشا ہے
کبھی لعل اور کبھی گہر ہے اشک — دیکھ اے جوہری تماشا ہے
قاصدا اس سے کہیو یہ جسکی — صورت کافری تماشا ہے ق
جلد آ دیکھلے تراب کا حال — یہ بھی اک آخری تماشا ہے

خوش وہی دل ہے جو درد یار غمناک ہے — جسمیں کچھ گرمی نہیں وہ آدمی کیا خاک ہے
بلبل گئے اور کیا ہو عشق کا تیرے اثر — داغ ہر لالے کا سینہ گل گریبان چاک ہے
حیلہ و مستی وہ میرے کام میں کرتا ہے کیا — کام میں اپنے جو ایسا تیز اور چالاک ہے
دامن اوسکا ایک دم میں الٹ دیتا ہے صف — گردش اوسکی ہے غضب کیا گردش افلاک ہے
دل جو لیتا ہو چھپ کی کبھی کھل کر — دلبر اوسکو مت کہو جی چور ہے قزاک ہے
منتظر دیدار کا ہوں بس سے کہیو جلد آ — آنسوؤں کی تار سے آنکھوں میں بیٹھی ڈاک ہے
رند ہیں تو نسی کہنا چھپ کے میخواری کریں — دختر رز پر تو جیبھ محتسب کی تاک ہے
بت جو دامنگیر ہو میرا تو تر دامن نکہہ — میٹھے جسکا ہاتھ پکڑا وہ تو دامن پاک ہے

عشق میں پروا نہیں کی مشیخت کی تراب
رند مشرب ہر قلندر ہے بڑا بیباک ہے

میری غمخواری کسی نے غائب و حاضر نہ کی — جی دیا جس بت کو اوسنے بھی کچھ خاطر نہ کی
روز اوّل دل لیا تھا کیا تلوّن سے مرا — پھر تو مجھ سے بدل کی دلجوئی دم آخر نہ کی
منہ دکھا کر توڑ ڈالا خوب زاہد کا گھمنڈ — کچھ لحاظ حق پرستی اوسنے ہر کافر نہ کی

جو سر خردلی و سبزی سرِ غیر کی ہو خفا
جو ایک حبہ کسیکو نہ دے بخیلی سے
کبھی نہ راز کہے اہل کیمیا اپنا
جو ایک لڑکی کا منہ دیکھ حق کو بھول گیا

وہ اپنے ہاتھ سے اک پان کیا کسیکو دے
وہ مال و ملک فراوان کیا کسیکو دے
جو اوسکے پاس ہے امکان کیا کسیکو دے
وہ پیر لقمۂ عرفان کیا کسیکو دے

نبی سے اپنے خدا نے کہا جو لا تہدی
تراب چاہے تو ایمان کیا کسیکو دے

کام واعظ کی نہ کچھ پند نصیحت آئی
پھر گئی آنکھ مین تصویر کسی ظالم کی
کس سے کہیئے جو ستم اوسکا کلیجا بیٹھا جائی
خواب مین رات جو مشہور ہوا قامت یار
یار دادِ ستم اوسکے پاس نہ دے کوئی
جسکی الفت سے مین بدنام ہوا ایسا ہے

عشق مین دلکو پسند اپنی ملامت آئی
دل پہ جو ایسی بلا جان پہ آفت آئی
ہجر مین اوسکے جو کچھ مجھپہ مصیبت آئی
یک بیک چونک پڑا مین کہ قیامت آئی
یاد اسوقت مجھے یار کی خلوت آئی
دلمین اوسکے نہ مری کچھ بھی محبت آئی

قیس نے اپنا دلی عہد کیا تجھکو تراب
جذبۂ عشق سے تجھپر یہ ولایت آئی

عشق مین آپکی تقصیر بہت مینے کی
حالم عشق نے اکبات بھی میری نہ سنی
قیس و فرہاد تھے اسکام مین گو بانی کار
شانۂ مین رخ کی نکہت زلف کا ذکر ہے سیاہ

آپ بھی کہتے کہ تقریر بہت مینے کی
درد و غم اپنی کی تقریر بہت مینے کی
خانۂ عشق اپنی تعمیر بہت مینے کی
آیت نور کی تفسیر بہت مینے کی

وہ تو کہتا ہی نہ چھوڑونگا تجھے مین جیتے جی
عاشق بے بس بھلا اوس سے کنارا کیا کرے

گھر سے باہر اک قدم جسکا کبھی پڑتا نہو
در پہ اوسکے رہ کی کوئی اپنا گذارا کیا کرے

زخمی برچھی تجھ اپنی کر سکے ہی سو علاج
آہ دنالے کی سوا چتون کا مارا کیا کرے

گل کے آگی بلبل اپنے شور سے لاچار ہے
داغ جگر ہی ہو تو پھر لالہ ہزارا کیا کرے

ہو کی ہم آغوش اوس سے ہنسکے کہتا تھا رقیب
گر نہ روئی ہجر مین عاشق تمھارا کیا کرے

چاہ مین اوسکے تراب ایسا ہوا بے اختیار
چاہے سو مولی کرے بندہ بچارا کیا کرے

٣٧٢

کل مجھسے جو کہتا تھا کیون غمسی تو بکتا ہی
آج اوسکو وہی غم ہے سر اپنا پٹکتا ہے

کیا درد کی ہی سوزش کیا عشق کی ہی گرمی
سینہ ترے عاشق کا جون آگ دہکتا ہے

کیونکر نہ پریشان ہو کا کل طپش دل سے
کرتا ہی قفس جنبش جب صید پھڑکتا ہے

کیا خطرہ سمایا ہی کچھ جان نہین پڑتا
دل آج مرا یار دبیطرح دھڑکتا ہے

بیمار کا حال اوسکے کیا کہیے کچھ نپوچھو
مرتا ہی تڑپتا ہے بیدم ہی سسکتا ہے

ماہ فلک خوبی جس بت کو کیا ہمنے
وہ دیکھکے کیا ہمکو بجلی سا چمکتا ہے

کیون سر پہ چڑھایا تھا کل کہکے تراب اوسکو
جو خار تجھے کرکے دامن سے جھٹکتا ہے

٣٧٣

وہ شوخ کمان ابرو گہ تیر سے لڑتا ہے
گہ چین بجبین ہوکر شمشیر سے لڑتا ہے

گہ آنکھ چراتا ہی گہ جلوہ دکھاتا ہے
کیا حسن کی میدان مین تدبیر سے لڑتا ہے

کیون جنگ و جدل مجھسے کرتا ہی محبت مین
ناصح تو دوانا ہی تقدیر سے لڑتا ہے

کبھی ہے زلف کا چرچا کبھی ہے رخ کا بیان
یہان تو تذکرہ شام و سحر اوسیکا ہے

وہی خبر ہے مری گریہ وصال سحر خوب
کہ دامن آنسوؤنسی تر بتر اوسیکا ہے

سوائے عشق کی دکھلاوے کون وسکی راہ
یہ راہ عشق نہین رہگذر اوسیکا ہے

جدھر نگاہ کرو دیکھلو اوسیکو ادھر
کہ جلوہ سب کہین اب بطرف ادھر اوسیکا ہے

تو جسکا زیر قدم ہے مین جانتا ہون تراب
یہ جوش عشق کا تجھ مین اثر اوسیکا ہے

روا ناہی جو خود اپنی برنج و بلا چاہے
کسی پر کوئی نہ عاشق ہو اگر اپنا بھلا چاہے

مین جل جل کیون نجاؤن سامنی آتشین رخ کی
جو دیکھی شمع کیصورت تو پروانہ جلا چاہے

اشارہ کیجیے اوسے تو ہوجاتا ہی آزردہ
کہے کسطرح حال اپنا جو اوس سے ملا چاہے

زوال حسن عارض کیون نہو عہد جوانی مین
ہوئی جب دوپہر کامل تو پھر سورج ڈھلا چاہے

مہک ہے اوسکے گل گل کے عرق آتا ہی ہونٹون پر
عطر بالو نہین اپنی وہ پر چہرہ ملا چاہے

کٹھن ہے جسے ملنا تب تلک عالم مین الجھا ہے
دو عالم سی کہو نکلی خدا سے گر ملا چاہے

کرے تصفیہ باطن طریق صوفیہ سیکھے
تراب آئینۂ دل پر جو کوئی اپنی جلا چاہے

شب فراق مین یون دل کا داغ جلتا ہے
مکان خالی مین جیسے چراغ جلتا ہے

سنبھل کے بیٹھو بلبل کہین نہ پر جل جاے
کہ آگ لالے کی دیکھی ہے باغ جلتا ہے

گل اوسکے سامنے پھولی نہین سماتا ہے
چمن مین رشک سے بلبل کے زاغ جلتا ہے

مئی دو آتشہ کسطرح ہجر کے جام پیون
کبھو لب پرین کی ایاغ جلتا ہے

ردیف یای تحتانیہ

ولہ

عشقبازی کی تبھی ہمسے ملامت چھوٹ جاے
یکقلم خوبونسے جب صاحب سلامت چھوٹ جاے

بھولجاتا ہی تجھے جب یاد کرتا ہی اوسے
یا الٰہی کوئی طرح یہ لکی شامت چھوٹ جاے

قامت بالا جسکو آشنائی ہو ذرا
اوس سے بالکل ہشت ہول قیامت چھوٹ جاے

دلمین ہو زاہد کی جب پندار خوبون کی طرح
دیر میں پھرنے لگے سب استقامت چھوٹ جاے

کہتے ہین اللہ اکبر دیکھکے اوسکو سبھی
کیون موذن سے نہ تکبیر اقامت چھوٹ جاے

دست بستہ صف کے پیچھے ہون اگر امرد کھڑا
پھر تو پیر عشقبازونسے امامت چھوٹ جاے

عشق مین نادم ہوئے ہم فعل سے اپنے تراب
گر خدا چاہے تو ہمسے یہ ندامت چھوٹ جاے

ردیف یائے تحتانی

سوادِ عشق سے ہاتھ آئی کیا مرادِ دلی
صنم نے دے مجھے پتھر کی اک سیاہ کلی

مثل ہے کھاتے ہین جھوٹا طمع سے میٹھی کی
جو اوسنے پی کے مجھے دی تو مینے جھٹ چلی

کلی کا رنگ کھلا بیکلی کے بعد مجھے
کہ ابنوس کی ہے ڈال اور ناریل کی چھلی

درون ہے پانی برون اوسکی سر آگ ہے تیز
کشش سے کرتی ہے وہ ذکر حق خفی و جلی

ہزار چھینسے حق حق کہی ہے منہ لگ کے
جو دم سے توٹ گئی دم بخود ہو کچھ نہ چلی

بغل مین کیون نہ کھون کھینچکے اوسے ہر دم
مجھے تو لگتی ہے تصویر اوسکے سب سے بھلی

سمجھکے دارو پیے اوس نے بہت کڑوی گھونٹ
کبھی نہ گرم دھوین سے مری زبان جلی

مزہ نہ پوچھو جو ملتا ہے گر سے گر کہ کو
طریق سو ہی اوسکو ہمارے دم ملی

تراب راہ سے تیری کہان بھٹک جا
اوسے دکھاؤ نہ تو اپنے سوا کسیکی گلی

بیت

کہنے لگا بگڑ کے اکدن تراب سے وہ
صورت فقیر کی تم ناحق بنا کے بیٹھے

عاشقی کان نامرادی سے ہے	عشق وہ کان نامرادی ہے
کون اس راہ مین قدم رکھے	یہ تو میدان نامرادی ہے
اوسکی بے الفتی اور استغنا	ساز و سامان نامرادی ہے
اوس سے حکم ہے کہ مانگ مراد	جیسے فرمان نامرادی ہے
اٹھا اوٹھائین وہ کیون دعا ہم	وہ تو خواہان نامرادی ہے
یار کو عمر بھر ہمارے ساتھ	عہد و پیمان نامرادی ہے
نامرادی کی بھی طلب نرہی	یہی پایان نامرادی ہے
اہل فقر و فنا ہین جو انسمہ	نت نئی شان نامرادی ہے

ہے عجب انجمن تراب کا حال
دست و دامان نامرادی ہے

جسکو میلان نامرادی سے ہے	وہ قدردان نامرادی ہے
نہوئے ہم کسیکے دست نگر	یہ تو احسان نامرادی ہے
وہ ہی رہتا ہے نامراد سدا	جسپہ فیضان نامرادی ہے
کشتی آرزو گئی سب ڈوب	روز طوفان نامرادی ہے
دلسے گر آہ نارسا ہے دراز	سرو بستان نامرادی ہے
خطرہ نار ہو نہ خواہش خلد	یہی عنوان نامرادی ہے

گئے تھے یہانسے قرار کرکے ہمیں پھر دید کا سفر
مجھے بیقرار کیا ہی یون وہ بیقرار کرگیا تمہاری
اوسی عشق وحسن سے بہاگ مین لگالے اور لاگ مین
کو اوسکی ظلم کو کیا کبھی کسی غرض جو ہی یہ کبھی
وہ جو میر انکھہ سے دور ہے مجھے غم ہی اوسکو سرور

ہوئی دن بہت نہ ملی خبر نہیں اب جدائی کی تاب ہے
نہ جلے کوئی مین جلا ہون جیسے ان دل تو غم سے کباب ہے
مین جلون نہ کیسے یہ اگ مین کہ فراق یار عذاب ہے
مین ہلاک ہون تو وہ خوش رہے وہ سے قتل دل لگالوا
اوسے اپنے فن کا غرور ہے نہ کسی سے ڈر نہ حجاب ہے

۳۸۸
کہو اوس سے پیر کی درد کر نہیں کیا فقیر سے تجھکو ڈر
تو قدم پہ جسکے رکھے تھا سر وہی فقیر **تراب** ہے

تو بہت ادب سے خراب ہے تری چاہ مین جو خراب ہے
تو ہزار سب سے کرے حیا کہیں حسن عشق سے چھپا
تری طرف جیسے نگاہ کی ہوا محو لگ گئی ٹکٹکی
تو ستم کریگا جہاں تلک مین کچھ نہ لگا صبر تلک

کہ حشر مین ہوگا مواخذہ مجھے خوف روز حساب ہے
تو مری نظر سے خوب ہیا تری منہ پہ کیا نقاب ہے
گئی نیند اوڑ نہ پلک جھپکی وہ ہمیشہ بیخود خواب ہے
تو اوڑ لگا مجھسے کہاں تلک مرا منہ تری طناب ہے

۳۸۹
نہیں خوب بر دیو نہیں کچھ وفا نہ **تراب** الہے ہوا آشنا
کوئی دل کسی سے لگائے کیا یہ جہان مثل حباب ہے

موبمو قبضے مین اوسکے کاکل جانان ہوئی
مصر مین جا کی عزیز و کیا زلیخا کے نصیب
کھل گئی قلعی اور ٹوٹا آرسی کا سب گھمنڈ
کسطرح مجنون کا دل صحرا مین لگتا یار بن
ہجر مین اوس کی کتنے ہو گئے وصل بحق

خوب مشاطہ سے سیر اقلیم ہندوستان ہوئی
خواب مین ظاہر جو شکل یوسف کنعان ہوئی
سادہ رو نکی صفائی دیکھ وہ حیران ہوئی
وسعت میدان تو اوسپر تنگی زندان ہوئی
مت کہی کوئی ناحق اوپر شدت ہجران ہوئی

[illegible]

ہوا گو غم سے مین جل بھن کے جون خاک
رہے غمخوار کا ہے دھیان باقی

نجانے کیون اودھر اوڑکے مری گرد
نہ اودھر کا ہے میلان باقی

ثراب اوس شوخ نے [illegible]
رہا اک دین اور ایمان باقی

نہ بلبل نے نظر گلشن پہ ڈالی
کہ آنکھ اوس سرو سیمین تن پہ ڈالی

رقیب اوس بت کی لیتا ہے بلائین
خدا نے کیا بلا دشمن پہ ڈالی

لیا ہے اوسنے سستا راکام دل
اوسی نے موہنی موہن پہ ڈالی

وہ پھر دلی سے کیا نزر گری کی
کہ میری خاک جا کندن پہ ڈالی

بھلا کیسے رہون مین یار سے صاف
کہ گرد اوسنے مرے دامن پہ ڈالی

نہ بگڑے ہاتھ اوسکا شیخ کیونکر
کہ چھینٹ اوسکے پیراہن پہ ڈالی

ثراب اوسکو تو گل کر آنسوؤن سے
جو آگ اوسنے ترے خرمن پہ ڈالے

جسکو سب کہتے تھے دارا گنج ہے
یار کہتا ہے ہمارا گنج ہے

یہ جہان پیارے کی میری بود و باش
وہ تو سب کہتے ہین پیارا گنج ہے

کیون نہو جمعیت وہان عشاق کا
حسن کا پورا وہ سارا گنج ہے

شہر سے تیرے کدھر جاؤن نکل
ہر طرف تو نے پسارا گنج ہے

تم جہان چاہو وہان تھانہ کرو
دیدہ و دل سب تمہارا گنج ہے

عشق مین کیونکر دل کو رنج ہو
رنج کا تو وہ بیچارا گنج ہے

[illegible]

عاشق کے گلے لگ کے معشوق اگر روئے
ہونے کی سزا دیکھے رونے کا مزہ پاوے
اوس گل سے تعجب ہے شبنم سے جو کمہلاتا
ہمنے تو وہ پہل پایا راحت کا کبھی اوس سے

چین اوسکو پڑے کیونکر بیچین جو کیون ہووے
اوقات حضوری ہین جسوقت کوئی سووے
بلبل کے لیے روئی خود شبنم سے منہ دہووے
کوئی تخم محبت کا ہرگز نہ کہین بووے

۳۹۸
کون اوس بت کافر پر عاشق ہو تراب اتنا
کون اپنی مشیخت یون برباد کرے کہووے

جاسمین سب گرم حسن و عشق کی بازار ہے
الله الله اکطرف کیا لن ترانی کا ہی شور
اکطرف بیدل نظر آتے ہین دردگیر سب
اکطرف ہی درد ساری اکطرف سب ہی دوا
اکطرف ہے ذوق عصیان اکطرف خوف عذاب
اکطرف ہی علم عرفان اکطرف ہی جہل محض
اکطرف ہی اہل تقوی اکطرف ہی بدعت
اکطرف ہی بت پرست اور اکطرف ہی بت شکن

بلبل و گل ہو جہان تختہ وہی گلزار ہے
اکطرف ارنی مجھے اور خواہش دیدار ہے
اکطرف سو دلبری سو جلوہ دیدار ہے
اکطرف آپی طبیب اور آپ ہی بیمار ہے
اکطرف عفو گناہ و رحمت غفار ہے
اکطرف نادان بنا اور اکطرف ہشیار ہے
اکطرف ہے محتسب اور اکطرف میخوار ہے
اکطرف تسبیح ہی اور اکطرف زنار ہے

۳۹۹
نیک کسکو جانیے اور بد کسے کہیے تراب
اسطرف بھی یار ہے اور اسطرف بھی یار ہے

کون ٹھہرے اوس کمان ابرو کی زد پر تیر سے
اوس شکار افگن کے سب بسمل ہین تیر قضا
یہ وہ میدان ہے جہان چلتے ہین برچھے نیمچے
جی اڑا دیتی ہی نخچیرون کے سینے چیر کے

ولہ

ردیف یائے تحتانیہ

دیوان سوم تراب

ولہ

مشکل

مشکل ہے اوسکے نور کو بھر آنکھ دیکھنا	کرتی ہے خیرہ چشم وہ نیر کی روشنی
جون دھوپ دنکو رات کو مانند چاندنی	تابان ہے اوسکی مرقد اطہر کی روشنی
کیا نور کا ظہور شب عرس مین ہے واہ	کوئی دیکھے اوسکی قبر منور کی روشنی
ہے چاندنی بھی فرش وہان دیکھلو عیان	اور شاہ کے مزار کے اندر کی روشنی
ہے نور باری ایسی چراغون کی ہر جگہ	جون چرخ پر ہو انجم و اختر کی روشنی

جون نور شمع پردۂ فانوس مین تراب
کاظم کے بیچ دیکھی پیمبر کی روشنی

عیش کا نام تو نہ لے ہم سے	ہمکو فرصت کہان ترے غم سے
جب سے عالم ترا نظر آیا	اوٹھ گیا دل تمام عالم سے
مجھکو دم دے کے تو کہین مت جا	زندگی ہے مری ترے دم سے
کبھی آہو نہو سکا ہمسر چشم	نگہ چشم یار کی رم سے
عارض اپنا عرق سے خشک نہ کر	ہے طراوت گلون کی شبنم سے
تیغ ابرو کا گھاؤ دلپہ لگا	یہ تو چنگا نہو گا مرہم سے
مجھکو تر دامن آنسوون نے کیا	کیون نہ شاکی ہون دیدۂ نم سے
حور کیا چھوڑتے بنی آدم	گر نہوتا قصور آدم سے

کسنے یان سے سفر کیا ہے تراب
غم ہے جسکا تجھے محرم سے

ردیف یائے تحتانیہ

جی مرگیا جھلسنے آنکھ ایک سو لگی	کیا گرم ہاہے دل مین محبت کی لو لگی

کاش اوسکو خواب مین بھی پڑے نظر کبھی	عاشق کا بخت کچھ بھی تو بیدار چاہیے
رنگِ حنا ہے نرگس تیغ ہاتھ مین	کچھ قتل دل کیواسطے ہتھیار چاہیے
ہر چند تجھکو یار مرا کہتے ہین سبھی	لیکن تری زبان سے اقرار چاہیے
تجھسے جو کوئی قصاص نہ مانگے نہ خونبہا	کاہیکو اوسکے خون سے انکار چاہیے
بوس و کنار کی ترے خواہان سب ہین	ہمکو تو پیارے صرف ترا پیار چاہیے
حال اپنے دل کا تجھسے چھپاؤن مین کسطرح	درمان کے آگے درد کا اظہار چاہیے

ناحق کو یار باشی کسی سے کرے تراب
مولی سے اپنے اوسکو سروکار چاہیے

٢٠٦

صورتِ مار شکل عقرب ہے	زلف کا پیچ و خم یہ بیڈھب ہے
جو پہنتا ہے اوسے پچھتا ہے	واہ کیا خوب یار کی چھب ہے
عشق سے میرے ہو گیا وہ شوخ	ورنہ سر تا قدم مودب ہے
مجھکو اپنا سمجھ کے کہتا ہے	یہ فقیرون مین رند مشرب ہے
ساقیا جلد آنہ کر دیری	ساغر شوق یان لبالب ہے
دور سے زلف کی تو کھینچ اوسے	دل اگر غرق چاہ غبغب ہے
عشق مین گرچہ قیس ہے استاد	میرے نزدیک طفل مکتب ہے
عشق ہی راہِ عقل سے ہے دور	عاشقون کا کچھ اور ہی مذہب ہے
ہمکو یکسان ہے وصل و ہجران	حال میرا جو تب تھا سو اب ہے
ہر فنا مین ہے رویداد بقا	ترک مطلب حصول مطلب ہے

عشق میں جور ہے یہ عاشق رنجور ترا
اوسکو دیوانہ کوئی جانی یہ مدہوش بتاتا ہے

جسطرح سایۂ آدم سے لجاتو سمٹے
سو طرح اسطرح مجھے دیکھ کے شرماتا ہے

مجھسے کہتا ہے اودھر جلیے ادھر راہ نہیں
کبھی رستے میں جو تنہا مجھے وہ پاتا ہے

لوگ روتے ہیں تراب اوسکو ہنسی آتی ہے
سامنے اوسکے غزل میری جو کوئی گاتا ہے

اوسطرف شرک جو کفار کو سمجھاتا ہے
اسطرف کلمۂ توحید وہ فرماتا ہے

واہ خود جسنے کیا ایک جہان گمراہ
راہ عرفان کی ہمکو وہی بتلاتا ہے

ہندو ہو یا کہ مسلمان سے مشرک جان
منہ پہ تقریر دوئی کی جو کوئی لاتا ہے

رام کہتا ہے کوئی اوسکو کہیں کوئی خدا
وہی مولا ہے وہی حق ہے وہی داتا ہے

پختگی میوے کی ہے تابش خورشید سبب
کیا ہوا باغ میں گل دھوپ سے کمھلاتا ہے

آہ و گریہ ہے بلکتا ہے تڑپتا ہے جو دل
ابجد عشق کا یارو یہ الف باتا ہے

آفرین تیرے جگر پر اور تحمل پر تراب
اسطرح عشق کا غم ہاے کوئی کھاتا ہے

اوس بت کے مثل کوئی پری ہے نہ حور ہے
صدقے میں اوس خدا کے یہ جسکا ظہور ہے

میں اوسکو دیکھ محو ہوا عقل گم ہوئی
غیبت ابا کہ جہان سے اوسکے حضور ہے

کسطرح اودھر سے دل و دیدہ پھیر لوں
آنکھوں میں جسکے نور ہے دلمیں سرور ہے

نزدیک کیسا ہے جو رہتا تھا رات دن
یارو وہ اندنون ہی آنکھوں سے دور ہے

بیداد میں وہ حور کی تقصیر کچھ نہیں
اے دل یہ تیرے عشق کا سارا قصور ہے

سرمۂ دیدہ جان خاک درِ جانان ہے
کیون نہ آنکھون سے ملون سرمہ سی چوکھٹ کی

بید بونسی کوئی لیتا ہی تلاشی دل کی
دلربائی مین نئی کرنہ لگا پرسٹ کی

کب ہٹے عشق مین وہ تیغ ملامت سے تراب
دلپہ رکھتا ہے جو داغ اونسے سر سلہٹ کی

ردیف یای تحتانیہ

دام ہے دلکا رخ و زلف سا کیا کہیے
جان کے مین یہ دو عملی مین پھنسا کیا کہیے

چور کسطرح مرے دلکو صنم نے بیوجہ
موے بلدار کی رسی مین کسا کیا کہیے

اخذ زلف سے عارض کا ہوا نیلا رنگ
خود فسون گر کو یہ کالی نے ڈسا کیا کہیے

وہ تو صیّاد کا تھا خوابگہ ای مرغ چمن
ناحق اوس باغ مین تو جا کی بسا کیا کہیے

ای گل اندام پسینا ہی تر عطر گلاب
پیرہن کو ترے پھولونمین بسا کیا کہیے

بوم کی طرح ستم سی جو اوجاڑی بستی
ایسے الّو کو عمل دار سا کیا کہیے

جس سے غمخواری کی رکھتا تھا مین امید تراب
وہی رو دینے پہ عاشق کے ہنسا کیا کہیے

ہجر مین حال ہی عاشق کا برا کیا کہیے
ایسے جینے سے تو مرنا ہی بھلا کیا کہیے

کسطرح اوسکی اداؤنسے بچاؤن دلکو
دشمنِ جان ہے ہر ناز و ادا کیا کہیے

اوس کمان ابرو کی چتونسے خدا حافظ ہے
دل مین ہے چھ گئی جون تیر قضا کیا کہیے

نہین جاتا ہی اوٹھا ضعف سے بن آہ کیے
ہو گئی آہ تو پیری کی عصا کیا کہیے

نہ سونگھائی کبھی بلبل کو قفس مین خوشبو
ترے انصاف کو ای باد صبا کیا کہیے

کبھی آئینہ نظر بھر کے نہ دیکھا اوسنے
چھا گئی آنکھ مین ازبسکہ حیا کیا کہیے

جو چاہ بیاد تری عمر بھر ... / رسوا جہان مین جو کوئی سمجھا ...

ولہ

اہل دل حق پرست ... / زلف کافر مین پھنس گئی ...

جبتلک صحت رہے تب خیریت اپنی سمجھ	ملکی صورت حقیقت مین لو کیا دریا ہوئے
جسطرح مہانسرا مین ہون مسافر مجتمع	ویسے ہی ہم والسے یان اگر ہم یکجا ہوئے
ہے یہ صحبت اتفاقی کس سے کہیے کسلیے	عالم اعیان سے ہم دار دنیا ہوئے
طالب دنیا مخنث طالب عقبی نسا	طالب حق مرد ہین سب سے وہی بالا ہوئے
یار کی کافر ادا سے الحفیظ والامان	کچھ نہ پوچھو کس ادا پر اوسکی ہم شیدا ہوئے

حسن سے اپنے وہ شمع بن بیٹھی تراب
عشق سے جل بھنکے جون پروانہ ہم رسوا ہوئے

صبر مجھسے کسطرح کیونکر شکیبائی رہے	یار بن دلبر جو ہر دم رنج تنہائی رہے
دیدۂ دل عاشقون کا خانۂ معشوق ہے	خوش رہے جا ہے جہان وہ شوخ ہرجائی رہے
گر نظر آوے تو بر سو نہین کبھی اوسکی جھلک	کسطرح چشم نظر باز و نہین بینائی رہے
چاہیے ہر طفل کے ساتھ ایک دایہ ہوشیار	تو وہ لڑکا ہے کہ جسکے ساتھ سودائی رہے
عارف اوسکو کہیے جو اپنے تئین پہچان لے	ہر جگہ اپنی حقیقت کا تماشائی رہے
کی ہے جسنے عاشقی پھر ملامت اختیار	کیون نہ وہ بدنام ہو گرم رسوائی ہے

آئینے کیطرح مین اوسکا دعاگو ہون تراب
منہ نہ پھیرے مجھسے وہ محو خودآرائی ہے

ہمسے شرم ہی وہ رشک قمر کرے	گرمی مین کب وطن سے ادھر کو سفر کرے
جب سے وہ گھر گیا نہین مجھکو ملی خبر	اوس ہجر سے کون بھلا یہ خبر کرے
مین راہ دیکھتا ہون اوسکی اودھر رخ	گھر سے وہ اپنے دیکھیے کب رخ ادھر کرے

ولہ

نظر آیا جمال یار جب سے	مرے او سدن سی نہ بھایا نہ کوئی
کہا لیلی نے صورت قیس کی دیکھ	دوانہ بن گیا ایسا نہ کوئی
وہ بت کرتا ہے خلق اللہ پر ظلم	خدا نا ترس ہوا تنا نہ کوئی
مری فریاد سن کہتا ہی خاموش	کرے یان شور اور غوغا نہ کوئی

تراب الفت مین اوس کافر کے سے
ہوا میری طرح رسوا نہ کوئی

۱۲۱

ہم نگہبان اون کی در کی بنے	آشنا وے ادھر ادھر بنے
مر گئے غیر خانہ جنگی کر	یار ہم اوسکے لڑ جھگڑ کے بنے
دیکھکر اوس سنہری رو کا رنگ	سب طلبگار سیم و زر کے بنے
قطرے آنسو کی ہین مرے ایسے	جسطرح دانے ہون گہر کے بنے
وہ کب آتے ہین مجھ گدا کے گھر	وہ تو ہین شاہ اپنی گھر کے بنے
کسطرح کوئی سچ ہے خوبون کو	وے تو مقبول ہر بشر کے بنے
پیر ہمدم سے کہہ نہ اے لڑکے	ساتھ لڑکے کی تم بھی لڑ کی بنے
بڈھے اور بالے کا مزاج ہی ایک	جب تو ہمدم وہ یکدگر کے بنے

جس طرح بن گیا بگڑ کے **تراب**
کون یون عشق مین بگڑ کے بنے

۱۲۲

مین او سے عشق ہون جلا بانہ سمجھکے	وہ گالی دے ہے دیوانہ سمجھکے
بھری مجلس مین کل اوس شمع رخ نے	جلایا مجھکو پروانہ سمجھکے

سب کہیں بزم خوباں ہو یا گلستاں ہو
اوسکے برقع اوٹ دیا [illegible] آج دیدار کا تماشا ہے
کہیں رخسار کا تماشا ہے کہیں گلزار کا تماشا ہے ۴۲۴
دل گرفتار [illegible] ناوک تراب کے ہیں
عاشق [illegible] بلا ہیں جگہ میں کسی کی دل

جمع ہیں اوسکے در پہ صاحب دل
حسن دلدار کا تماشا ہے
واہ کیا عجب گل کا تماشا ہے
کیا شب تار کا تماشا ہے
لب پہ سبزے کی یہ عجب بہار
خط گلزار کا تماشا ہے
دام میں صید کیا پھڑکنے لگا

ہے ترشروئی میں ہر شیرین لبکی چاشنی	کلمۂ تلخ و ترش اونکا شکر آمیز ہے
کوہکن ہجران کے غم سے سر پٹک کے مرگیا	وصل میں شیرین کے شادان خسرو پرویز ہے
چاہ سے مت پھیر منہ اے زاہد بار دمزاج	عشق ہے تیری دوا خوبونسے کیا پرہیز ہے

جز شکست دل نہیں مضمون مکتوب تراب
خط میں اوسکے جو رقم ہے سو شکست آمیز ہے ۴۲۵

دیوان تراب
ردیف یائے تحتانیہ

نہیں نرگس کو کوئی بیماری	وہ تو ہے تیری آنکھ کی ماری
گل ہنسا غنچہ ہو گیا خاموش	سنکے بلبل کا نالہ و زاری
رات اک پر جلا پتنگے کا	شمع رو رو کے بہ گئی ساری
دیکھیے کس طرح سے چنگا ہو	عشق کا دلپہ زخم ہے کاری
اشک سے سیر کرکے شیخ وضو	یہ تو ہے آب چشمہ جاری
وہ دل آزار لے کے دل سبکا	نہیں کرتا کسیکی دلداری
مجھکو غم دیکے گھر وہ اپنے گیا	کیا کرے گا وہ میری غمخواری
راہ و رسم وفا وہ کیا جانے	جس میں ہو شیوہ ستمگاری

حسن کا اوسکے شور کیا ہوتا
گر نہوتی تراب سے یاری ۴۲۶

شیشۂ لعل میں جو تھے جام شراب ہے	اس دور میں نہیں کوئی مجھسا خراب ہے
قاصد ابتلک نہیں آیا سبب ہے کیا	لاوے خبر تو اوسکی مجھے اضطراب ہے
نالان ہوں اوسکے شوق میں بلبل کی طرح میں	خائف مجھے اوسکے رقیب غراب ہے

[illegible]

کرتا نہین کلام کسی سے وہ غنچہ لب
جھپکی نہ اوسکی آنکھہ نظرباز سے کبھی
یارو بزدر حسن وہ کرتا ہے دلبری

گالی جو مجھکو دی تو نہایت پیار ہے
بدمست عین نشہ مین یون ہوشیار ہے
دل کسطرح بچاؤن مین کیا اختیار ہے

چھپ کے تراب بیٹھ رہی عشق مین کہان
وہ شہرۂ تمام جوار و دیار ہے

ہوئی ایک آرزو پوری
عشق اگر دے خدا تو اپنا دے
دل ادھر لگ چلی تو ہوا اصل
کوہکن ہو کے مر گیا فرہاد
جل کے پروانہ جب لگن مین گرا
مین نے سو بات اوس سے جل کے کہے
قاصد اوس سے یہ بات کہیو ضرور
خوب وارا نگر مین بھولا ہے
اب وہ فرصت کہان جو ہو بچون ہان
نہین دیتی ہر گھر سے اوٹھنے ہائے
تو ہی پھیرا ایمان خدا کے لیے
شوق مے در پے خرابی ہے
دیکھہ کیا رنگ و روپ لاتا ہے

کھل گئی عاشقی مین مجبوری
کچھہ نہین عشقباز سے صوری
دل لگی ہے ادھر کی مہجوری
نہ ملی اوسکو کچھہ بھی مزدوری
روئی پردے مین شمع کافوری
نہ سنی ایک بھی نہ مغروری
کیون خوش آئی تجھے مری دوری
نہین کرتا ہے یاد کا کوری
ایک پیری ہزار معذوری
تن کی سستی و دل کی رنجوری
لیکے مونس سے اپنی دستوری
محتسب تجھسے کیا کرون چوری
مے گلگون سے جام بلوری

ردیف یائے تحتانیہ

شارع عام مین سیر حانہین پرتا ہو قدم
کیا طبیعت کی بھی نقش کی بدذاتی ہی

یار و چپ چاپ ہو یا باتین کرو ادھر ادھر کی
اور باتون سے طبیعت مری گھبراتی ہی

قاصدا سطرح سے مجھے یار کا لا پیغام
بوسے گل جیسے کہین باد صبا لاتی ہی

کسطرح کوچہ لیلی مین قیام اپنا ہو
بیقراری وہ مری دیکھ کے جھنجھلاتی ہی

دل سے شعلے اوٹھتے ہین آنکھون سے جو آنسو نکلی

موت سامنے کسطرح سے مجھے یاد نہی آتی ہی
عمر بیحری و غفلت مین چلی جاتی ہی

ولہ

وہ نوالی ہی جو آگ مین سے آتی ہی

دیوان تراب ردیف یائے تحتانیہ

بھول جائے تراب کا سب کا نیچ
یار جسوقت جلوہ فرماسے

کوئی ناصح کو دکھلائے پریزادونکی رعنائی
دوانا وہ بھی ہو جائے خفا ہو عقل و دانائی

ہین کسکی زلف ہند و پر ہوا ہو دالہ و شیدا
جو کافر زلف والے ہین مجھے کہتے ہین سودائی

کہو لیلی سی تو ہی اکدن صحرا مین در آکر
جو آسکتا نہین وحشت سے یان مشتاق صحرائی

عذاب گور ضغطہ قبر کا سب بھول جاتا ہے
جو یاد آتی ہے عاشق کو شب ہجران کی تنہائی

ہین مشکل ہو گیا ہے بات سے سفر اونکی کیا جب سے
اودھر جانان ہوا رخصت ادھر صبر و شکیبائی

تمنا تھی مجھے جسکی نظر آئی نہ شکل اوسکی
بسنت آیا تو کیا آیا بہار آئی تو کیا آئی

ہین ایسے دلبر بیرحم پر کیا جانکے دل دین
جو بیدل کی نہ کرتا ہو تسلی اور دلاسائی

یہ قاصد اوس سے کہدینا جو آپکا لکھا لینا
کیا وعدہ وفا اچھا بھلی سچی قسم کھائی

وہ جگ مین ہوگیا نامی ہی عاشق کو ناکامی
اوسی دن عشق نے عزت مجھے خوار کی رسوائی

ہین اوسکی دستگیری مین ہوا رسوا فقیر ہمین
مشیخت کی کہیں پیری مین ملامت کی رسوائی

تراب اوس سے کنارا کر فقط لطف و مدارا کر
فراق اوسکا گوارا کر ہی معشوق ہرجائی

جسکی ہر بات مری دلکو پسند آتی ہی
حیف اک بات مری اوسکو نہین بھاتی ہی

کبھی مکھڑے پہ بکھرتی کبھی بل کھاتی ہی
زلف سونچ سی دلکو مرا او لجھاتی ہے

خط مین جب اوسکو کیا شکوہ دیرینہ رقم
ہنسکے قاصد سی کہا باقی یہ سنواتی ہے

کیون نہ سر ٹکی قفس توڑ کی بیچاری بلبل
اوڑ کی وہ باغ تلک جا نہین پاتی ہے

گور کی منزل مین چل تھلکے مسافر سو گئے
مت کہو جی مر گئے ایدھر اودھر سو گئے

جو وہان سے آئی دنیا کے چمن مین گو
شبنم و گل کیطرح یا ہنس گئے یا رو گئے

اس مسافر خانہ دنیا مین ہو کیونکر قرار
آمد و شد لگ رہی ہے ایک آیا دو گئے

واقعی یہ دار دنیا آخرت کا کھیت ہے
جو یہان آ کے بدی نیکی کا دانہ بو گئے

غفلت و عصیان مین جنکی ہو گئی اوقات تف
اونسے پوچھو تم نے کیا پایا یہان کیا کھو گئے

یا الٰہی اوبتر کافر کو دے توفیق خیر
دوستی مین جسکی ہم بدنام و رسوا ہو گئے

عشق مین بے عقل و ہوش و صبر طاقت ہے تراب
ایک دل کے ساتھ کیا یہ بیوفا چار دو گئے

کیا اوجا گر یہ حسن لیلی ہے
چاندنی چار و طرف پھیلی ہے

ہے مکدر غبار مجنون سے
نہین پوشاک اوسکی میلی ہے

کیون نہ صحرا سے قیس اوٹھ دوڑے
در یہ لیلی کھڑی اکیلی ہے

تیری لیل و نہار کی کیا بات
چہرہ شمسی ہے زلف لیلی ہے

سر پہ ٹیکے کی ہے چمک کیا خوب
ہمسر طلعت سہیلی ہے

اوسکو بھر بھر کے جام کوثر دے
ساقیا جو ترا طفیلی ہے

محتسب کا بھی ہے اودھر میلان
سے مینے جس مغبچے سے مول لی ہے

نامہ بر چھپ کے خط مرا دینا
ق سر پہ نلوے کی لال تھیلی ہے

کھیتو اوس سے ہوا تراب فقیر
بر مین کفنی گلے مین سیلی ہے

یہ کیا صحرا میں اوس کی قیس کی تصویر پھرتی ہے
کہ باد گرد سی گرد اوسکی اک زنجیر پھرتی ہے

سنا مجنون تو بیدل ہو کسی صحرا میں جا بیٹھا
کہو لیلی سے تو کس کے لیے دلگیر پھرتی ہے

شراب وصل شیرین وہ تشنہ لب ہا ہے
بہائی جسکی کوہستان میں جوئے شیر پھرتی ہے

مصیبت کوہکن کی وس سے کیا فائدہ کہنا
جو یاری کر کے خسرو سی بصد توقیر پھرتی ہے

نہیں ملتی ہے فرصت اک دم لینے کی عاشق کو
گلے پر اوسکے جسدم یار کی شمشیر پھرتی ہے

چھپاؤن کسطرح نامحرمو نسے عشق اپنا میں
محبت کی خبر میری تو عالمگیر پھرتی ہے

تراب اودھر نظر رحمت کی پھر مولی نہیں کرتا
مریدون کیطرف سے جب نگاہ پیر پھرتی ہے

ردیف یا تحتانیہ

دیتا ہے سبکو گالی کرتا ہے دلکی چوری
کل ہو گئی مثل یہ چوری و سینہ زوری

کل عہد کر گیا تھا بھر عمر دوستی کا
آج آ کے یاری کٹ کی چھٹ آشنائی توڑی

بولا یہ خونبہا لے مجھسے تو اپنے دلکا
انسو سے میرے اپنی جیب آستین نچوڑی

ہو چاندنی اوسکی گورون پہ عاشقونکی
منہ جسکا چاند سا ہے نکہت ہے جسکی گوری

غم کی کہانی کہتے وصلت میں کٹ گئی شب
گھبرا کے یار بولا بس کر ہے رات تھوڑی

راہ اوسکی تاکتا ہوں ہر طرف جھانکتا ہوں
کسطرح آنکھ موندوں ادھر لگی ہے دوڑی

رکھے کوئی توقع ایسے بخیل سے کیا
مانگے سے جو نہ دیوے اک پان کی گلوری

کیون جب بجا لیت کھاتی ہیں مال رشوت
کسنے حلال کی ہے ان حرام خوری

پھر کیون تراب کیجیے اہل دول سے در خور
دنیا کی جب تنگ و سعی تلاش چھوڑی

دیکھکر داغ جگر کہتا ہے یار
سینے اوس بت سے نہ توڑ ہی مندہ گی
شیخ جی حق بات مین کہدونگا صاف

خوب جلتے ہین دوالی کے دیے
اوسنے آزاد اور بندے کر دیے
مجھکو از بہر خدامت چھیڑیے

بیخودی مین جو خدا بین ہو تراب
اوسکو کہتے ہین ہے یہ سودہ ہے

٤٤٥

منتظر بیٹھے نہ کیونکر ہون اجل آنیکے
گفتگو عاشق شیدا سے نکرے ناصح
اوڑکے خاک اوسکی کہان جا لگی ہے باہر
ساقی اک دور پیالے کا ادھر بھی ہو جاے
دیکھکر بت کیطرف سجدہ کریگا کسکا
بے نیازی سے جو پرواز بہت کرتی تھے

دن تو آنے لگے دنیا سے چلی جانیکے
وے دوانے ہین جو منہہ لگتی ہین پروانیکے
بال و پر پھونک دی شمع نے پروانیکے
ہم بھی ہین مست نگر گردش پیمانے کے
شیخ مسجد نہ بنا سامنے بتخانے کے
پھنس گئے دام مین لالچ سے وہ الدانے کے

کسطرح بستی مین رہنا اونھین خوش آئے تراب
قیس کیطرح جو خوش باش تھے ویرانے کے

٤٤٦

ہوا بدلی ادھر کی جب ادھر سے
چلا ہے یار اس گرمی مین گھر سے
قریب آیا وہ بجلی سا چمکتا
دل نالان نہ بادل سا گرجتا
گھٹائین آہ کی اوٹھنے لگین پھر

لگی جھڑ آنسوونکی چشم تر سے
الہی ابر گھرے پانی برسے
جو کوسون دور تھا میری نظر سے
جو حال اپنا وہ لکھتا پیشتر سے
شتاب آنے کوئی اوس سیمبر سے

ردیف یا تحتانی

ولہ

[illegible] بشر کی آبرو بین [illegible] دیکھو یہ کرشمہ [illegible]

[illegible] چشمہ دریا [illegible]

کوئی پوچھے حال [illegible] کا بہرام گور ہے

دنیا کا نام منہ سے نہ لینا کبھی ترابؔ

[illegible] طعمۂ مردار و زاغ ہے

ولہ

[illegible] ناصح [illegible] دل سہا نہ کوئی

پوچھے نہ کوئی ہدایت عشق

سائل ہو تو انتہا نہ کوئی

چاہے ہے سو قتیل عشق ہو جائے

یان پائے گا تو بہا نہ کوئی

شبنم تو چمن میں رو گئی رات

چمن [illegible] گل [illegible] نہ کوئی

جو چھوڑے وہ چھوڑ گئے نشانی

گلشن میں بہت رہا نہ کوئی

زندان میں اسیر دکھ نہ پائے

[illegible]

ترابؔ اللہ والے کا رضا و صبر مسکن ہے

کبھی اس گھر میں رہتا ہے کبھی اوس گھر میں بستا ہے

۳۴۹

جو نہ ڈرتے تھے بحرِ قلزم سے	ڈر گئے میری چشمِ پرنم سے
آئے طوفان ڈوب جائے جہان	روئے عاشق جو ہجر کے غم سے
زلف کا بال بال یوں ترسے	جیسے کاٹے کا دانت موسم سے
بھرین اوٹھتی ہیں دل میں شانے کے	طرۂ یار کے خم و چم سے
چشمِ آہو کا ہے وہ آہو گیسو	اپنی چیتوں کی وحشت و رم سے
نام اوسکا تو یاد رکھ اے شیخ	کیا خبر تجھکو اسمِ اعظم سے

یار مجھ سے ابھی خفا ہو ترابؔ

حال اوسکا کہوں جو محرم سے

۳۵۰

کثرت سے اسقدر تری وحدت کا زور ہے	چاروں طرف جہاں میں انا الحق کا شور ہے
ہر شے میں جسکو حق کی تجلی پڑے نہ دیکھ	کیا کہیے اوسکے حق میں وہ آنکھوں سے کور ہے
زاری وہ کسطرح نہ کرے وصل کے لیے	عاشق ترا نہ صاحب زر ہے نہ زور ہے
کیوں اشک سرخ ہیں پلکیں اشتیاق میں	اندوہ دل کا جوش ہے غم کا نچوڑ ہے
دلکو اودھر سے توڑ کے ادھر لگا دیا	اے عشق تیرے ہاتھ عجب توڑ جوڑ ہے
پھولوں کا رنگ ایک ہوا میں بدل گیا	کیا باغباں چمن میں خزاں کا جھکور ہے
توڑا ہے جسکی زلف نے مارِ سیہ کا بل	شانے سے اوسکی دل میں گرہ ہے مروڑ ہے
کسطرح دل سے یار پہ صدقے نچاؤں میں	منہ اوسکا چاند ہے تو مرا دل چکور ہے

دیوان ترابؔ

ردیف یائے تحتانیہ

[illegible]

ولہ

۳۵۲

[illegible]

جو آپھی دیکھتا ہے روپ اپنا — وہ بہروپی کچھ اوری کلا ہے

۴۵۳

تراب آیا وہ تیرے بس مین کیسا
بھلا افسون ترا او سپر چلا ہے

ملون اوس یار جو غیر سے جھٹ پٹ جدا کر دے — کر دن خود بندگی اوسکی جو مجھکو با خدا کر دے
مبادا وہم کی موجو نسے کشتی دلکی جا ڈوبے — تنا ہی مجھکو اوس پاس یا پار ای ناخدا کر دے
مرید و دق و راسخ ہے وہ کیا بات ہے اوسکی — جو اپنے پیر پر سب جان و مال اپنا فدا کر دے
نہ گردن کھینچنا اپنی اگر تلوار وہ کھینچے — کہ گردن تیری حق بندگی کا بہ ادا کر دے
کہان سلطان محمود اور کہان بندہ ایاز اوسکا — محبت وہ بلا ہے شاہ کو جا ہے گدا کر دے
کریمی کی صفت سنکر یقین آیا مرے دلکو — گنا ہونکو مرے بخشے کرم مجھپر خدا کر دے

۴۵۴

تراب اوسکی قدمبوسی کی خواہش کیون نہو سبکو
خدا جسکے تئین دنیا مین شیخ مقتدا کر دے

سینہ جلتا ہے نہ کیون منہ سے جلی بو نکلے — سوز دل دیکھ مرا شمع کی آنسو نکلے
مین تو سودائی ہون اوس زلف سیہ کا یارو — کسطرح لے مرے خواہش گیسو نکلے
چشم خیرہ ہوئی پھر آنکھ نہ کوئی دیکھ سکا — بے حجابانہ جو گھر سے وہ پریرو نکلے
ہے وہ تلوار اصیل اوسکا نہ بل نکلیگا — دشت شانے سے بھلا کب خم ابرو نکلے
رخ کیا یار نے صحرا کیطرف پھر شکار — کیسے میدان سے وحشت زدہ آہو نکلے
ہائے قسمت جسے کہتے تھے مسیحا دم ہے — حق مین عاشق کی وہ پیر حم بد خو نکلے
نہ گئے اوڑ کے کہین اوس چمن سے باہر — جب سے مرغان چمن کی پر و بازو نکلے

ردیف یای تحتانیہ

۴۵۷ تراب جسکی ملاقات سبکو خواہش ہے
وہ اپنے لطف و عنایت سے یار میرا ہے

دلمین میری اوس پریرو نی لگائی آگ ہے — زلف کالی جسکے رخسار پہ کالا ناگ ہے
رقص بسمل دیکھکے بلبل کا نغمہ سنکے یار — ہنسکے کہتا ہی یہ کیسا ناچ کیسا راگ ہے
دوستونسی دشمنی ہرگز نہین کرتا کوئی — عاشقونکی ساتھ معشوقونکو ناحق لاگ ہے
عشق مین حال پریشان دیکھکے میرا کہہ — اندنون صورت پہ تیری واہ کیا برگ ہے

۴۵۸ جسنے خلوت مین حضوری کا مزا پایا تراب
خلق سے وحشت ہی اوسکو سب سے بھاگا بھاگ ہے

مئی وحدت سے کوئی مجھکو لبالب ایک ساغر دے — مین صید قرار دسکے ہوجاؤن جو متوالا مجھے کر دے
پلا ساقی مجھے وہ مئی جو ذوق بیخودی بخشے — رگ و ریشے مین میرے کیفیت منصور کی بھر دے
تو شیخ جام کر مجھکو قسم ہی پیر مغ تجھکو — سقا ہم رہیم ٹپکے شراب آگے مری سر دے
عدم مین سبکو شک آئی جو پہلے جام کوثر کا — مجھے فرزند اپنا جانکر ساقی کوثر دے
مذمت عشق کی کرتا ہی خوبی سے نہین واقف — پڑی مین عقل پہ تیری تو ناصح جہل کو بر دے
چمن مین شوق گلشن سے بلبل چہچہاتی ہے — مرے بھی نالہ و شیون نشیمن ہین خالی از دے
وہ میرے اشتیاق دگر زاری پہ کہتا ہے — خدا ایسا کسی کو دل نہ ایسا دیدۂ تر دے
ہوا عاشق بچارا رنج و غم سے ناتوان اتنا — کہ چھاتی سے لبون تک آ نہین سکتا دم سرد ہے

ملامت عشقبازی کی اوٹھائے کون تنہی مین
تراب اس کام کو توکر کہ ہر کاری و ہر مرد ہے

کیا وہ کہتا ہے مری تسبیح و سمرن دیکھکے — ہین مرے یان بہت ایسے کنٹھے اور یار پڑے
کفر سے بیزار ہو صحبت تارکِ زنار ہو — یا رو وہ کافر مسلمان سے اگر پالے پڑے

۱۹۴
یکی مل ناحق تراب اتنا کری ہے شور و غل
دم بخود اس بزم مین ہین کتنے متوالے پڑے

حسن خال و خط پہ کیا اتنا تفکر چاہیے — اوسکی صورت کا فقط ہر دم تصور چاہیے
جو کوئی چاہے کہ یار اوسکا رہے ہر وقت پاس — صحبت اغیار سے اوسکو تنفر چاہیے
بے گہر خالی صدف کی قدر و قیمت کچھ نہین — گل گر خون کے کانین آویزہ در چاہیے
دیکھ پڑتا ہی کہین رستہ اندھیری رات مین — اوس پری کی مانگ مین البتہ سیندور چاہیے
دیکھکے صورت مری منھ پھیر لیتا ہی تو کیا — اسقدر تجھکو نہ یار و نسی تنفر چاہیے
چشم مست ناز کر دیتی ہین اک چتون مین لوٹ — ساقیا ہمکو وہی پیمانہ پر چاہیے
بوالہوس کرتا ہی ناحق عشقبازی کا گھمنڈ — یان دل دیوانہ بیخواب و بیخور چاہیے
ہندوون سے ربط رکھتا ہون مسلمانون سے راہ — مین حقیقت مین ہون مجھکو سب سے ذرہ چاہیے

۲۶۲
اغنیا سے بینیاز ہی کیون نہ ہم ہیجے تراب
مالدارون سے فقیرون کو تکبر چاہیے

الہی خیر کیجو بیطرح بارش کی شدت ہے — گرے پڑتے ہین گھر سب کے خرابی ہے مصیبت ہے
دبا دم اسقدر پانی برستا ہی خدا حافظ — دھما دم ہو رہا ہے ہر طرف گرتی عمارت ہے
جدھر دیکھو ادھر دریا نظر آتا ہی یا اللہ — مکینون کی یہ حالت ہے مکانون کی یہ صورت ہے
کٹھن ہے ہاتھ لگنا اب تو مٹی خشک جنگل بھر — زمین تر ہو گئی ساری یہ پانی کیا قیامت ہے

ردیف یائے تحتانیہ

کرو دنیا مین نیکی جسقدر ہو	اجر عقبے مین اک حسنہ کا دس ہے
رکھو تیار توشہ آخرت کا	سفر در پیش وان کا ہر نفس ہے

۴۶۴

عبث ہے آرزو دنیائے دون کی
تراب اللہ بس باقی ہوس ہے

نجانون تونے دپر کیا کیا ہے	اگر مفتون ہون مجھے رسوا کیا ہے
نہون مین کسطرح خوبونکا مشتاق	اگر عاشق تن مجھے پیدا کیا ہے
بنایا ہے تجھے حق نے طرحدار	مجھے دیوانہ و شیدا کیا ہے
نہین رکھتا مجھے ساتھ اپنے ہر ہر	ہین تیرے ساتھ کیا ایسا کیا ہے
مین تجھکو نہین کہتا ہون پیارے	جو کچھ تونے کیا اچھا کیا ہے
رقیبون کو مخالف عاشقون سے	اگر تونے کیا بیجا کیا ہے
محبت کا اثر کیا کم ہے اتنا	کہ سب مجھکو بے پروا کیا ہے
لگا لیتے ہے کسکا عاشقی مین	عدو نے مجھے کیون بلوا کیا ہے

۴۶۵

تراب اکدن تو اٹھین منہ کو بیٹھ
بہت ادہر ادھر دیکھا کیا ہے

دنیا کے رنج و راحت و آرام سے گئے	اے عشق تیرے عہد مین سب کام کر گئے
اچھے ہوئے جو ہجر مین واصل بحق ہوئے	ہجران کی رنج و کلفت و آلام سہہ گئے
تا صبح کل ٹرپتی رہی نیند اڑ گئی	گھر کو جو اپنے یار سر شام سے گئے
کسطرح پھر نہو تہ وبالا کسیکا دل	نیچے اوترا ابھی وہ لب بام سے گئے

ولہ

تیغ ابرو کھینچ کے آنکھیں دکھاتا ہے وہ شوخ — کسکو جرأت ہی جو متوالے سپاہی لڑے
زلف کا ہر بال عاشق کے لیے جنجال ہے — اوسکے پھندے مین کسیکا دل نہ جی جی پڑے
دل دیا کیا آپ سے مینے لیا اوسنے بزور — کرتے ہین ناحق ملامت مجھکو سب چھوٹے بڑے

چاہ مین اوسکی تو کچھ چارہ نہین اپنا تراب
چاہے سو سولی کرے عاشق بیچارا کیا کرے

باغ مین لالے پہ کیا آگ لگی گلشن مین ہے — رنگ چمن کا خوب ہوا آگ لگی گلشن مین ہے
باد خزاں کی تند ہوئی تیغ ہوا تھا خارستان — دم کے سر ابر باد صبا آگ لگی گلشن مین ہے
تازی پھول انار کی سونگھ پتے سرخ غبار کرد — بھورا جل کے ہوا کوئلا آگ لگی گلشن مین ہے
یار چمن مین پھرتا ہی پھول قدم پر گرتا ہی — پہنے ہو وہ کیا سرخ قبا آگ لگی گلشن مین ہے

دیکھکے شعلے گل کے تراب بن گئی بلبل مرغ کباب
کون اودھر اب جاے بھلا آگ لگی گلشن مین ہے

تن پہ ہے غم سے ناتوانی بڑی — درد دل کی ہے یہ نشانی بڑی
عشق کی بات کسطرح ہو تمام — رات چھوٹی ہے اور کہانی بڑی
کس کو تونے نہین دکھایا منہ — ہمسے ناحق ہے لن ترانی یہ
یار رہتا ہے دوستون سے خفا — دشمنون پر ہے مہربانی بڑی
نہین معلوم کس سبب سے ہمسے — دلمین ہے اوسکی بدگمانی بڑی
پیرہن چاک گل بھی رکھتے ہین — تو ہی بلبل سے کیا دوانی بڑی
شیخ جا شکر کر بڑھاپے کا — کٹ گئی آفت جوانی بڑی

شراب اوسکی گلی سے ایک ہم ہی
دل و دین سے کے جیتے جان اوٹھے

ناصح پری رخون کو غرور جمال ہے
صورت کی ہر کمال کو اکدن زوال ہے

رنگ حنا سے سرخ ہین جنکی ہتھیلیان
ہاتھو نسے اونکی اک جہان پائمال ہے

اوس طفل شوخ پر دل پیر و جوان ٹوٹے
آگے خدا پناہ ابھی خرد سال ہے

زنجیر زلف یار کی دیکھی ہے دل نے کیا
دیوانہ بن گیا ہے عجب اوسکا حال ہے

لٹ زلف کی لٹکی ہے کیا اوسکی دوش پر
صیاد دہر دہ کاندھی پہ اوسکے جال ہے

مضمون عشق سے تجھے ناصح خبر نہین
اس مسئلے مین تجھکو عبث قیل قال ہے

معشوق اگر شراب کسی سے جدا نہین
ناصح غم فراق و ہواے وصال ہے

ردیف یاے تحتانیہ

ہر تار زلف یار شب تار ہے مجھے
چلنا اندھیری راتمین دشوار ہے مجھے

بہر خدا نہ مجھسے تو اتنا حجاب کر
برقع اوٹھا دے خواہش دیدار ہے مجھے

کیون میری نبض دیکھکے چپ ہو گیا طبیب
مین جانتا ہون عشق کا آزار ہے مجھے

تا حشر مین تو ڈھونڈھتا پھرونگا یار کا
اوس سے وفاے عہد کا اقرار ہے مجھے

یا رو طریق عشق ملامت کی راہ ہے
جو ناسزا کہو وہ سزاوار ہے مجھے

کوئی چلے ہے حق پرست کبھی جانب بت پرست
البتہ ایک بت سے سروکار ہے مجھے

ناصح مین پارسائی کا دعوی کرون شراب
خوبون کی دوستی سے کب انکار ہے مجھے

کمر کھولی تجھے دیکھون تو چھپت سیہ عدم کو ن
بری حالت ہے یارونکی تری غمسی تو کیا جانے
مری آنکھونسے خوبونکی طرح تو بھی کہین چھپ جا
اگر تجھسے زبانی کچھ کہا جاوے تو کہدینا
تری آواز سنکے چونک اوٹھا وہ نیند کا ماتا

عبث میرے لیے پٹکا کسے باندھی کمر تو ہے
خبر اونکی نہین لیتا ہی کیسا بیخبر تو ہے
شب ہجر تمین کیون مجھکو جلاتا ہی اے شمع تو ہے
مری حالت کیا واقف نہین اے نامہ بر تو ہے
گلا تیرا کٹے کیا بولتا مرغ سحر تو ہے

نہ مسجد سے غرض اوسکو نہ بتخانے سے کچھ مطلب
ترابؔ اوس طرف رخ کرتا ہی اے مولی جدھر تو ہے

چاند اندھیرے مین عبث صورت دکھاتا ہی مجھے
عشق کہتا ہی کہ اوٹھ چل بیخودی کی راہ مین
سب یگانے ہوگئے بیگانے مجھسے عشق مین
یار رومین کیونکر جفاے یار کا شکوہ کرون
کس سے کہیئے عاشق و معشوق کا ناز و نیاز
روٹھ کر اوٹھ جاتا ہی اپنی بزم سے اوسکی رقیب
سامنے اوسکے رہین کیونکر بجاے میرے حواس
کون پکڑے دامن اوسکا خدا جانے کیو واسطے

گورا مکھڑا اک پری کا یاد آتا ہی مجھے
راہ و رسم ہوش ناصح کیا بتاتا ہی مجھے
کون غمخواری کرے اب کس سے بتاتا ہی مجھے
وہ تو اپنی عاشقی مین آزماتا ہی مجھے
مین دعا دیتا ہون وہ گالی سناتا ہی مجھے
یار اپنے پاس جب ہنسکے بٹھاتا ہی مجھے
وہ تو اک جلوہ مین دیوانہ بناتا ہی مجھے
وہ جب آتا ہی ادا سے مار جاتا ہی مجھے

گو مجھے پروا نہین کچھ سوز دل کی ترابؔ
پر ستمگر رقیب معشوقون کا بھاتا ہی مجھے

غم بہت ہجر کا کھایا مرا جی جاتا ہے
رنج کیا کیا نہ اوٹھایا مرا جی جاتا ہے

ولہ

ردیف یای تحتانیہ

کبھی وہ لطف نہ محمود سے ایاز نہ ہو
جو اپنے بندہ نسے پروردگار کرتا ہے

یہان تو مجھسے بہت یار مین سچ کہہ
تو اپنے جی سے بہت کسکو پیار کرتا ہے

رقیب شک سے مرے خونبہ ہر کہا کے سوا
اوسے شہید وہمین ناحق شمار کرتا ہے

قرار آنے کا اوسنے کیا لکھہ قاصد
کہ اوسکا وعدہ مجھے بیقرار کرتا ہے

۲۸۱
خدا کرے وہ شتاب آدے کون اوس سے کہے
تراب کب سے ترا انتظار کرتا ہے

گر تری منہہ کی چمک اوسمین نچاہی ہوئی
آرسی مین نہ جلا یہ نہ صفائی ہوتی

تخت طاؤسی پہ کیشا ہجہان بھرتا یون
حاصل اوسکو جو ترے در کی گدائی ہوتی

ای صبا کتنی ہی کیا باغ مین بھرائی بہار
اوسکے آنے کی خبر تونے سنائی ہوتی

باندھنا تھا تجھے ناگن کو اگر افسون سے
تار مقیش سے چوٹی نہ گندھائی ہوتی

ترک خونخوار بھی کہتی ہین الکھونکو ترے
اپنے عاشق سے کبھی آنکھ لڑائی ہوتی

یاروہی مال بجا صرف نہ کرتے کیونکر
اہل دنیا کی اگر پاک کمائی ہوتی

۲۸۲
گر نہوتا مین گرفتار محبت کا **تراب**
کب مجھے قید مشیخت سے رہائی ہوتی

زلف پر یار نے کنگھی جو لگائی ہوتی
سو بجو دلکی مرے عقدہ کشائی ہوتی

نیند آتی مجھے پھر آنکھہ ذرا لگ جاتی
اوسنے گر خواب مین شکل اپنی دکھائی ہوتی

زور روبل اپنا دکھاتی نہ مجھے زلف رسا
گر کمر تک نہ ری اوسکی نرسائی ہوتی

درد مندون سے وہ بیدردی نکرتا ہرگز
دلمین اوسکے جو ذرا پیر پرائی ہوتی

جلتے رہوگے کب تک اک دن موگی بیشک	موت آئیگی یکایک یہ امر ہے یقینی

دیکھے تراب کتنے دنیا کے یار ہینگے
یار ہی اوسیکی بھائی ہووے جو یار دینی ۵۵

یار بن لطف انجمن کیا ہے	گل نہو جس مین وہ چمن کیا ہے
جسم بیجان خاک ہے ناپاک ہے	خالی از روح جسم و تن کیا ہے
روح کا چاہیے بناؤ سنگار	زیب و آرایش بدن کیا ہے
عشق نے نامور کیا ورنہ	قیس کیا ہے اور کوہکن کیا ہے
دیکھکر چشم تر کو میری نہ کہہ	عاشقون کا یہ مکر و فن کیا ہے
کیون تو مجھسے حجاب کرتا ہے	تجھکو عاشق سے سوء ظن کیا ہے

حق و باطل سمجھکے کہدے تراب
شیخ کیا ہے اور برہمن کیا ہے ۵۶

کیون نہ پھر غم سے جلیے اور مریے	عشق سے دور رہیے اور ڈریے
کبتک تیرے ہجر مین ساقی	ساغر چشم اشک سے بھریے
سرو قد گلبدن ہے یار مرا	کیون نہ اوسپر وہ دم بھریے
گر خون سے خدا ڈالے کام	مہر کرتے نہین کسی پر سے
وہ تو چتون سے مارتے ہین تیر	ترک چشمون سے کسطرح لڑیے
جن نے مجبور کو کہا مختار	کیون نہ ہم حیص بیص مین پڑیے
بیشک عاقل تراب جہان	اب کریے یہ اور یہ دھریے

ولہ

ردیف یا تحتانیہ

دیوان تراب

سہن کے بجلی وہ عاشق کو قتل کرتا ہی
جو اوس سے پوچھو تو کانون پہ ہاتھ دھرتا ہے

تری بلا سے تجھے کیا غرض تو کیا جانے
تری جدائی مین عاشق پہ کیا گذرتا ہی

بگڑ گیا تری بارہ مین اک جہان ہمسے
تو ہمسے ہر گھڑی ہر وقت کیا بگڑتا ہی

اگر تو چین بجبین ہو تو بھاگ جاے رقیب
مین جانتا ہون یہ کوا کمان سے ڈرتا ہی

بھلا وہ کب رہے دو چار دن کسیکے گھر مین
جو ایک دم مری بر مین نہین ٹھہرتا ہے

کبھی نگاہ لڑاتا ادہر کبھی اودھر
وہ شوخ چشم ہرن کی طرح لڑتا ہے

جہاد نفس کا بیشک جہاد اکبر ہے
بڑی ریاضت و محنت سی نفس مرتا ہے

تراب کیون نہ کرون کسی سے مین الفت
مجھے تو سب کہین محبوب دیکھ پڑتا ہے

کفر و اسلام تقاضاے رخ و گیسو ہے
رخ مسلمان ہے گیسو ہے سیہ ہندو ہے

جلوہ گر جیسے چمن مین وہ بت گلرو ہی
کیا مہکتا ہی چمن چار دن طرف خوشبو ہی

حربہ تیر و کمان بس لیے وہ ہاتھ مین ہے
خود مژہ یار کا جون تیر و کمان ابرو ہے

سنگدل ظالم بیدرد اوسے کیون نہ کہون
کبھی رونے پہ مرے اوسکا گرا آنسو ہے

دیکھکر مجھکو بچل جاتی ہے چتون اوسکی
اوسکو چنچل نہ کہے کوئی رم آہو ہے

کسطرح دلکو وہ باتون مین لگا لیتا ہے
اوسکی تقریر مین کیا جانیے کیا جادو ہے

دیکھلی ہمنے **تراب** آج رسائی تیری
کون کہتا ہے ترا اوسکا مصاحب تو ہے

ہم اوسکے سامنے آئینہ بنکے بارہا بیٹھے
کبھی وہ کھول کے منہ روبرو ہمارے آ بیٹھے

موردِ یوسف کنعان نظر آیا اوسکو	اے پری جسنے تری چاہ زنخدان دیکھی
بجلی چمکے تو ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے	پھر نظر کسنے بھلا صورت جانان دیکھی
عارض یار تو ہی ماہ شب چار دہم	طلعتِ اوسکی تو جوانی مین لو چندان دیکھی
لیے جاتا ہی جنون کھینچے اودھر کیا کیجیے	قیس کی تھی نہ کبھی راہ بیابان دیکھی

کنت کنزاً تو اشارہ و کنایہ ہے **تراب**
ہمنے جو ذات نہان تھی سو نمایان دیکھی

سنہ ۱۲۹۳

کہو ناصح مرے آگے سی ٹلجاے	مبادا منھ سے تیرے کچھ نکل جاے
نہین بنتا ہے کہتے گھر مرے چل	خدا جانے وہ لڑکا ہے مچل جاے
جدھر وہ رخ کرے ترچھی بھوین کر	غضب نازل ہو جھپٹ تلوار چل جاے
نہ پوچھو اوس پریچہرے کی گرمی	نقاب آئے اگر منہ پر تو جل جاے
بلائین تیری سے اے مشاطہ لو نہین	جو تیرے ہاتھ سے کاکل کا بل جاے
خفا ہے آج کیون مجھسے تو ناحق	کہی یہ بات مینے اوس سے کلجاے
کہا خاموش پھر کہنا نہ یہ حرف	تو عاشق کیون ہوا تھا ہاتھ مل جاے
ہوا ہے گرم ہے قہر الٰہی	خزانسی کیون نہ ضائع بھول پھل جاے
رقیبون کو بٹھا دو باندھ کے وان	جو بندر سے بلاے اصطبل جاے
اوسے شاہ بتان کہتے ہین ہا سب	کہان تک دیکھیے اوسکا عمل جاے

تراب اوس کا اگر زنار ٹوٹے
تو سمرن کا مری رشتہ بدل جاے

سنہ ۱۲۹۴ ردیف یائے تحتانیہ

ولہ

جہان مین دوست کیا سب ہین ہمارے — جو اقرب ہین سو عقرب ہین ہمارے

ہمین غیرون سے کیا امید یاری — وہ اتنے آشنا کب ہین ہمارے

محبت مین کسی سے کیا کہین ہم — جو کچھ اعمال و کرتب ہین ہمارے

الٰہی خوبرویون سے بچانا — وہ دشمن دل کے بیڈھب ہین ہمارے

رقیبون کو برا ہم کیون نہ کہیے — وہ برہم کار مطلب ہین ہمارے

کہان ہم اور کہان فرہاد و مجنون — یہ دونون طفل مکتب ہین ہمارے

جنون و وحشت و رنج و ملامت — یہ چارون خاص منصب ہین ہمارے

جب اوسکے گھر گیا بولا کہ چل بے — ق — بہت ایسے مقرب ہین ہمارے

کبھی اکدن نہ اوسکے منہ سے نکلا — یہ ہمدم ہین مصاحب ہین ہمارے

تراب اوسکی طلب ہے فرض ہمپر — ہزارون جس سے مطلب ہین ہمارے

۴۹۵

مین کہتا ہون خدا سے پانی برسے — کرے آمین کہو اوس سیمبر سے

یقین ہے آخری برسات ہو خوب — خبر دیتا ہون مین یہ پیشتر سے

خدا بندون پہ اپنے رحم کر دے — نہ کوئی پھر کہین پانی کو ترسے

یہان برسے وہان برسے لگے جھڑ — خبر آئے یہی ادھر اودھر سے

بھرے پھر اسقدر رستون مین پانی — کرو دو پہر ہو نکلنا سبکو گھر سے

جو کرتے ہون ہمیشہ سیر دریا — وہ گھر مین چھپ رہین پانی کے ڈر سے

تلے پانی اوپر پانی جو دیکھین — مسافر کیون نہ باز آئین سفر سے

مناجات

اے خزان تونے کہیں سی لوٹ ماری ہی ہائے — ہوگئی برباد جھٹ پھولونکی باری ہی ہائے
اک ہوا مین اڑ گئی سب غنچہ و گل کی بہار — کیون نہ شور و غل کری بلبل بچاری ہی ہائے
قاصد اوس سے کہیو تو بیٹھا ہی اپنی گھر مین خوش — مجھکو یاری ڈالتی ہی انتظاری ہی ہائے
بیوفا تو کر گیا تھا مجھسے کیا قول و قرار — آشنا ہی دیکھ میری بیقراری ہی ہائے
اوس سی کیا کہیے تری مژگان ہاین برچھیان — وہ دکھلاتا ہی مجھے چھوری کٹاری ہی ہائے
اوس بت کافر کی جتو نسی خدا دانہ کام — دلپہ لگتا ہی اوسی کا گھاو کاری ہی ہائے
عشق مین سب ہوگئی ناحق مری دشمن مرزا — کسکے آگے مین کرون فریاد و زاری ہی ہائے

عید کا چاند ہے تو عید مبارک ہو تجھے — تجھہ دعا گو سی یہ کہہ عید مبارک ہو تجھے
نذر لایا ہون ترے دل اوٹھ کی بغلگیر ہو مل — عید مین دید کی تمہید مبارک ہو تجھے
واہ کیا ساز طرب سی ہی تری محفل گرم — عیش و عشرت کی یہ تمہید مبارک ہو تجھے
محتسب مین تو ہون اک نرگس مخمور کا مست — گر تو میخوارون پہ تہدید مبارک ہو تجھے
زاہدا راہ حقیقت سی نہین تجھکو علم — عمل خیر یہ تقلید مبارک ہو تجھے
کہہ منصور سے حق کہکے تو سولی پہ چڑھا — ثمرہ شجرہ توحید مبارک ہو تجھے
تو تو آزاد قلندر ہی مشائخ مین مرزا — شان تجرید و تفرید مبارک ہو تجھے

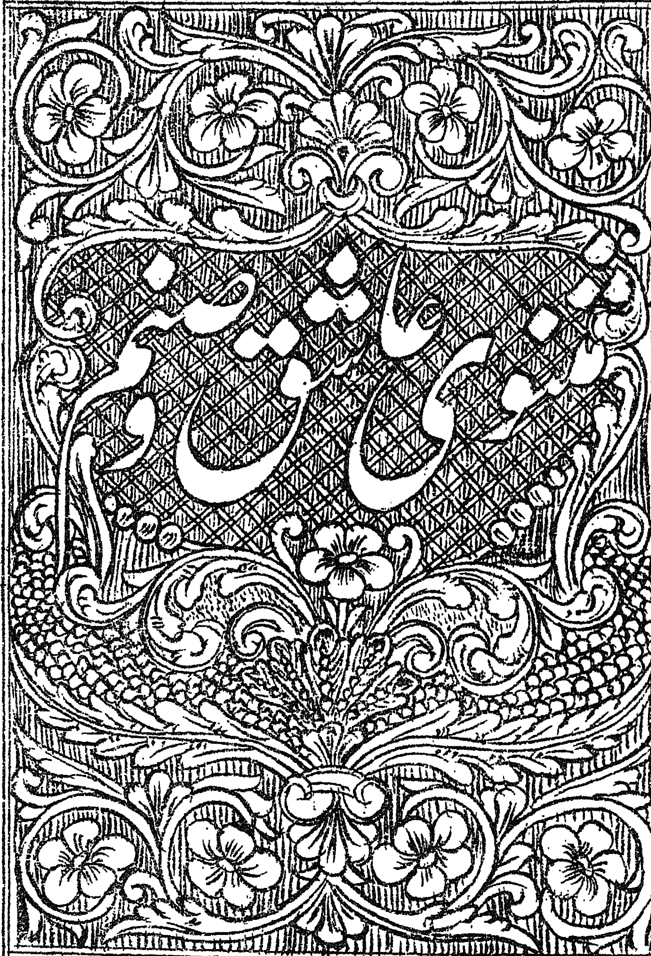
سوتی سے جگایا مجھے پھر آکے کسو نے — دکھلائی جھلک آن مسیحا کی کسو نے
ہر جا کہ یہ سینے کے نمک اور ہی چھڑکا — مرہم نہ رکھا زخم کو سلوا کے کسو نے
دیوانہ مجھے کہتے ہین سب عشق مین تیرے — پوچھی نہ حقیقت کبھی شیدا کی کسو نے
منہ پھیرے تری بوسہ سی کسطرح سی عاشق — چھوڑا کہین بیٹھا بھی مرزا کی کسو نے

عمر باقی یاد مین ہو میری قسمت مین کمی ہو
صحبت ہو سہو لکھون نہ ناز و ۱
کیا الحق خلق سے کنارا ہون
دل مین ہون رنگ فنا
تن پہ ہی جیسے لباس

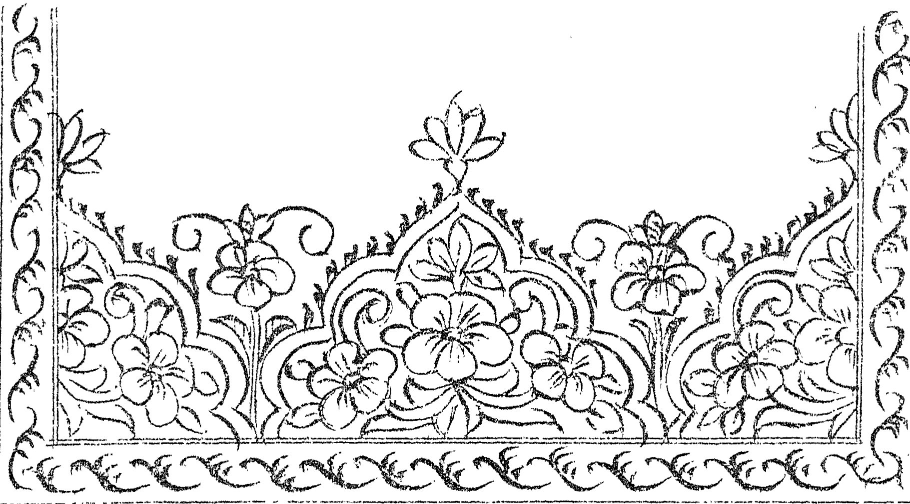
صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مرتبہ طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا اگر عشق کو پیدا نہ کرتا
تو سینہ حسن پردا سیں نکرتا

نہ لکھتا میں سخن کا تازہ مضموں
اگر عاشق نہ ہوتا وہ پہ مفتوں

نہ کرتا کوہکن کا عشق اگر زور
تو شیریں کا نہ ہوتا اس قدر شور

نہ ہوتا عشق اگر حائل دو تن میں
تو کب ہوتا کوئی مائل دو نین

نہ ہو در ہجر دل پریشان ہوتا
نہ کوئی وصل کا مشتاق ہوتا

نہ ہوتا کوئی کسی چشموں کا بیمار
نہ ہوتا زلف میں کوئی گرفتار

نہ یاں ہنگو کوئی زلفاں بات کہتا
نہ کوئی زلف کو اندھیری رات کہتا

نہ کوئی کافر کو کہتا سحر گر
نہ کوئی گیسو کو کہتا پیچ سنبل

نہ کوئی حسن کی گرمی سے جلتا
نہ کوئی شب رخ کو کہہ سکتا

نہ کوئی انکھ کو کہتا کہ آہو
نہ کوئی اوسکو کہتا عین جادو

نہ ابرو کو کوئی شمشیر کہتا
نہ پھر کوئی نگہ کو تیر کہتا

نہ قد کو کوئی جتلا تا قیامت
نہ فتنہ کوئی کہتا اور شر آفت

نہ خال و خط پہ کوئی دل گنواتا
نہ لب کو کوئی عیسی دم بتاتا

نہ قد کو کوئی کہتا نخل [illegible]
نہ کہتا برگ ریحان کوئی خضر

[illegible]

[illegible]

نہ ہوتی گرم معشوقوں کی بازار
نہ ہوتا گر کوئی عاشق خریدار

اگر مجنوں نہ ہوتا اوس پہ شیدا
تو لیلی کو بھلا کوئی جانتا کیا

نہ ہوتی شہرہ وامق کی گرچہ وہ
نہ ہوتا کوئی بھی عذرا سے آگاہ

نہ غمزہ جانتا کوئی نہ عشوہ
نہ صورت دیکھتا کوئی نہ جلوہ

کوئی انداز پر ہوتا نہ قربان
نہ کوئی ناز پر دیتا دل و جان

نہ کہتا زلف کو کوئی عنبر
نہ رکھتا قید سے اوسکی کوئی ڈر

نہ کوئی رخ کو کہتا رشک مہتاب
کوئی ہوتا نہ اوسکو دیکھ بیتاب

نہ کوئی عارض کو کہتا مہر طلعت
نہ کوئی کہتا یہ ہے آئینہ صورت

نہ کوئی مژگاں کو کہتا نوک خنجر
نہ کہتا کوئی اوسکو مثل قند

نہ ترک اوسکو کوئی خونخوار کہتا
نہ کوئی مردم بیمار کہتا

نہ کوئی تو سن پہ کا نام دھرتا
نہ ناف کو کوئی تمثیل کرتا

نہ کوئی اوسکو کہتا سرو آزاد
نہ کہتا کوئی ہے یہ نخل شمشاد

نہ کہتا خال کو کوئی دانہ و دام
نہ حجر الاسود و نقطہ شام

نہ لب کو کوئی کہتا سبزہ جیسا
نہ کوئی سیہ دانہ بلال

نہ کوئی عاشق ہوتا کبھی چشم پہ
نہ مہر ہوتا کوئی اوسکے قدم پہ

نہ کرتا یوں کوئی خوبوں کی پرچہ
نہ لیتا عاشقی کا کوئی سودا

غضب ہے عشق ای یار غضب ہے
اسیکا ہر طرف شور و شغب ہے

کہیں بلبل کہیں پروانہ ہو عشق
کہیں سیتا و کہیں پروانہ ہو عشق

کوئی پایا نہیں دو عشقبازی
حقیقی ہو کہ عاشق یا مجازی

ہوئی ہے عشق سے بنیاد آدم
یہی ہے باعث ایجاد آدم

کیا معشوق حق نے مصطفے کو
نہ کیسے کس طرح عاشق خدا کو

کہا ہے جو کہ ہے یہ عشق کا رنگ
یہی پیچ و جہد ریشہ بوزنگ

اگر اسکو نہیں باور کروگے
تو اک قصہ میں کہتا ہوں سنوگے

آغاز داستان عشق جوانی عاشق لقب و بیان حالات آن از طفلی کہ چنین لقب یافت

پلا ساقی مجھے اک جرعۂ مے
کہ ظاہر ہو جو کچھ مے میں چھپا ہے

شتابی گرم کر یہ طبع بارد
کہ اک قصہ کہونگا تازہ وارد

جوان لکھنؤ میں اک جوان تھا
پنو پچھو کسے طرف تھا او کہان تھا

عجب ایجاد اوسکی حق نے کی تھی
عجب صورت اسی خالق نے دی تھی

نہ جسم اوسکا بنا تھا آب گل سے
مجسم تھا وہ گویا جان و دل سے

سراسر عشق سے تھی اوسکی بنیاد
سراپا درد کی تھی اوسکی ایجاد

وہ سر تا پانوں تک تھا صورت درد
فغان گرم کیسے یا دم سرد

سدا آنکھ اوسکی رہتی دید طالب
نظر بازی کا شوق اوسپر تھا غالب

نگاہ اوسکی رکھی تھی حسن پر میل
بہی تھا آنکھ سے خوناب کا سیل

نظر پڑتا تھا اسکو جب کہ محبوب
تو فوراً اوسکا ہو جاتا تھا مجذوب

پسند آتی اوسے محبوب صورت
نہایت اوسکو بہاتا خوبصورت

لبوں پر اسکے رہتا تا مقدور
ہمیشہ گلرخوں کا ذکر و مذکور

سنا کرتا تھا نت خوبون ہی کی بات
گذرتی تھی اسی میں اوسکی اوقات

طریق عشق پہ اوسکے قدم تھے
رواں اوس ہی طرف وہ دمبدم تھے

مشام اوسکا تھا خوبوں سے معطر
پھرے تھا ڈھونڈھتا خوبوں کو گھر گھر

تفکر اوسکو رہتا خوب ہی کا
تصور اوسکو تھا محبوب ہی کا

جدھر وہ دیکھتا تھا صورت گل
اودھر ہی جاکے ہو رہتا تھا بلبل

نظر پڑتا کبھی گر شمع رخسار
تو پروانہ سے ہو جل جاتا تھا اک بار

نظر بازی میں تو استاد تھا وہ
کہیں مجنوں کہیں فرہاد تھا وہ

ادا عشوہ کرشمہ ناز خوبان
سمجھتا تھا وہ سب انداز خوبان

اوٹھاتا عشق میں جتنا تھا بیداد
اوٹھا سکتا نہ مجنوں اور نہ فرہاد

یہی باعث یہی شاید سبب تھا
کہ عاشق اوسکا طفلی سے لقب تھا

کہوں کیا کیفیت اوسکی زبانی
لکھوں ان میں اب اوسکی کہانی

ادھر آ ساقی سرتا پیمانہ
کہ کرتا ہوں میں اک افسانہ آغاز

مے کہنہ سے مجھکو جام بھر دے
کہ بیچارہ ہوں ہوش کی یہ تازہ کر دے

فریفتہ شدن عاشق بر ہندو پیسرے کہ نام او معروف بصنم بود

جو شہر لکھنؤ میں چند مدت
گذر اوسکا ہوا بہر معیشت

گذرتی تھی عجب دن رات اوسکی
کٹے تھے سیر میں اوقات اوسکی

گیا اک روز آصف گنج میں وہ
پڑا اوسپر نظر کیا ہیچ میں وہ

نظر اوسکی پڑی ان اک صنم پر
گرا بیتاب ہوا وسکے قدم پر

بظاہر گو تھا وہ کافر کا فرزند
ولی باطن میں تھا دل کا خریدار

سر بازار تھی دوکان اوسکی
کہوں دوکان اوسے یا حسن کی کان

ہوا یہ جو وہ دیکھ اوسکے ملاحت
محبت کا بھلا سودا لگا بات

کہوں کیا حال اوس شکر پری کا
قیامت تھا وہ لڑکا کھتری کا

ملاحت سے بھری تھی اوسکی صباحت
رکھے ہے ماہ کچھ جسکی شباہت

نہ کیسے چاند کو کیوں اوسے تھوڑا
کوئی بھی کھتری سا ہو ہی گورا

کیفیت خوبی صنم و دل رفتن عاشق بران دلربای عالم و مبتلا شدنش بہ بیقراری و غم

مجھے اسوقت اے ساقی گلفام
مئے بیدرد سے وہ بھر کے اک جام
کہ وصف اسکا لکھوں میں بیتکلف
کہوں احوال اوسکا بی توقف

سجانون نام تھا کیا اسکا یارب
صنم کہتے تھے اوسکو لوگ ان سب
اسے سب لکھیا کہتے تھے اللہ
یہ آدم زاد تھی یا پری زاد

قد و قامت تھا آفت اور [illegible]
سراپا ناز تھا یا نزاکت
سراپا وصف اسکا میں کہوں کیا
کہ تھا وہ حسن کا پتلا سراپا

چمکتی اسطرح اسکی جبین تھی
کہ ہمسر اسکے نہ مہ تھا نہ جبین تھی
لطافت سے جبیں یوں پر شکن تھی
کہ تھا بحر خوبی یوں موج زن تھی

دو ابرو اوسکے جیسے قوس قزح تھے
خم و چم میں غضب کے بیطرح تھے
نظر آتی تھیں یوں رخ پر وہ دونو
مہ نو آئینے میں جیسے ہوں دو

مژہ تھی اوسکی یا تیر و سنان تھی
کہ جسکے زخم کی ہر دل نشان تھی
وہ ترک مست یعنی چشم آہو
کہے ہیں جسکو عاشق چشم جادو

نظر باز انکو کر دیتا تھا [illegible]
بیک چشم نگاہ و طرفة العین
کہوں کیا اسکے غمزے کا میں عالم
مبادا سنکے ہو جا ہوش برہم

نہ تھا سرمے کا دنبالہ نمودار
کہ تھی اس ترک کی قبضے میں تلوار
نگاہ اوسکی پڑی تھی آہ جسپر
گری تھا اوسپہ گویا زخم خنجر

لبوں کی اسکے کیجیے کیا بڑائی
کہ اعجاز اسکی دیتا تھا دہائی
روان بخش دل بیجان ہی تھے
لب جیسے چشمہ حیوان ہی تھے

لب سرخ اسکے رکھتے تھے عجب رنگ
نہ تھا لعل بدخشان جسکا پاسنگ
نزاکت میں جیسے برگ گل تھے
لطافت میں وگر گویا موج مل تھے

دہن میں تھے جو دندان جلوہ گر تھے
کہو تو بیچ میں سلک گہر تھے
دہن یوں تنگ جیسے غنچہ گل
وہ تنگی سے نہ کیوں نالے بلبل

تبسم کا جو عالم زیر لب تھا
قیامت تھا بلا تھا کیا غضب تھا
تکلم میں جو اوسکا لب ہلے تھا
کہو یا تصور کا غنچہ کھلے تھا

ملایم گفتگو آہستہ گفتار
کہ ہو اک بات میں سو دل گرفتار
تکلم کیا اوسکے عارضوں کی صفائی
کہ تھا آئینہ سینہ نور خدائی

مقابل اوسکے گر آئینہ آتا
تو اپنے منہ کی خوبی دیکھ جاتا
وہ گلگونہ کا جو کرتا تھا نظارہ
دو رو داغ کو رہتا تھا ہزارہ

نہ تھے سیاہ اوسکے تھی منہ پر زلف ڈالی
تھی ناگن چاندنی میں سر نکالے
وہ [illegible] سر پہ تھا عجب [illegible] کا عالم
کسی نے رات دن دیکھا ہو باہم

برس چودہ کا اسکا سال و مہ تھا
نجوم رشک ماہ چاردہ تھا
پڑی تھی [illegible]
فدا تھے جسپہ سب بدر و ہلالے

وہ بالی کا تھا حلقہ آفت ہوش
کیا اوسکو اوسنے حلقہ در گوش
[illegible] بالا
کہ خوبی آسمان [illegible] بالا

عجب روپ اسکا دکھلاتی کر تھے
جو اوسکے نرم ہاتھوں [illegible]
صنم کو دیکھ سب [illegible] حیران
کہ [illegible] کنعان

وہ حجیب تھی کہوں یا قد بالا
سراپا تھا غرض سانچے میں ڈھالا
[illegible]
سر اوسکے بر میں شبنم کی قبا تھی

کلہ کج سر پہ ترکانہ دھرے تھا
کہ جسکی بیچ پہ اک عالم مرے تھا
[illegible]
[illegible] حسن میں [illegible] تاجداری

بنو چھو وضع اور سیمین تنکی
سراپا تھی سجاوٹ بانکپن کی
وہ سینے تھا عجب [illegible]
قبا پر جسکی تھی گل [illegible] چاک

عجب تھی حق نے اوسکی چھب بنائی
تھی اوسپر ختم شان دلربائی
جو دیکھی تھا آکر تا تھا غش
ہوا ایمن [illegible] اسکی کیفیت غش

نظر افتادن عاشق بر روی صنم و دل ربودنش
بر حسن او و در عشق شورش و بیقرارئیش

نہیں کچھ اوسکی خوبی کی نہایت
سنو عاشق کی اب مجھ سے حکایت

بیا ساقی مجھے اب بھر کے پیالے
کہ ہوش اپنا کروں تیرے حوالے

کہوں احوال عاشق بیخودانہ
بیان تجھسے کروں اوسکا فسانہ

رہیں آنکھیں جھپی اون دونوں کی باہم ۔ ہوا کچھ اور سودا اور عالم
خریداری کے لیے سودا ہے بیدل ۔ دکھائی دی اوسکی جاتا تھا مقابل
صنم نے تب کہا کیا لیجیے گا ۔ غرض کی اوسنے جو کچھ دیجیے گا
کہا اوس نے یہاں سب کچھ ہی موجود ۔ کہوں کیا جو تھی اخلاص انکی
سبھی جنس اوسکی تھی عاشق کو بھائی ۔ وہی باطن میں تھا عشق اوسکا غالب
صنم نے اوسکی قیمت کی مناسب ۔ ہوئی راضی بنا سودا اوسی دم
اوسے بایع نہ کیجیے مشتری تھا ۔ سخن کرتا رہا اوس سے موافق
وہ لڑکی نے تو دل اوسکا لبھایا ۔ ہوا عاشق کا دل اوسپر گرفتار
اور تھا عاشق تو والسے لیکے سودا ۔ چھڑانا اوس سے ہی پھر سخت مشکل
اوٹھاتی گر نہ عقل اوسکو دکھاتے ۔ کوئی چارہ نہ سوائی ہی عاشق
جدا ہوتے ہوا اوسکا برا حال ۔ لگا بکنے وہ سودائی سا دن رات
ہوا اولیس اوسے جوش محبت ۔ کبھی ورد زبان یہ ریختہ تھا
عزیزو عشق میں پھنسا دل ۔ گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل
ابھی جوان مرا دل مبتلا ہے ۔ اگر ہے تو اوسکا دیدہ یا دل
وہ دلبر گر جدا مجھسے ہوتا ۔ نہیں ہوتا کسی کا آشنا دل
کیے ہیں جو فنا خوبو نکو ناحق ۔ گیا قابو سے میرے کیا مرا دل
کبھی بکتا تھا صحرا کو نکل وہ ۔ کبھی پڑھتا تھا رو رو یہ غزل وہ
کیا دل نے مجھے رسوا بازار ۔ وہاں رہتا ہے اک شوخ دل آزار
طبیبو مجکو صحت ہووے سیدم ۔ نہ یاں مشفق مرا کوئی نہ غمخوار
عزیزو دلکو میری غم ہی ہے ۔ وہ یوسف کہ ہزاروں میں عزیز
مری صورت سے وہ بیزار ہی اب ۔ خدا جانے کہ ہر کس کا طلبگار
تراب ایسی جا مجکو بٹھا دی ۔ کبھی ہنستا کبھی روتا تھا ہیہات
جو کوئی پوچھے تیرا حال کیا ہے ۔ طبیعت کچھ مری بے کیفیت ہے
نہ کہتا اور کچھ احوال دل کا ۔ کوئی سودے کی باتیں بنائے
سمجھتا ہی ہے ہو انا دکھو دت ۔ اگر دل اسکا کسی [illegible]

در گفتگوی و دلجوئی صنم با عاشق دلریش

خویش و کیفیت کا اندازش

تمھیں ہاں تمکو کیا ہے مقصود
غرض اک چیز اوسمیں سے چکائی
ہوا مطلوب سے راضی وہ طالب
خریدار دل جو رو پری تھا
نپٹ عاشق کو وہ معشوق بھایا
خیال اوسکا دل و جان سے نہ اوٹھا
کہ اوٹھنے دیتا عشق اوسکو وہاں سے
کیا الفت نے اوسکے دلکو پامال
لگی ہونے ہر اک کو نے وحشت

متاع آخر دکھائی سب کانکی
ہوا تھا جس کا ظاہر میں طالب
خریدار و فروشندہ ہوے باہم
گھڑی دو ایک وہ عیار عاشق
غضب تھا یار وہ طفل دکاندار
کسی ہی جب کسی کا لگ گیا دل
یہ اندیشہ ہوا تھا اسکو لاحق
جو الفت کا لگا سودا اسی آن
کبھی پڑھتا تھا وہ اشعار سودا

ریختہ

سنو مجھ پر ہوں کیسا مبتلا دل
تو ہوتا کس لیے مجھ سے جدا دل
جو سچ پوچھو تو ہے خود بیوفا دل

کوئی دشمن نہیں عاشق کا ہرگز
جو دل کو آشنا جانے غلط ہے
تراب اس بے وفا کو دیکھتی ہے

غزل

ہوا دل کی بدولت میں گرفتار
جو دیکھے مجھکو تو کیوں ہے بیمار
کہ تیغ ہجر مری غم سے ہو دل زار
ہنوں میں بے نیست کیوں اپنی بیزار
کہ آدمی خود بخود میں بے طرف یار
تو کیوں بیدل ہے تجکو کیا ہوا ہے
بیان کرتا نہ کچھ احوال دل کا
کہ عشق مشکل ہے ناتوان نہفتن

سنگ تا تا وہ طرف یار روشنی تا
ہنوز اس شہر میں کیونکر ہیں نکلین
مجھے واں پوچھتا ہے کون یارو
مرے سینے میں دل رہتا ہے بیچین
غرض عاشق کی ہونے کیسی تھی [illegible]
تو کہتا اوس سے ہاں جی خیریت ہے
محبت پر نہیں چھپتی چھپائے
لگے تھے تا جو تھو [illegible]

وہ اپنے منہ سے یہ ہرگز نہ کہتا — کہ دل میرا فلانے پر ہے شیدا
نہ کھلتا تھا کسی پر راز اوسکا — وہان کوئی نہ تھا دمساز اوسکا
ولی رہتا جہان وہ خستہ دل تھا — مکان اوسنے اوس صنم کے متصل تھا
پڑا تھا وہ مکان واقع سر راہ — کہ تھا اک شہر خوبونکا گذرگاہ
نہ تھا اور اوسنے کچھ اوسکو سروکار — اوسے بھایا تھا وہ طفل دکاندار
وہ اکثر بیٹھتا باہر نکل کے — سنو گر حال اوسکا آگے چل کے
خیال اوسکا یہی رہتا تھا اکثر — کہ شاید آوے کوئی اودھر سے ہوکر
جو آنکلے تھا کوئی وان اوس گلی کا — تو واقف ہوتا اوسکی بیکلی کا
بہت ہوتا تھا شادان ملکے اوس سے — تسلی ہوتی اوس بیدل کی اوس سے
زیادہ دلکو ہوتا شوق جسدم — تو جاتا اوسکی طرف جا آ وہ پیہم
بظاہر کرکے حیلہ سیر بازار — ولی باطن مین ہو مشتاق دیدار
فقط اس گشت سے یہ مدعا تھا — جسے چاہے تھا اوسکو دیکھتا تھا
اوسی بازار مین اک مکان تھا — کہ اوسکا دوست اک رہتا وہان تھا
وہان جاتا تھا وہ نت خواہ نا خواہ — کبھی گر جاتا تھا ادھر سے اوسی راہ
وہان جانیکی یہ باعث بڑی تھی — کہ رستے مین دکان اوسکی پڑی تھی
کہ ہر تھا عید اک مہین دوبارہ — گر آتے جاتے ہوتا تھا نظارہ
صنم بھی خوب اوسکو جانتا تھا — کہ جیون چاہ کی پہچانتا تھا
خریداری کے حیلے سے کسی روز — دکان پر اوسکے جاتا تھا وہ پرسوز
دو جانب اوسکے دو کاندار تھے اور — نہ تھی عاشق سے وہ راضی کسی طور
اوسے جب دیکھتے تھی آتے جاتے — صنم کی طرف منہ کر مسکراتے
صنم دیکھ اپنی ہمسائی کا اسلوب — نظر عاشق پہ کر ہوتا تھا محجوب
نہ عاشق کو پڑی تھی اتنی جرات — کہ بیٹھے کر کے اک لحظہ صحبت
نہ وہ شیرین لب و شکرین تبسم — کرے تھا شرم کے مارے تکلم
فقط ہوتی تھی دید اوسکو میسر — یہی تھی روز عید اوسکو میسر
مقابل اونکی جب پڑتی تھی آنکھیں — پتوجہ کسطرح لڑتی تھی آنکھیں
نگہ آفت تھی اور چتون تھی قاتل — دل عاشق غرض ہوتا تھا بسمل
کٹی عاشق کی اک مدت اسی طور — صنم کا لطف تھا اوسپر کچھ اور
جو عاشق کو کبھی ملتی تھی فرصت — تو کہہ جاتا صنم سے اپنی حالت
صنم احوال اوسکا سن تو لیتا — حیا سے پر جواب اوسکو نہ دیتا
بہت آتی تھیں پر عاشق کو گھاتین — اشارون مین وہ کر لیتا تھا باتین
حریف اوس سے خبر بھی کچھ نہ ہوتے — ہون جیسے جاگتے کے آگے سوتے
جو باہم پیار کرتے ہین اشارے — اوسے اغیار کیا سمجھین بیچارے
میان عاشق و معشوق رمزیست — کرام کاتبین را ہم خبر نیست
خدا جسکو کسی کی چاہ دیوے — تو اوسکے دلسے اوسکو راہ دیوے
جو اوسکے دل مین آتی ہین خواطر — سو اوسکے دلمین ہو جاتی ہین ظاہر
محبت کی نہایت ہو جو تکمیل — تو پھر لیلی و مجنون کی ہے تمثیل
جو نشتر زن ہو لیلی کا لیا خون — سنا ہوگا جو گذرا حال مجنون
کرے ہے تیغ آہن ایک کو دو — محبت ایک کر دیتی ہے دو کو
محبت کا عجایب ماجرا ہے — وہی جانے جو اس فن مین پڑا ہے
غرض عاشق صنم سے خود جو ملتا — ہوا تھا ربط کچھ باطن مین پیدا
بظاہر محض وہ نا آشنا تھا — کبھی از خود نہ اوس سے بولتا تھا
فقط کرتا تھا وہ صاحب سلامت — جو جاتا تھا وہان وہ پر ملامت
کرے تھا خوب در خور ابتدا مین — ہو جیسے طور باہم آشنا مین
کہ پیدا اور ہی کچھ چاہ تھا اوسکو — خریدار اسکے پہچانے تھا اوسکو
ہوا یہ رفتہ رفتہ اوسکو معلوم — خریداری کا ہے اسکی یہ مفہوم
کچھ اوری نوع کا ہے یہ خریدار — نہین کچھ اوس جنس سے اوسکو سروکار
یہ میرے واسطے آتا ہے ہر روز — یہ اپنے دلمین رکھتا ہے اک سوز
یہ جانی اوسنے جب اوسکی حقیقت — تو دو رخ کی ہوئی کچھ اور صورت
سمجھ عاشق پہ جب معشوق کا رنگ — لگا اوسنے چھپانا اور ہی ڈھنگ
لگا کرنے ملاقاتین اوسکی کمتر — لگا چلنے ادھر سے راہ ہٹ کر

اوسے خطرہ تھا خویش واقربا کا — بظاہر حیلہ تھا شرم وحیا کا
سدا اکٹھی تھی اندیشے مین اوقات — نہوتی ایکدن اچھی ملاقات
خلش رکھتے تھے وہ عاشق سے بے سبب — کہ اوسکی حق مین تھے جون نیش عقرب
دہان عاشق کا کچھ ملنا نہ تھا زور — کہ ڈر رہتا تھا اوسے جون کتوال سے چور
خدا سے وہ یہی مانگے تھا دن رات — صنم سے ہو کبھی تنہا ملاقات
صنم کی بے تکلف دید ہو گی — مری گھر کون دن یہ عید ہوگی
تن تنہا وہ مجھسے کب ملے گا — مرا یہ غنچۂ دل کب کھلے گا
غرض عاشق یہی رکھتا تمنا — یہی جی مین بسا تھا اوسکے سوا

اسے اغیار کا رہتا تھا دھڑکا — کہ دشمن کچھ نہ کہہ بیٹھیں مبادا
نظر مین اوسکو رکھتے تھے وہ اغیار — کہ دیکھیں کس سے رکھتا ہے سروکار
صنم کو گھیرے رہتے تھے جو دن رات — نہو زیباتی تھی اچھی ملاقات
یہی ہتی تھی اوسکے جی مین خواہش — کسیدن وصل ہو اکدم کاوش
الٰہی کون سا وہ روز ہوگا — کہ مجکو وصل کا نوروز ہوگا
ادھر آویگا وہ کسدن الٰہی — گدا کو ہوگی کب یہ بادشاہی
میسر ہوگی کیونکر مجکو یہ سیر — کہ اوسکی بزم مین ہوگا نہ کوئی غیر
اسی پر تئین وہ مانتا تھا — اسی کو خاص مطلب جانتا تھا

رسیدن ایام میلہ آٹھون وخون شدن عاشق باین خیال کہ درین میلہ با صنم ملاقات خواہد شد وگفتن عاشق با آشنائے واقف کار خود و در جواب تقریر آن آشنا با عاشق بیخود

وہ رہتا تھا اسی فکرت مین مدام — کہ آئے آٹھونکے میلے کے ایام
مجھے آدے ساقی غارتگر ہوش — پلادے وہ کہ سب غم ہو فراموش
کرون بیخود ہو مین بھی سیر میلا — ملے مجھسے بھی میرا یار اکیلا
دہان تھا اک محب عاشق کا ہمدم — تمامی راز پنہانی سے محرم
صنم کی کیفیت سے خوب آگاہ — کہ جاتا تھا کبھی عاشق کے ہمراہ
کہا عاشق نے جب اوس آشنا سے — کہ پایا ہمنے جو مانگا خدا سے

برآتی ہے مراد اپنی کسیدن — وصال اوسکا ہے خاطر خواہ ممکن
کہا اوسنے بہت بہتر چلین گے — اسی میلے سے ہم اوس سے ملینگے
کہا عاشق نے فکر اسکی نہ کیجے — صنم سے یہ ابھی چل پوچھ لیجے
سخن آٹھونکے میلے کا جو آیا — صنم نے روز اوسکا خود بتایا
کہا آگے کہون کیا داستان مین — پہر دن گذرے جاؤنگا وہان مین

قریب آتا ہے اب آٹھونکا میلا — صنم کے ساتھ مین دیکھونگا میلا
مگر جب ہو یقینی اوسکا جانا — ہمین معلوم ہوا اوسکا ٹھکانا
اوٹھو والسنے دکان پر اوسکی آئے — ادھر اودھر کی قصے کہہ سنائے
کہا عاشق نے تم کسدم چلوگے — بتا ہمسے بھی کچھ اپنا کہوگے
یہ سنکر عاشق شیدا اوٹھا — بہت فرحان وشادان شاد اوٹھا

اضطراب عاشق بر در میلہ با انتظار یکپاس روز موافق وعدۂ صنم وتسلی کردن آشنائے معہود آخر الامر رفتن عاشق وآشنا در میلہ وکیفیت اجتماع آنجا وجستن صنم ونیافتن مقصود

گلابی بھر کے لا ساقی گلفام — کہ آپہونچا ہے وہ عشرت کا ہنگام
سنو یارو جو میلے کا دن آیا — خدا نے بخت خفتہ کو جگایا
دل اوسکا تھا زبس بیدار مشتاق — پہر کی انتظاری اوسپہ تھی شاق

مجھے سرشار کردے بے تحاشا — کہ بیخود دیکھون آٹھونکا تماشا
ہوئی جب صبح عاشق پر نمودار — ہوا اصعد جنید وہ مشتاق دیدار
کہون کیا اوسکی درد انتظاری — خرابا ہوگیا تھا بیقراری

کبھو اوٹھتا کبھی وہ بیٹھتا تھا
جو کہتا تھا کہ آیا ہر گھڑی پھر
وہ بیدل عجب مشکل پڑی تھی
گئے کٹ اٹھ دن سختی میں پھیر
نشان کیا لگے گا ہاتھ تیرے
غرض گذرا پھر آیا وہ ہنگام
وہ مجمع تھا جو تالاب مہاراج
عجب باغ و عجب تالاب تھا وہ
وہان تھے جمع سارے شہر والے
ہزاروں اہل حرفہ اہل بازار
خلایق کا زبس انبوہ تھا وان
کوئی کہتا تھا لوچی چلو اس سو
کوئی پانی میں غوطے مارتے تھے
کوئی وان ناچتا تھا کوئی گاتا
کوئی کرتا تھا کسو وید بازی
کوئی کبھی کوئی رتھ پر چڑھتا تھا
کوئی بیٹھا کسی کی تاک میں تھا
کوئی کرتا کسی سے عشوہ و ناز
کوئی بیٹھا کہیں سنگت بجھائے
کوئی تو ایک جا پر ہو کے قایم
کوئی ہندو پنچے پر اشنان [illegible]
کسیکا کوئی گھر اسنیتا کہتا تھا
کہیں تھا کوئی کسی سے عذر کرتا
کوئی تھا کافرچہ سچ بنا ہے
کوئی پرواہ کوئی چشمہ تھے وان

کہے تو ہے کہ گیا ہزار سکو ہوا
قرار [illegible] سو تھا سر اپنا یہ پیچ
گھڑی اوسکو تھا عشق کا گھر کی
پھر مشکل ہی پیچ پر ہے
چلینگے ہم بھی تو اوسکا تھی پھر
گیا وو دونوں نزدیک الاسرار تھا
زمین صاف اوسکی تخت تاج
پسند خاطر نواب تھا وہ
ہر اک اپنی بنی سج دھج نکالے
وہان بیٹھے تھے کہ سیلا تماشا
گئے تو اوسکے تھا حشم سب [illegible]
صند احسکی کرسی تھی [illegible]
کوئی باہر کہ بیجان [illegible]
کوئی اودھر سے آنگ اپنا [illegible]
کوئی کرتا تھا اک سوداگر [illegible]
کوئی ہندو [illegible]
ملا نقش قدم سا تھا کہیں [illegible]
دکھاتا اپنی معشوقی [illegible]
سراسر عید کی کی سج بنا [illegible]
سخن کرتا تھا یاروں سے ملا کر
کوئی کافر ستمگر شوخ [illegible]
کسیکا کوئی پردہ عجب اٹھتا تھا
قدم پر اوسکا پہنا سر تھا او دھرتا
جبین پر صندلی ٹیکا لگا کر
تماشائی ہزاروں جمع تھے وان

ہر اک سو وان بھی ہوا دیکھتا تھا
کبھی کوئی دیکھو کچھ بیٹھا ودیتا تھا
عجب اوسکے تھے جب دیکھا احوال
بکر جلدی کی تسلی کر وزیر تو
سوا اسکے نا کر اوسکی گفتگو ہے
تماشا بہتیرا وان ہو دونوں کا علاج
کسو [illegible]
ہر اسی سیر اک عالم وہان تھا
وہ وہی تھا باقی سب یار تھے
تھا باہر رہا سے کوئی فرقہ
ہر اک اپنی صد آئین ہوتے تھے
کیا تاتھا کوئی جادو [illegible]
کوئی کرتے تھے [illegible]
کوئی [illegible]
کوئی پہرتا تھا [illegible]
کوئی گاتا تھا اپنی یار کے ساتھ
کسی کے کوئی گلے میں ہاتھ ڈالے
کوئی کہتا تھا کب سے [illegible]
کوئی پھرتا تھا جیتا باشہر
کوئی ہنستا کوئی تھا کھلکھلاتا
دکھاتا تا کوئی عالم [illegible]
کسی سے ہوتا تھا کوئی بغلگیر
کوئی تالاب پر کرتا تھا اشنان
کوئی جاتا کوئی آتا تھا پیہم
نہ تھا القصہ کوئی ایک بیکار

کہ سو یار ودن آیا ہو گا کتنا
تو اوسکے پانوں پر جا کے جھکانا
کہا کیون اگر سر چھکو اک سال
سنو بیتاب از بہر خدا تو
کہ وہ واقف تھا وہ اوسکی آرزو سے
جہان ہوتا تھا اوس بیکل کا علاج
کہ خوبی سب پہ ہو ظاہر دیا نکی
عجب میلے کے دن عالم وہان تھا
وزیر الملک ہمراہ سب وہان تھے
سبھی تھے وان فقیر و اہل حرفہ
کوئی کچھ بیچتے کچھ تو لیتے تھے
کوئی آگے مٹھائی کے دھرے خوان
کوئی کرتے تھے اور ہی کچھ کا دھند
کوئی ناچ کہ تھا لڑتا کسی سے
سج اپنی شیشے میں دیکھتا تھا
ملا کرنے [illegible] سو منھ اور ہاتھ سر
کسیکا تھا کوئی دامن سنبھالے
کوئی کہتا تھا یان ہم سے نہ بولو
پھرے ہے جسطرح دیوانہ ہر سو
کوئی تم کھا کے مردی کو جلاتا
کوئی تھا منتظر اوسکے سخن کا
کوئی کرتا کسیکی عفو تقصیر
کہ جسکو دیکھ وہ ہوتا تھا حیران
ہو جیسے دم کی آمد رفت ہر دم
عجایب تھا تماشا وان نمودار

ہوا عاشق یہ عالم دیکھ کر تنگ
نظر آیا اوسے وان اور ہی رنگ

صنم سے کچھ نشان اوسنے نہ پایا
طلب مین اوسکے گو سر پھر آیا

ہر اک سیڑھی پہ جا جا ڈھونڈھتا تھا
کہ شاید ہو کسی جا گہ وہ بیٹھا

کہان ملتا تھا اُس انبوہ مین یار
رہا ہر چند وان عاشق طلبگار

نہ تھا پھر اوس جگہ سے آگے ٹلتا
رہا خورشید کی تابش مین جلتا

لگا کرنے صنم کی جستجو وہ
پھرا اسواسطے وان چار سو وہ

کبھی جا کر سر تالاب ترپا
کہ شاید ہو یہان شنان کرتا

کبھی پھرتا سوا دو گرد تالاب
کبھی رستے مین جا بیٹھا تھا بیتاب

رہا دوڑا تا ہر جانب نظر وہ
گرا آخر کو تھک اک جگہہ پر وہ

صنم بن اوسکو وان جلنا کٹھن تھا
قیامت کا وہی عاشق پہ دن تھا

منع کردن شخصی عاشق را از نشستن آنجا کہ در تابش خورشید بود و رہنمائی آن بسوی بوستان خرم کہ آنجا اجتماع میلہ تمام خوبان و مہاجنان شہر بود و رفتن عاشق دران باغ و دیدن کیفیت آنجا و بی تلاش بسیار دیدن صنم را نشستہ در مجلسی و بیان سیر آن مجلس و رو داد صنم و خوبی و پوشاک و رو داد عاشق بیچارہ دران مجلس و ہجوم میلہ

یکایک بخت نے خود یاوری کی
خضر نے آکے اوسکی رہبری کی

پلا ساقی شراب شعلہ تمثال
کہ جلجاوین خرد کے سب پر و بال

کرون بیخود بیان میلے کا عالم
وصال یار و سیر باغ خرم

کہا اک شخص نے عاشق سے آکر
کہ کیون بیٹھا ہے تو یان شکل مضطر

تجھے کیا دھوپ یان لگتی نہیں ہے
تو کسکے غم مین خاکستر نشین ہے

تجھے گر سیر ہے میلے کی منظور
تو ہے اک باغ خرم یانسے کچھ دور

وہان جا بیٹھ سائے مین خوشی سے
یہان کیون دھوپ کھاتا ہے ابھی سے

پر ہر یونکا وان ہوتا ہے مجمع
تجھے یانسے وہان جانا ہے موقع

گیا عاشق جو قصہ مختصر وان
نئی دنیا اوسے آئی نظر وان

وہ گلشن دیکھ کر بولا قسم ہے
کہ دنیا مین یہی باغ ارم ہے

وہ سارا باغ تھا شاداب خرم
ہوئی تھی وان عجایب لوگ باہم

جدا ہر ایک کی خیمے کھڑے تھے
قرینے سے وہان چھوٹے بڑے تھے

موافق ہر کسے ساز و سامان
مہیا وان تھا با انداز و پایان

نہ تھا کچھ اور وان بھار اگ ہی رنگ
بجے ہر طرف طبلہ اور مردنگ

جسے کوئی چیز وان ہوتی تھی مقصود
وہ آئی آگے ہوتی تھی موجود

وہان خوبونکا تھا انبوہ سارا
پریشان کیون نہو عاشق بیچارا

کری تھا جستجو اپنے صنم کی
جدائی سے بنائے شکل غم کی

بہت ڈھونڈھا اوسے تا مقدور
نہ آیا پر نظر وہ غیرت حور

وہ رنگارنگ باغیچہ وہ گلزار
لگا چھپنے نظر مین اوسکے جون خار

اگرچہ اوس جگہ پر ہمدم اوسکا
تسلی اوسکی کرتا تھا بہت سا

کرون کیا مین اب اُس گلزار کا وصف
سہانا سبزہ و میوہ دار کا وصف

تمامی شہر کے ہندو مہاجن
وہان آکر کے آبیٹھے تھے باہم

تھی جسکی جیسی جو بڑی شوکت و جاہ
موافق تھا اوسیکے خیمہ خرگاہ

ہر اک مجلس مین سامان طرب تھا
نمایان ہر طرف عالم عجب تھا

دکان آگے رکھے ہر اک دکاندار
وہان بیٹھے تھی کس صورت سے تیار

غرض جو چاہیے سو سب یان تھا
عجب رنگین وہ باغ و بوستان تھا

وہان کچھ بھی نہین ہر گز فرا تھا
کہ اوسکا اور ہی سے دل لگا تھا

وہ ہر خیمے مین جا جا جھانکتا تھا
ہر اک سے پوچھتا اوسکا پتا تھا

نہ آیا جب نظر اوسکے وہ دلبر
تو بیٹھا اک جگہ مایوس ہو کر

لگا کرنے وہان فریاد و زاری
نہایت اوسپہ گذری بیقراری

نہو پیش نظر جب تک کہ لیلی
تو کب ہو دل کو مجنون کے تسلی

وہ کہتا تھا ملیگا یار تیرا جو ہوگا بخت تک بیدار تیرا
سنو تا گر اوسے منظور آنا تو کہنا ہمکو ہمین کرتا روانا
سہم بیٹھے تھے دونون اسی الم مین کوئی ڈوبا ہو جیسے بحر غم مین
وہ اوٹھکر وہان سے اونکے پاس آیا بہت اخلاق کر باتون لگایا
تماشا کیون نہین تم دیکھتے ہو کہو سچ تمکو ہے اب کسکی تکدو
مجھے لاحق ہوئی ہے ایک تشویش ہوئی دلکو مری یہ فکر درپیش
گھڑی دو تین اوس جلسے مین بیٹھا پھر آخر وانسے دل عاشق کا اوٹھا
اوٹھا وانسے یہ حیلہ کرکے عاشق پھر آوینگے یہان ای یار صادق
پھرا اوس باغ مین پھر چارسو سے بہم کرتے رہے بس جستجو وے
ہوئی نومیدی مین امید اوسکو کھلا یہ تفضل حق سے بھید اوسکو
بہت غم پڑتے مین اسباب شادی بہت دی ہین مرادین نامرادی
سنو جسپر خدا کا سر ہو مکشوف کری چون و چرا اپنی وہ موقوف
ہوا عاشق کو یکجا شب گذر وان جسے تھا ڈھونڈتا آیا نظر وان
صنم بیٹھا تھا اپنی جنس مین وان کہ تھی سب اک جگہ کر اہل دوکان
جداگانہ تھا سب اونکا مجمع بنا جیسے بسا ہو کوئی موضع
وہ مجلس کی کرون تعریف کیا مین کہ اوسکو سنکے سکتے مین گیا مین
ہوا وہ اوسکے پاتی ہی خبردار لگا خود دیکھنے اوسکی طرف یار
کہا عاشق نے دیکھا مین نے دیکھا بر آئی ہے مرے دل کی تمنا
ہوئی کوشش مری بیجا نہ مقصود ملا قسمت سے مجکو وصل محمود
رفاقت تمنے میری خوب کی واہ سہی ہے پیار حق دوستی واہ
گیا مرکو ہکن کہا جیتا بی نہ تیشہ سے ہوئی کچھ کام پیدا
سلف سے آج تک عاشق ہوئے سو کسی کو کچھ نہ آئی کام تدبیر
ملا تیری بدولت مین صنم سے یہ دولت پائی ہے تیرے قدم سے
صنم کے پاس اک لڑکا تھا بیٹھا کہ عاشق کی تہین وہ جانتا تھا
سمجھکر وہ ہوا اوسکا ملا یا یہ راز عشق مجلس مین چھپایا

کیا تھا وعدہ آنیکا صنم نے اوسی پر تو کیا تھا قصد ہمنے
توقف کر اسے ڈھونڈھینگے یان ہم کرینگے پھر بھی گشت بوستان ہم
نظر آیا وہان اک آشنا اور کہ رکھتا تھا کبھی وہ بھی کوئی طور
کہا کیون آپ ہین اسوقت بیکل یہان جو سیر چاہو سب ہے حاصل
کہا عاشق نے اوس سے خیریت ہے یہ میلے مین عجایب کیفیت ہے
کہ اک ہمراہی میرا گم ہوا یان ہین اس باعث سے ہم خاطر پریشان
کیا ہمدم نے تب اوس سے اشارہ اوٹھو پھر ڈھونڈ لو اوسکو دوبارہ
غرض وانسے اوٹھے وہ دونو یکدل لگے پھر ڈھونڈھنے محفل بہ محفل
ہوئی جب وصل سے وہ آس نومید تو بدلی سے نکل آیا وہ خورشید
کہ بعد از رنج و محنت ہوئی راحت خدا قادر ہے سب اوسکو قدرت
دلیل اثبات پر لاتقنطوا ہے عبث نومید ہونیکی گفتگو ہے
وہ جو چاہے کرے بندہ ہے مجبور نہین ہجرت اوس سے وصل کچھ دور
کھلا یکبارہ اوسپر یہ تماشا وجدنی من طلبنی کا تماشا
عجب تھا اوس جگہ انبوہ یار و کوئی سنتا نہ تھا جسکو پکار و
نہایت خوب رنگین تھی وہ مجلس بہت پر عز و تمکین تھی وہ مجلس
صنم اوسمین ہوا اسطرح مشہود ستارون مین ہو جیسے چاند موجود
کہا ہمدم نے اوس سے شاد ہو کر صنم بیٹھا ہے تیرا دیکھ ادھر
جسے مین ڈھونڈھتا تھا اوسکو پایا مجھے حق نے صنم کا منہ دکھایا
بر آیا جسطرح مطلب ہمارا ترے دل کا بھی ہو مقصود سارا
مثل ہے متفق ہو وین جو دو دل تو پھر ہوتی ہے آسان حل مشکل
گیا صحرا کو دیوانہ ہو مجنون رہا نت ہجر مین لیلی کی محزون
کرین کیا عاشق بیچارہ تنہا اکیلے سے نہین کچھ کام بنتا
کہا عاشق نے مین کرون شکر اوسکا خدا روشن کرے کاشانہ تیرا
کہا اوسنے صنم تب پا بپا کہ عاشق دیکھ یان بھی آن پہونچا
صنم عاشق سے تھا گو دور بیٹھا ولیکن تھا بآئین دستور بیٹھا

کہ عاشق جسجگہ مخفی کھڑا تھا
صنم بھی اوسکے جانب جاؤ ناخواہ
وہان عاشق کی کچھہ پوچھو نہ ایجا
کہون کیا جو صنم کا تھا وہان رنگ
بنت سی ساری وہ چلمن بنی تھی
نظر کرتا تھا جو اوس نازنین پر
عجب رنگین دوپٹا تھا کمر مین
بندھی تھی سر پہ اوسکے سرخ دستار
وہ بزم آراستہ ترکیب سے تھی
ضیافت اوسمین اون لوگونکی کی تھی
وہ پلاو اور شیرینی کا اہتمام
گھڑی دو چار اسمین اوسکی گذری
صنم اودھر فراغت پاکے آیا
نظر اوسپر پڑی نزدیک آکر
ہوا جب چار چشم اوس سے وہ بیدل
اوسے اوسوقت ہمدم نے سنبھالا
اگر ہمدم نہ اوسکو ضبط کرتا
خفا ہوتا پھر اوس سے یار جانی
ہوئے اس راز کو دونون نگہبان
جو کوئی ہوتی ہین تیر انداز کامل
نشانا اوسنے گو دور و نہان ہو
وہ عاشق کے تئین پہچانتا تھا
ہوا اوس سے مخاطب وہ ستمگر
ہوا تب جھک کے وہ اوسکا سلامی
نہ کچھ مجرا نہ عرض بندگی تھی

وہی مد نظر اوسکے پڑا تھا
نظر کرتا تھا چھپ چھپ گاہ بیگاہ
کھڑا تھا دم بخود جون نخل آزاد
ہوا تھا عاشق اوسکو دیکھکر دنگ
دھنک کیا خوشنما اوسمین بنکی تھی
کہے تھا چاند اوترا ہے زمین پر
کہ رنگ اوسکا نہ آتا تھا نظر مین
ہو جیسے شعلۂ آتش نمودار
فقط میلے ہی کی تقریب سے تھی
نکالی یہ طرح اوسنے نئی تھی
بیان کیجے تو ہووے صبح سے شام
بخوبی وہ ضیافت سبکو پہونچی
کسی نے ہاتھہ منہ اسکا دھلایا
پھر آنکھہ اوس سے لڑی نزدیک آکر
کیا جیتون نے اوسکے نیم بسمل
وگرنہ کر چکا تھا شور و نالا
تو ہوتا حال وان شہرت پکڑتا
کہ جانا غیر نے راز نہانی
رہے بسمل و قاتل دونون پنہان
اونھین ہوتا ہے اتنا علم حاصل
خبر ہوتی ہے اوسکے زد سے انکو
خبر تھا اوس سے صورت آشنا تھا
سلام اوسکو کیا اوسنے بہ تعظیم
دیا عاشق نے لکھہ خط غلامی
شہادت کی دیت عاشق کو دی تھی

نظر عاشق کی اودھر لگ گئی تھی
سہم لڑتی تھین آنکھین جھجھکی تھی
نہ حرکت تھی نہ کچھ جنبش تھی اوسکو
تھی اوسکی بر مین جھلکاری کی چکن
وہ مکھڑا چاند سا وہ رنگ گورا
تھی اوسکے نور سے وہ بزم روشن
کہ سنجاف اوسمین اطلس کا لگا تھا
وہان عاشق کھڑا پائین مجلس
نہ بنتی کسطرح تدبیر مجلس
رکھے تھا آپ بھر بھر دونے اور خوان
غرض سبکو وہ دی تخصیص و تعمیم
کھڑا تھا عاشق اوسجا اک کنارے
جہان آیا تھا منہ دھونے وہ عیار
صنم پھر اٹھ گیا مجلس مین وان سے
تڑپ کر رہگیا وہ خستہ بیجان
نہ لیتا گر محب اوسکو وہان تھام
ہر اک اس راز سے ہوتا خبردار
جراحت سے ہنو گر خون نہ جاری
صنم نے دلمین اپنے ہوگا جانا
جو تیر اونکا نشانی پر چلے ہے
صنم کے پاس نزدیک وہ برابر
پڑی اوسکی نظر اودھر جو ناگاہ
ہوا صاحب سلامت کا جو چرچا
سلام اوسکو صنم نے کیا کیا تھا
وہان عاشق کہ رنج راہ بھولا

فقط نرگس کی صورت تکتکی تھی
لگی تھی ہر طرف نظرونکی ڈوری
فقط دیدار کی کوشش تھی اوسکو
نہیٹ باریک و تیاری کی چکن
بدن مین چاند تارے کا وہ جوڑا
وہ مجلس تنگ سی تھی اوسکی گلشن
اور گرد اوسکے بنت گوکھرو لگا تھا
کری تھا سب لحاظ آئین مجلس
کرا اونکا جو دھری تھا میر مجلس
ہر اک کی آگے شیرینی و پکوان
اسی صورت سے کی مجلس مین تقسیم
تماشا دیکھتا کرتا نظارے
اوسی جانب کھڑا تھا وہ گرفتار
ملا کر آنکھہ اپنے نیم جان سے
ہوا تیر نگہ کا اوسکے قربان
تو ہو جاتا بہت رسوا و بدنام
نہیٹ ہوتا وہان رسواے بازار
تو کب جانے کوئی ہو زخم کاری
کہ مارا تیر نے میرے نشانا
تو چٹکی سے خبر انکو ملے ہے
تھا بیٹھا اور اکا اوسکا برابر
کھڑا دیکھا اوسے وان صورت آہ
صنم نے دو ہین پیچھے پھر کے دیکھا
حقیقت مین سلام اوسکا لیا تھا
نسیم وصل سے جون غنچہ پھولا

صنم نے کی جو اتنی دلنوازی — ہوئی عاشق کو کیسی سرفرازی
ہوا تھا عاشق اوسدم کیا ہی شاد — مجھے وہ حالت اوسکی آتی ہے یاد

وہی سمجھے گا قدر مہربانی — ستمگر ہوگا جسکا یار جانی
قدر معشوق کی عاشق ہی جانے — جو عاشق ہو وہی یہ بات مانے

گھڑی دو چار اس احوال سے وان — رہا عاشق کھڑا شادان و فرحان
جو دن تھوڑا رہا باقی تو لاچار — کہا ساقی نے تب اوس سے باصرار

چلو جی بس کرو اب گھر کی لو راہ — رہو گی کب تلک بیخود یہان آہ
شب تاریک اور سیلے کا ہو لشکر — نکل چلیے شتابی تو ہے بہتر

کوئی ساعت مین ہو جاگا اندھیرا — اوٹھاؤ جلد یانسے اپنا ڈیرا
تمھین اب مصلحت ہے آگے چلنا — کہ پھر سکے ساتھ مشکل ہے نکلنا

یہ سنکر تب تو ہو لاچار عاشق — اوٹھا اولسے جگر افگار عاشق
صنم کی بزم سے مہجور ہو کر — چلا گھر کی طرف مجبور ہو کر

وہان سے تھا مکان اوسکا بہت دور — چلا آیا وہ لے رنج مخمور
پیادہ اوسنے کی قطع مسافت — پڑی کچھ بھی نہ آمد شد کی محنت

کٹھی تھی پہلے اوسکو تو نہیں راہ — نتھا چلنے مین کچھ رنج اسکو واللہ
کرے ہے شوق مشکل کو آسان — کرے ہے عشق مین کیا کیا نہ انسان

ہوا تھا کوہکن فرہاد اسی سے — اٹھاتا تھا وہ سنگ بیستون اسی سے
نہوتا وصل شیرین گر مقرر — تو پتھر توڑتا فرہاد کیونکر

نتھی غار اشگافی اسکو مشکل — کہ رکھتا تھا وہ از بس شوق کامل
فلک پہ عشق سے پہونچے پیمبر — نتھی دشوار قطع ارض اونپر

غرض یہ عشق چاہی سکر دو بیان — یہان اہل خرد ہین سب رہی حیران
اوسی دن لیگیا تھا اور سی شوق — بھرا تو بھی نتھا وہ خالی از ذوق

چلا آیا مزے مین وصل کے چاق — نتھی قطع مسافت اوسپہ کچھ شاق
شراب شوق سے تھا بسکہ مدہوش — نتھا کچھ آمد و شد مین اوسے ہوش

نہایت بیخود و مخمور تھا وہ — نپٹ اوسدم نشے مین چور تھا وہ
غرض لایا جب اوسکو وہانسے — دیا پہونچا گیا تھا لے جہانسے

کٹھی رستے مین بس مشکل سے اوقات — پڑا تھا مست اور ہشیار کا ساتھ
نہو جب اوسکا گرنا اور پھسلنا — کہ دو بھر ہووے متوالیکا چلنا

بازگشتن عاشق مخمور از میلہ ہمراہ رفیق مذکور و مسرور ماندنش تمام شب دران کیفیت و صبح بیدار شدن و ندیدن روی صنم و حیران شدنش کہ آیا این ماجرا غلط بود یا بحقیقت و تسلی کردن آشنا اورا کہ واقعی چنین بود و اضطراب ملک و پرسیدن از صنم بحکمت

اودھر آ ساقی بر ہمزن عقل — عدو ہی ہوشیاری دشمن عقل
ذرا سن لی فسانہ بیخودی کا — کہ آ ہو بیخبر زمانہ بیخودی کا

جو میلا دیکھ عاشق آیا گھر مین — نتھا کچھ ہوش باقی اسکے سر مین
وہ اپنی پائمردی سے کب آتا — محب اوسکا سنبھالی گر نہ لاتا

رہا بیخود مزے مین رات بھر وہ — چھکا تھا کیفیت مین اسقدر وہ
وہ یون سرشار تھا جیسے شرابی — سنے گے آگے اوسکی اور خرابی

سحر ہوتے ہوا غفلت سے بیدار — ہو جیسے صبح کو متوالا ہشیار
جو ہوش آیا اوسے تو دلمین سوچا — کہ یہ ہے کل یہ کیسا ماجرا تھا

نہ وہ مجلس نظر آئے نہ میلا — پڑا ہون کیون یہان مین اکیلا
کہان وہ باغ وہ سیر چمن ہے — کہان وہ مجلس و وہ انجمن ہے

کہان وہ کیفیت ہے اور وہ عالم — یکایک ہوگئی مجلس ہی برہم
کدھر ہے وہ پریزاد نکو وہ — مری دلکو یہی آتا ہے اندوہ

صنم مجکو نہین اب دیکھ پڑتا — مرا دل ہے اسی حیرت مین مرتا
مگر یہ خواب کا سب ماجرا تھا — جو بیداری مین تھا کل مینے دیکھا

کہوں یہ خواب یارب کس سے جا کر / کرے تعبیر اسکی کون بہتر
جو ہوتا کوئی معبر مثل یوسف / تو خواب اوس سے میں کہتا بے توقف
کہوں اس خواب کا کس سے فسانہ / کہینگے سنکے سب مجھکو دیوانہ
غرض عاشق اسی فکرت میں تھا غرق / ہوا تھا شکل حیرت پای تا فرق
محب اوسکا کہ تھا ہمراز و ہمدم / تمامی خوبیوں سے اوسکی محرم
جو دیکھا اوسنے ایسا اسکا احوال / کہا ای عاشق مسکین و پامال
تو کیوں ہے اس گھڑی متفکر ایسا / بتا تحقیق تیرا حال ہے کیا
بنی ہے کیوں تری تصویر حیران / تو ہے کسواسطے خاطر پریشان
پڑی ہے کون ایسی فکر تجھپر / خدا کے واسطے مجھ سے خبر کر
ذرا مجھ سے تو کر احوال ظاہر / کہ ہوں میں بھی ترا ہمراز آخر
کہا عاشق نے تب اوس سے یہ رو کر / اوٹھا ہوں یار میں جس دم سے سو کر
عجب فکر و عجب حیرت ہے مجھکو / سبب ہے جسکے یہ حالت ہے مجھکو
عجایب یار روداد و ماجرا ہے / کہ جسکی شرح میں دل سوچتا ہے
نہ جانوں راست ہے وہ یا غلط ہے / یہی حیرت مرے دلکو فقط ہے
ہوا تھا کل مجھے معشوق کا وصل / خدا جانے کہ سچ ہے یا کہ بے اصل
سماں پڑتا ہے اسکا مجکو اب یاد / کہ ہے پھر دل مرا آہنگ فریاد
گیا تھا سیر کو میلے کی کل میں / کسی تالاب پر پائے نکل میں
وہاں اک باغ میں بعد از تک و دو / صنم سیر انظر آیا تھا مجھکو
وہاں تھا تو بھی میرے ساتھ ہمدم / تماشا دیکھتے تھے اوسکا باہم
ہوا تھا جو غرض عاشق کو در پیش / کہا ہمدم سے اوسنے کم و بیش
سنی یہ واردات اوسکی جو ساری / کہا ایسی کیوں ہے تجھکو بیقراری
عبث ہے فکرت و حیرانی تجھکو / کہوں کیونکر نہ مجنون ثانی تجھکو
ترا یہ ماجرا سب واقعی ہے / صنم کی دید کل یوں ہی ہوئی ہے
ہوا تھا جلوہ گر میلے میں وہ بت / نہیں کچھ اوسمیں تیرے تفاوت
تماشا باغ میں دیکھا تھا ہمنے / کرم تجھپر کیا تھا کل صنم نے
گئے تھے ہم اوسیکے واسطے واں / دوانی کی طرح افتان و خیزان
اوسیکی چاہ میں ہم پا پیادہ / گئے تھے بیخبر جوں مست بادہ
وہاں کیا کیا نہ سیر و دید کی تھی / مگر تجھپر نہایت بیخودی تھی
اسی سے تجھکو اب شبہہ پڑا ہے / مثال خواب کل کا ماجرا ہے
تو اپنے دل سے کر یہ شبہہ دور / بیان ابھی ہے یہ تو مذکور
اگر اس پر بھی یہ جاتی نہیں شک / صنم سے پوچھ لیجو جا کے یکبیک
خدا کے واسطے ٹک ہوش میں آ / ذرا تو دیکھ تئیں تو اپنے سمجھا
سنی عاشق نے جب یہ بات ساری / گئی تب اوسکے دل سے بیقراری
ہوئی تحقیق اوسے اخبار ماضی / ہوا اوس مخبر صادق سے راضی
یقین آئی گئی شک دل سے اوسکے / کھلے یہ عقدہ مشکل سے اوسکے
صنم سے بھی کیا تھا اسنے جو جا / جو دیکھا تھا وہاں سیر و تماشا
محب اوسکے نے جو اوس سے کہا تھا / صنم نے بھی نشان وہی دیا تھا
غرض پھر آن عاشق کو ہوا جزم / وہ سیر میلہ و وہ باغ وہ بزم
پلا ساقی مجھے اک جام لبریز / کہ ہے دور فلک بس فتنہ انگیز
غنیمت ہے جو دم راحت میں گذرے / پھر آگے دیکھیں کس محنت میں گذرے

بیان در خور عاشق با صنم نامہربانش و دوستی پیدا کردنش آن بیچارہ با ہمسایگانش

وہ سرتاپا محبت یعنی عاشق / صنم کی عشق میں تھا اسکے صادق
دکان پر اوسکے جاتا تھا بدستور / صنم کو دیکھ آتا تھا از دور
کٹی اس طرح اوسکی ایک مدت / کبھی پایا نہ ایسا وقت فرصت
کہا یہ جی کی کچھ اوس سے کہی بات / کرے اکدم کبھی بیخطرہ ملاقات
دلی عاشق تھا اپنے فن کا استاد / پڑا اوسوقت میں یہ اوسکو یاد
کہ اوسکے خوش ہو ہمسائے اول / پھر رشتہ دوستی کا ہو مکمل
پھر اوسکے بعد کچھ خطرہ نہیں ہے / خلل ہو بعد اک ذرہ نہیں ہے

نہیں معلوم کیا اوسنے پڑھا تب — موافق ہوگئی اوس سے وہان سب
موافق جب ہوئے اغیار اوس سے — لگا مربوط ہونے یار اوس سے
جدائی کی سنی جب کوئی تقصیر — سنو کسطرح سے قائل ہے تقدیر
خدا مالک ہی جو چاہی سو کری میان — فلک پہ تہمتین کرتے ہین نادان
سو احمق کی جو پوچھی ہی وہ گمراہ — سخن حق ہی یہی واللہ باللہ
کہ ہی یہ شرع مین آداب یارو — پر ایسے لوگ ہین کیا اب یارو

ہوئے سب عیش و بیگانے ناموافق — لگی سب پوچھنے عاشق کو صادق
ہوا تا کہ مخالف چرخ کجرو — لگا کرنے جدائی کی تگ و دو
جدائی کا عجائب ماجرا ہے — نہیں یان قدرت چون و چرا سے
غلط ہی گر کہون مختار ہی خلق — خدا ہی قادر اور لاچار ہی خلق
وہ لائق ہی یہ جن و بشر کو — کہ نسبت دیوین اپنی طرف شر کو
سنی تمنے حکایت یان تلک کی — پہنچو آگے نیرنگی فلک کی

سنو اب داستان ہجر عاشق — کہ کرتا ہون بیان ہجر عاشق
پلا ساقی مجھے جام لبالب — کہ دوری کا نظر پڑتا ہی دور اب
ہوا اور کوئی نہیں چلیگی — نہیں پھر عیش کی فرصت ملیگی
وہ بیدل تھا مکانمین اپنے بیٹھا — خیال دلستان مین اپنے بیٹھا
نہ ماضی کی نہ استقبال کی فکر — فقط تھی اوسکو اپنے حال کی فکر

رسیدن حرف جدائی صنم از زبان ہمدم کہ امروز صنم ازینجا سفر کردہ بہ فیض آباد رفت و بعد از دو سہ ماہ مراجعت خواہد نمود و باستماع این خبر مبتلا شدنش برنج و درد

وہ چاہے تھا کہ ہوویگا وصل دلخواہ — نجانے تھا کہ ہوگا ہجر ناگاہ
جہان ممکن نتھا ملنا ملاوان — ہوا ہمدم نظر کرکے یہ حیران
وہ حیران ہوکے تب بولا صنم سے — کہان جاتی ہو تم اب دور ہمسے
ارادہ ہے مگر تمکو کہین کا — اوداسی پہ ہی چہرہ نازنین کا
مین فیض آباد کو اسدم ہون راہی — پڑیگی آہ عاشق پر تباہی
وہ کیا کہیے ہے کچھ ایسی صورت — کہ جاتا ہون یکایک بالضرورت
کہا دو اک مہینے کی ہے تعداد — روان آخر ہوا یہ کہکے شمشاد
کہا یکبارہ عاشق سے یہ احوال — وہ سنتے ہی ہوا حیرت کا پامال
لگا کرنے فغان آہ و زاری — ہوئی اوسکو نہایت بیقراری
قلم کی چھاتی پھٹتی ہر رقم مین — نہیں تحریر کی طاقت قلم مین
سنو عاشق بیچارا کیون فغانی — پڑی اوسپر بلا سے ناگہانی
لگا دلپر جو اوسکے زخم ہجرت — گیا صبر و قرار و تاب و طاقت
نکرتا تھا کسی سے گفتگو وہ — سنوتا تھا کسی کے روبرو وہ
تڑپتے ہی گذرتی صبح تا شام — نہ دن کو چین تھی نہ شب کو آرام

چلا آتا تھا وہ ہمدم کہین سے — کہ رستے مین ملا اوس نازنین سے
صنم نے جھک کر اوسکو بندگی کی — طریق دلبری و دوستی کی
کمر باندھکر جاتی ہون [illegible] — خبر اب جدائی عاشق سی غافل
کیا اوس سے صنم نے تب یہ ارشاد — کہ ہی عاشق کو ہمدم خانہ برباد
سلام اوسکو تو میرا عرض کرنا — یہ سنکر گرچہ ہوگا اوسکا مرنا
کہا ہمدم نے تب اوس سے کہ جاؤ — پھرو گے کتنے دن مین یہ بتاؤ
محب اوس سے مرخص ہوکے آیا — مکان پر عاشق مسکین کو پایا
پڑی کانون مین اوسکی جو ہین یہ بات — نظر آنے لگی مرگ مفاجات
کرون کیا حال اوسدم کی بیان مین — لکھون کسطرح سے یہ داستان مین
سیاہی کو نہیں آتی ہے رقت — نہین بنتی ہے اس غم کی کتابت
ہوئی معشوق سے عاشق کو دوری — کہ دل اوسکا پھر کیونکر صبوری
پڑا بستر پہ وہ بیمار ہوکر — نہایت زیست سے بیزار ہوکر
نہ خواب و خور سے تھا اوسکو سروکار — ہوئی تھی شکل اوسکی جیسے بیمار
بھرا تھا درد سے جان تن اوسکا — عجب وحشت فزا تھا شیون اوسکا

کبھی بکتا تھا وہ دیوانہ پن میں
دوانہ جانکر مجکو نہ مارو
زیادہ گفتگو یارو کرو مت

ریختہ

مین اپنی جانکو مرتا ہون یارو
نہ کھاؤ سر مرا جاؤ سدھارو
سدا کس پر رہی ہی مشکل ہجر

یہ جاتا ہی یہ جاتا ہی لیے دل
گئے کیا مفت اک چتون اوپر سکے
ترا اب بنا ابھی سے جی نہ ہارو

نہ میرا ریختہ ہر انجمن مین
خدا کے واسطے اسکو پکارو
دل و دین ہوش و تسکین یارو

کبھی بھر کر وہ سینے سے دم سرد
کبھی پیراہن اپنا پھاڑتا تھا
کبھی کرتا تھا ایسی اشکباری
جدائی کا کبھی چرچا جو پڑتا
یہ ہی قسمت کی اپنی کج ادائی
مصیبت ہجر کی کب ہمپہ پڑتی
سنو کیون مجھپہ ہجری کا عالم

کبھی تھا اف رہوں لم آہ رہی ہیدرد
کبھی پتھر پہ سر دے مارتا تھا
گویا چشمہ ہوا ہی تازہ جاری

کبھی ہو کر نپٹ غمگین و محزون
کبھی کر بیٹھتا تھا شور و فریاد
کبھی غش ہوکے گر پڑتا زمین پر

کبھی تھا ہاے قیس و وای مجنون
زبان پر لا کے کچھ مذکور فرہاد
کہ بھر جاتی تھی خاکستر جبین پر
تو فوراً یہ غزل سو رو کے پڑھتا
لگے سب ہمسے کرنے بیوفائی
کسے ملتی ہی اوس در کی گدائی
نجانون کیا صنم کے جی مین آئی

غزل

کہ دل لگتے ہی ہوئی اوس سے جدائی
صنم سے گر ہوئی آشنائی
خبر تبتک نہین کچھ اوسکی پائی
ترا اب ایسا تو جہ مجھپہ کر تو

قرار و صبر و تسکین ہجر مین آہ
حضوری جسکی ہمکو سلطنت تھی
دیا عاشق کی دلپر داغ ہجرت
غم ہجرت سے ہو جلدی رہائی

کبھی جون غنچہ ہو جاتا تھا خاموش
جو گلشن مین کوئی لیجاتا اوسکو
نظر پڑتا جو اوسکو سرو آزاد
جدھر وہ دیکھتا سنبل کی صورت
جو بلبل دیکھتا نالہ کنان ہے
صنم کے غم مین اوسنے جی کو کھویا
نہ کہنا وہ کسیکا مانتا تھا
مجھے از بس تھی اوس سے آشنائی
موافق اوسکے مین کہتا تھا ہر بات

کبھی کرتا تھا بلبل کیطرح جوش
تماشا ہی چمن دکھلاتا اوسکو
تو کرتا تھا صنم کے قد کی تئین یاد
کبھی تھا ہی یاد اوس کاکل کی صورت
تو کہتا یہ مرا ہمدرد یہان ہے
عزیزون نے بھی اوس سے ہاتھ دھویا
نہ اپنا وہ کسیکو جانتا تھا
نہ تھی کچھ مجھسے اور اوس سے جدائی
مری ہمرازی تھی خوب و سپہ ثبات

کبھی سکو دکھاتا داغ دل کا
تو دونا رنج ہوتا تھا اوسے وان
جو گل کو دیکھتا وہ پر تفکر
جو نرگس کا گل اوسکو دکھا پڑتا
نہ آتی باغمین بھی اوسکو تسکین
نکرتا پھر کوئی اوسکا تدارک
اوسے چھوڑا تھا سب نے تن بتقدیر
جو اوسکے پاس مین جاتا کسی روز
غزل پڑھی کیا عشق و کرتا

کہ اس لاگی ہی مجھے پر داغ دل کا
کسی صورت نہین ہوتا تھا خندان
صنم کے رخ کو کرتا تھا تصور
صنم کی اپنی آنکھین دھیان کرتا
زیادہ بلکہ وان ہوتا تھا غمگین
گئے تھے طور سے اوسکے سبھی کر
نہ بن آئی کسی سے ایک تدبیر
تو کہتا تھا وہ سب اپنا غم و سوز
جو حسب الحال اوسکے مین پڑھتا

غزل

نہ جاہ و نہ حشم کی آرزو ہی
قرار وصل پر نہ سہی تمہارے
کبھو میرا صنم کو در پہ جاوے

فقط اوسکے کرم کی آرزو ہے
ہمین جھوٹی قسم کی آرزو ہی
جیسے بیت الحرم کی آرزو ہی

کوئی دنیا طلب کرتا ہی کوئی دین
قدم رنجہ ادھر کرتا نہین یار
عدم اوسکی کمر جب سے جانا

مجھے حق سے صنم کی آرزو ہی
جدھر اوسکے قدم کی آرزو ہی
مجھے تب سے عدم کی آرزو ہی

ترا اوسکی گلی مین بیٹھ رہ جا
اگر باغ ارم کی آرزو ہے

پسند آیا اوسے یہ ریختہ خوب
یہ مضمون تھا شکایت اوسکو محبوب
غرض اوسکو عشق پھر ہی بھا گئے
پسند اوسکو ہوا اشعار آگئے

صنم کا نام ہوتا جسمین مذکور
وہی اشعار پڑھتے اوسکو منظور
وہ اکثر دم بخود رہتا تھا غم سے
سرو کار اوسکو تھا یاد صنم سے

نہ رکھتا تھا کسی سے وہ محبت
سوا میری تھی اوسکو سب سے وحشت
کسی سے کچھ نہ کہتا بات اپنی
کرے تھا صرف غم اوقات اپنی

جو کہتا وان کوئی کچھ ذکر یاری
تو کہتا رو رو باصد بیقراری
دریچہ چاک اوسکا یار دم گریبان
کہ ہوتی پھر ہی خاطر پریشان

بچھی تھا وہ ہین غمگین و بیدل
یہ میرا ریختہ اوسکے مقابل

غزل

مجھے یاد آتی ہے یاری صنم کی
وہ دلداری و غمخواری صنم کی
نہین معلوم کس تقصیر پر اب
ہوئی کیون مجھسے بیزاری صنم کی

نہ ساتھ اپنے مجھے وہ لیگیا آہ
کہون کیا مین دل آزاری صنم کی
مرا دل لیکے پھر مجھے نہ دیکھا
نہ سنیو یارو عیاری صنم کی

پڑا ہو ساتھ جسکو وہ جانے
جفا جوئی ستمگاری صنم کی
ترا اب حال میرا کچھ نہ پوچھو
کرون ہون نازبرداری صنم کی

کبھی ہوتا تھا جسکا عشق پہچان
کبھی ہوتا تھا یکایک یون غزلخوان

غزل

بدن جسکی مجھے اب جستجو ہے
لبون پر بھی اوسیکی گفتگو ہے
وہ صورت گو مری آنکھون سے دور ہے
خیال اوسکا تو میرے روبرو ہے

اوسی کیونکر کہون جنتی کی رنگ
کہ اوسکا اور ہی کچھ رنگ و بو ہے
رہائی دلکو میرے ہو سکے کیونکر
پھیلنا زلفون اوسکی ہو بہو ہے

سمجھ کر بات کہیو اوس سے یارو
جوانی ہے شوخ ہے وہ تند خو ہے
نہ آنسو گوہر پامال کر تو
یہ میری چشم تر کی آبرو ہے

صنم آئے کسیدن پاس ہمارے
ترا اب ہی یہی اب گفتگو ہے

صنم کا جب کبھی مین ذکر کرتا
تو روکے ریختہ یہ مجھسے پڑھتا

ریختہ

وہ غیرون سے جو ہمدم رہیگا
تو کاہیکو ہمارا دم رہیگا
ہوا غمخوار وہ اب اور ہی کا
ہمین تا زیست اوسکا غم رہیگا

نہ پوچھیو حال عاشق سکے یہ کا عالم
صنم کا گھر یہی عالم رہیگا
ابھی تک غیر کی بازار ہے گرم
وہ مجھسے جب تلک برہم رہیگا

ترا اب خط لیگا وہ تجھی سے
کہاں تک غیر سے باہم رہیگا

کہون کیا یارو اوسکی جدائی سی
رہے تھی رات دن اوسکی اداسی
کسی جا گر نہ لگتا تھا دل اوسکا
نظر آتا تھا جینا مشکل اوسکا

وہ دیوانہ سا پھرتا شہر و بازار
صنم کی پوچھتا ہر اک سے اخبار
نظر پڑتا جو کوئی قاصد کی صورت
تو اوس سے جاکے کہتا بالضرورت

کہ اے قاصد تو آیا ہے کہان سے
خبر ہے کچھ تجھکو اوس مہرباں سے
بتا سچ سچ مین تجھکو دونگا انعام
صنم نے کیا دیا ہے مجھکو پیغام

سنا ہے مجھے سچا لکھا ان نے
الہی اوسکے چہرہ ہو جلوہ کنان [illegible]
ترے ہاتھون مجھے کوئی خط لکھا ہے
نہین انکا بھی کچھ کیا ہے

بھلا ہر وقت آیا ہے تو تنہا [illegible]
صنم کا نام لایا ہے تو تنہا [illegible]
اگر آئے نہین تیری ہوگی دیری
تو اکدن آپہی جاگی جان میری

وہ قاصد سنکے اوسکی گفتگو یہ
بیان کرتا تھا اوسکی روبرو یہ
تو کسکو پوچھتا ہے کون ہے تو
سمجھ پڑتا نہین مضمون یہ مجھکو

نہین کیا جانون صنم ہے نام کسکا
[illegible] تجھے سا [illegible] کسکا
[illegible] تجھے شبہ [illegible]
بہ حیرت مین ہون یہ کیا ماجرا ہے

کری تھا اوسکے وہ سر چند بار
قدم پر اوسکے وہ گرتا تھا ہر بار

یہ عالم دیکھ سب ہوتے تھے حیران
کوئی ہوتا تھا خندان کوئی گریان

کوئی تو اوسپہ کرتا تھا شفقت
کوئی کہتا تھا مجنون ہی تو قف

جو قاصد پوچھتا لوگون سے احوال
کہ ناحق کیون پڑا یہ سیر دنبال

یہ دامنگیر میرا کیون ہوا ہے
عزیز و اوسکا مین نے کیا لیا ہے

تو قاصد سے یہ کہتے تھے وہ مردم
نہ خطرہ لاؤ اپنے جی مین کچھ تم

یہ آشفتہ ہوا ہے اک صنم پر
کھلی ہے ساری حالت اسکی ہم پر

نہایت بیخبر بیہوش ہے یہ
صنم کے عشق مین مدہوش ہے یہ

صنم اسکا ہوا جیسے جدا ہے
یہ عالم تب سے اسکا ہو گیا ہے

یہان دیوانگی مین ہے یہ مشہور
خفا اس سے نہ ہونا ہے یہ مجبور

کرے ہین رحم اسکے حال پر سب
کبھی ایسا سنو نا دیوانہ یارب

یہ قصہ سنکے تب وہ ترس کھایا
کسی حیلے سے اپنے تئین چھڑایا

نکلتا پھر وہ اوس سے بار دیگر
سوا ان ہوتا کدھر کو منھ چھپا کر

غرض مردم تھے اوسکے حال سے تنگ
وہ فارغ بال تھا بی نام و ننگ

کوئی کرتا تھا پھر اوسکی یہ تدبیر
کہ اسکو کیجیے اب پا بزنجیر

کوئی کہتا تھا زندان مین بٹھاؤ
کوئی کہتا تھا فصد اسکی کھلاؤ

ہر اک کہتے تھی تدبیر اپنی لایق
تحیر مین تھی سب حکمای حاذق

مجھے یون سوجھی اوسکی تو یہ تدبیر
کہ گھر بھجیے اسکو ہے یہ تقدیر

یہان رسوائی از سر تا قدم ہے
صنم کی یاد اسکو دمبدم ہے

کہا تب سب نے مجھسے سو جی طالب
کہ ہے دیوانگی تو اسپہ غالب

چلیگا کسکے کہنے سے یہ گھر کو
اسے لیجائیگا کون اب وہ گھر کو

بہت مشکل ہے گھر کا اسکا جانا
کسیکے ہو کہنے مین درانا

اگر تیرے ہی کہنے سے ہو تو بہتر
شتابی کر جو کچھ ہو دیر مت کر

کہا مین نے کہ یارو تم ہو نادان
مری نزدیک مشکل ہے یہ آسان

جنونکی اسکو بیماری نہین ہے
یہ سودائی کچھ آزاری نہین ہے

لگاؤ اسکے نشتر جتنے جا ہو
نہین جاتی کی شورش اسکی یارو

اسے محبوس کرنا فایدہ کیا
کرو گے پا بزنجیر اسکو بیجا

اسے تم سے بہت فرزانگی ہے
اسے کچھ اور ہی دیوانگی ہے

اسے ہے سر بسر جوش محبت
محبت نے یہ پہنچائی ہے نوبت

اسے تم اور کچھ یارو کہو مت
نہین یہ لایق طعن و ملامت

گرفتاری ہے دلکی یہ مجبور
ہوا ہے یہ بدولت دلکی معذور

اسے اب مین لیے جاتا ہون گھر کو
نہ آنے دونگا پھر ہر گز ادھر کو

یہ کہکے پاس عاشق کے گیا وہ
کیا آخر وہی جو کہہ اوٹھا وہ

نجانون کا نہین کیا اوسکو کچھا
کہ راضی ہو کے وہ بولا کہ اچھا

تیرے کہنے سے مین باہر نہین ہون
صنم کی یاد ہے جنکو کہین ہون

مجھے اب شہر کے رہنے سے کیا کام
صنم بن ہے مجھے یہان کون آرام

دکان پر اوسکے جاتا ہون بدستور
نہین جاتا ہون لیکن کچھ بھی پر دور

وہان ان روز و شب کچھ غم نہین ہے
مکان کی زیب و زینت یا مکین ہے

اگرچہ اوسکے سب خویش و برادر
کرے ہین مجھسے خلق اوسکی برابر

ولی وہ خلق وہ خوبی کہان ہے
بڑا فرق زمین و آسمان ہے

صنم بن دیکھکر وہ دکان سونی
مجھے ہوتی ہے وحشت اور دونی

نگر لاچار یہ مشتاق و بیخود
کری ہر اسلیے وان آمد و شد

رہا قایم جو لوگون نے تھا دستور
مبادا یہ سنو اونکو تصور

کہ آخر یہ تو گھر معشوق کا تھا
اگر عاشق تھا تو پھر کیون نہ آیا

فقط وان اسلیے ہوتا ہون حاضر
کہ کہہ بیٹھے نہ اوسے کوئی کافر

نہین کچھ اعتباری اسکی الفت
یہ عاشق سے ترا بس ہے مروت

تری پیچھے نہ پھر جانا کبھی یان
بھلا ایسا بھی کوئی ہوتا ہے انسان

یہ عاشق ہے ترا آئینہ خصلت
کہ رکھتا ہے نگاہ سے دیکھی الفت

سوا اسکے بڑا اک یہ ہے مطلب
کہ ملتی ہے خبر اوسکی یہان سب

کہا تب نے اسکا ہون نہین ضامن
ہے اتنا کام عہدے سے بھی ممکن

خبر کا اوسکے مین جو یار ہونگا
تری حق مین یہی اب مصلحت ہے
نہین ہے ساقی اب صحت سخن کی
پلا اب ساغر کو جلدی
ہوا القصہ عاشق گھر کو راہی
وطن مین اوسکو پہونچایا بالخیر
ہوا تھا رنگ اوسکا زعفرانی
کسیکو علم یہ ہرگز نہ آیا
معیشت کا بھی غم ہوتا ہے ایسا
فقط دو ایک کس تھے اوسکے ہمراز
اگرچہ اوسکو بھی یارو تھے صحبت
صنم کی مین جو کچھ پاتا تھا اخبار
سوا اسکے تھا کام اسکو نہ کچھ اور
مہینے دو کا وعدہ تھا ہوئے چار
ہوا عاشق کے دل مین غم دو چندان
کہا تب ایکدن مجھکو بلا کر
کہانتک دلکو سمجھاؤن کہانتک
نہین دل اسنے بھیجا وہ اب تلک آہ
مجھے بنتا ہے اب تو زہر کھانا
کہا اوسنے بھلا فرمایئے تو
تجھے مین دوست اپنا جانتا ہون
جواب اوسکا وہ دیکھو کیا لکھے ہے
کہا عاشق نے کسکے ہاتھ لکھون
کہا تب مینے تو خط تو رقم کر

جو کچھ دریافت ہوگی سو کہونگا
تجھے رہنا یہان کیفیت ہے

تو اوسکی فکر مت کر گھر کی ڈرا چل
کہا تب اوسنے بسم اللہ چلیے

بتخانہ رسانیدن آشنا عاشق را و بیان روداد آنچہ بروے در ہجر صنم گذشت

تھا جس راہ سے واقف کوئی غیر
بدن پر چھا گئی تھی ناتوانی
مگر اسکے دلکو کسکا غم ہے کھایا
پر دنیا کوئی روتا ہے ایسا
اونھین معلوم تھا سب اوسکا انداز
ولی باطن مین تھی ہر کس سے دہشت
سنا آتا اوسکو چار و ناچار
مہینے کٹ گئے دو تین اسی طور
سنو بیتاب کیون وحشت لا چار
کہ کیون بڑھنے لگے ایام ہجران
کہ مین مرجاؤنگا اب زہر کھا کر
کٹے جون تون مری اوقات اتنک
کرو مین انتظاری کب تلک آہ
یہی ہے موت کا میری بہانا
مین حاضر ہون مجھے سمجھا کر تو
سوا تیرے کسے مین جانتا ہون
تسلی تیری کس ڈھب سے کرے ہے
کسی ہے یار مین سطرف بھیجون
کوئی خط تو تر الیجا گا ادھر

سنو چھوڑ اب بیان عاشق کا احوال
جو کوئی دیکھتا تھا اسکی حالت
ہوا ہے رنگ اسکا کس طرح زرد
کسی پر تھا نہ آزار اوسکا معلوم
سوا اونکے تھا کوئی ایک محرم
کسی پر نہین جو اوسکے پاس جاتا
کبھی وہ خود بھی جاتا لکھنو مین
ہوئی جب ہجر کی سختی حد افزون
اودھر بڑھنے لگے ایام ہجرت
ہوئی غالب بھر اوسے پر شورش دل
زیادہ اب نہین ہے مجکو طاقت
اب آگے ہو نہین سکتا تحمل
خدا جانے صنم کیا پوچھتا ہے
کہا تب مینے اے عاشق دوانے
کبھی تیرا کہا مینے نہ مانا
بیانکی تب یہ مینے اوس سے تدبیر
وہان کچھ تو اوسے ایسا لگا کام
نہین کوئی راز سے میری خبر ہے
کیا عاشق نے تب یہ نامہ تحریر

مین تیری ساتھ ہون چلو العبد باشد
یہ بندہ ہے تری ہمراہ چلیے
کہ عاشق کو ہوئی مرضی سخن کی
کہ لیجاؤن وسے مین گھر کو جلدی
رفاقت مینے بھی انتک نباہی
صنم کے غم سے تھا اسکا برا حال
کہے تھا ہے رہی فکر معیشت
کلیجے پر ہے اسکے کونسا درد
کہ تھا تشخیص سے حکما کی باہر
بظاہر گو سبب تھی یار ہمدم
تو البتہ وہ کچھ ہے جی لگاتا
اسی خاطر اسی ہی جستجو مین
ہوا تب تو وہ بیدل سخت محزون
ادھر اندوہ و غم ساعت بساعت
نہ ڈالے حق کسی پر ایسی مشکل
سبب کی صبر نے میری رفاقت
ہوا دشمن مرا اسکا تغافل
مجھے تو اب مرنا سوجھتا ہے
مین اک تدبیر کہتا ہون جو مانے
عبث کہتا ہے تو مجکو دوانا
کہ اوسکو بھیجے اک خط تو تحریر
کہ متوقف ہوا ہے وہ دلارام
نہین ملتا مجھے کوئی نامہ بر ہے
کہ کرتا ہون قلمبند اوسکی تقریر

نامہ نگاشتن عاشق صنم را بتجویز آن ہمدم و اظہار درد و شکوہ تغافل صنم

صنم عاشق فریبا عیار پرور
جفاجو سنگدل ظالم ستمگر

دیا نہ عرض و نیاز و شوق دیدار
یہ اپنا مدعا کرتا ہوں اظہار

مری آنکھوں سے تو جب سے ہوا دور
ہوئی ہیں رو رو دو عین ناسور

ہوا ناشکیب جو تو میری نظر سے
بہا ہے سیل خون اس چشم تر سے

ہوا جسدن سے تو مجھسے جدا آہ
مصیبت سے مری واقف خدا ہے

ہوئی جب سے مری قسمت میں دوری
کنارہ کر گئی دل سے صبوری

گیا ہے آہ تو جب سے سفر کو
کیا ہے غم نے صد پارہ جگر کو

جدائی میں لکھوں کیا حالت دل
تڑپتا ہے مثال مرغ بسمل

نہ دلکو ہجر میں بیتاب کیسے
بلا شک پارۂ سیماب کیسے

کہوں کیا ہجر میں اوسکی خرابی
نپٹ رہتی ہے اوسکو بیتابی

تف غم سے ترے اے شوخ سرکش
نہ دل ہے بلکہ سرتاپا ہے آتش

جگر سوزاں نہیں ہے غم سے تیرے
دل و جاں میں لگی ہے آگ میرے

نہیں بجھتی ہے یہ آتش بجھائے
تو سب ہیں جب تلک میری نہ آئی

خدا کیواسطے ٹک رحم کر تو
جلاتا ہے عبث میری جگر کو

جلے کیونکر نہ میرے سوز سے باغ
کہ ہیں سینے میں میرے شعلۂ داغ

مری گرمی سے اک عالم جلے ہے
جہاں جاتا ہوں واں آتش لگے ہے

کہیں ہیں لوگ مجھکو دیکھکر یاں
الٰہی یہ کہاں سے آیا طوفان

نہیں بھاتی کسیکو میری سوزش
مرے نالے سے ہے ہر اک کو تابش

نہیں غم میں ترے کوئی مرا غمخوار
مرے آزار سے ہیں لوگ بیزار

جو کوئی دوست دیکھے ہے مجھے آکے
کہے ہے اے خدا یہ جلد مر جائے

عجب یہ حسب حال اپنی غزل ہے
کہ یاد آئی مجھے یاں بر محل ہے

غزل

الٰہی رو سیہ ہو شام ہجرت
نہ ہو کوئی مجھسا صید دام ہجرت

سن ہجری اگر منجمی نہ ہوتے
نہ لیتا کوئی مسلمان نام ہجرت

نہ ہو کیوں جان بلب ہجر میں عاشق
کہ ہے آغاز مرگ انجام ہجرت

اگر دو ایک دن ہو دیں تو سہیے
یہاں ہیں بے شمار ایام ہجرت

کہوں کس سے خدا ہی جانتا ہے
جو گذرا مجھپہ کل ہنگام ہجرت

مجھے تم اور جو چاہو سو کہہ لو
نہ دو بہر خدا دشنام ہجرت

تراب اوسکو کہے ہے ساغر زہر
کہیں ہیں جسکو عاشق جام ہجرت

مرا احوال ہے جا ہے ترحم
نہیں معلوم کیوں بیرحم ہو تم

تجھے کیوں مجھپہ آتی ہے نہیں درد
کیا ہے ہجر نے تیرے مجھے گرد

تو کیوں لیتا نہیں میری خبر آہ
گیا ہے رحم دل تیرا کدھر آہ

تجھے مرنے سے میرے کیا پروا
کبھی اک پرچہ خط بھی نہ لکھا

تجھے اب زندگی سے میری کیا کام
کبھی بھیجا نہ تو نے مجھکو پیغام

تجھے میں جانتا تھا مہرباں ہے
غلط ہے مجھکو جو تجھسے گمان ہے

سنوں کیوں آہ دشمن سے بھی جیکے
کہیں معشوق ہوتی ہیں کسیکے

جہاں میں رسم خوبوں کی یہی ہے
کسینے بھی وفا اونکی کبھی ہے

گیا مر ہجر میں بیچارہ مجنون
ہوئی اک روز بھی لیلی نہ محزون

محبت میں دیا فرہاد نے جی
کبھی شیریں نے اوسکی یاد بھی کی

جفا و جور تجھسے کچھ نہیں دور
کہ خوبوں کا یہی ہے رسم و دستور

تجھے میں اور کچھ کہتا نہیں یار
رہو نا جان میری مجھسے بیزار

نہیں دیتا ہوں کچھ تکلیف تمکو
پھرو گے کب ادھر سے یہ تو لکھو

بخوبی حق رکھے تجھکو سلامت
رہے یہ حسن تیرا تا قیامت

سپردن نامۂ عاشق بدست ہمدم محبت کیش و فرستادنش پیش صنم معرفت خویش

دیا مجکو یہ خط لکھ اوسنے فی الفور
کہا بس اسقدر یا زیادہ کچھ اور

کہا مینے کفایت اسقدر ہے
سخن بہتر وہی جو مختصر ہے

سوا اسکے نہیں کچھ اور مفہوم ‏/ جو مطلب چاہیے سو سب ہے مرقوم
نہیں کچھ فائدہ طومار کرنا ‏/ فقط اجمال ہے اظہار کرنا

پڑھیگا کب صنم عاشق کا طومار ‏/ جب سمجھیگا تو یہ اندک ہے بسیار
غرض ملفوف کر بھیجو وہ خط کو ‏/ یہ سمجھا کر دکھا اوس خط و غلط کو

ابھی اگر تا ہوں اس خط کو روانہ ‏/ مجھے کیا دیگا اسکا محنتانہ
کہا عاشق نے حاضر ہے مراجی ‏/ ابھی لیجا اگر چاہے تراجی

جواب اسکا ملے لیکن شتابی ‏/ کہا بیٹھے کہ ہے ممکن شتابی
دیا خط بیٹھے آخر نامہ بر کو ‏/ ہوا فوراً روانہ وہ ادھر کو

نہ تھا قاصد وہ تھا پیک خیالی ‏/ چلے تھا جلد جیوں باد شمالی
وہ پیک بادپا تھا یا ہوا تھا ‏/ صنم کے پاس کس جلدی سے پہونچا

صنم نے بھی جواب اسکا لکھا جلد ‏/ وہاں سے الغرض قاصد پھرا جلد
صنم نے جو لکھا تھا اوسکو لکھتا ہوں سب ‏/ ذرا سنیو اوسے مضمون ہے کیا خوب

نامۂ صنم در جواب عاشق متضمن بر تشفی و مژدۂ آمدن خود از انجا

سراسر عشق سر تا پا محبت ‏/ ہلاک دوری و پامال ہجرت
محبت نامہ تیرا مجکو پہونچا ‏/ پڑھا میں نے جو کچھ اوس میں لکھا تھا

رقم تھا گرچہ اوس میں حال مجمل ‏/ ہوا مکشوف پر ہر ہر مفصل
جو کچھ تو نے لکھا ہے واقعی ہے ‏/ یہی لیکن حصول عاشقی ہے

نہیں ہجرت سے کیا تجکو خبر ہے ‏/ دوا کی عقل تیری یان کدھر ہے
ہوا تھا کس لیے تو مجھپہ مفتون ‏/ کہا تھا کسنے تجھسے ہو تو مجنون

بھلا میں نے کیا تھا کب تجھے صید ‏/ تو اپنے ہاتھ سے آتے ہوا قید
تجھے کر دل نکرتا مبتلا یون ‏/ تو میرے عشق میں پڑتا بھلا کیون

تو اپنے دل میں ٹک آگی سمجھ جا ‏/ یہ سچ کہتا ہوں نہیں تجھسے کہ بیجا
کرے ہے ہجر میں میرے جو شکوے ‏/ نہایت دور ہے انصاف سے یہ

میں تجھسے روٹھ کر آیا نہیں یان ‏/ کیا قصد آنہ بیٹھے طرح ہجران
تجھے یہ ہجر تھا مقسوم تقدیر ‏/ ستم اپنی نہیں کچھ میری تقصیر

تردد اسکا اپنے دل سے کر دور ‏/ ہمیشہ تو نہیں رہنے کا مجبور
سبب عاشق کو غم لکھا پڑا ہے ‏/ کہ جیتے جی ہی مرجانا پڑا ہے

نہیں مطلب ہی عاشق درد و غم سے ‏/ صنم کے جور و بیداد و ستم سے
سدا جو عاشقی میں چاہے آرام ‏/ اوسے عاشق نہ کہیے ہے وہ خود کام

جسے ہرگز نہو تاب جدائی ‏/ کرے وہ کیون کسی سے آشنائی
جو معشوق اونکو کہتا بیوفا ہے ‏/ غلط ہے جھوٹ ہے اوسکی خطا ہے

کسی کے ہون اگر وہ واقعی یار ‏/ نہیں اوس سے زیادہ کوئی وفادار
جہان پروانہ کا اک پر جلے ہے ‏/ وہان تو شمع بھی یکسر جلے ہے

ادھر ہوتا ہے گر پروانہ بریان ‏/ ادھر بھی شمع ہے سوزان و گریان
تپنگا جل مرے ہے ایکدم میں ‏/ زیادہ شمع رہتا ہے غم میں

رہے ہے شمع ساری رات جلتی ‏/ وفا میں اوس سے ہے آگے نکلتی
اگرچہ عشق میں عاشق بچارے ‏/ مصیبت انواع سے پڑتے ہیں مارے

اوٹھاتے ہیں ہزاروں جور و بیداد ‏/ ہمیشہ رہتے ہیں غمگین و ناشاد
گذرتی ہے جو معشوقوں پہ لیکن ‏/ نہیں عاشق سے ہرگز وہ ممکن

کرے ہیں کیا کیا اونکی پاسداری ‏/ کرے ہیں کیا کیا اونکی غمگساری
ز ادنے تا با علی ہے کسی پہ ‏/ کرم کرتے ہیں وہی یکسان برابر

[illegible] عشق میں [illegible] ‏/ نہیں [illegible] کوئی [illegible] انسان
وہی جانے کسی پہ جو ہو معشوق ‏/ کہ اہل غرض کیسے ہوں ہیں مجنون

[illegible] محتاج وہی [illegible] ‏/ [illegible]
غرض [illegible] اپنی [illegible] کیا کیا ‏/ خود اپنے ہاتھ سے ہوتی ہیں سودا

یہ با وصف [illegible] نیازی ‏/ کرے ہیں کیا کیا [illegible]
اگر یہ اونپہ متوجہ ہو وین ‏/ تو اونسے کیا ہو اپنا جی ہی کھووین

کسی عاشق نے معشوقی جو کی ہو
تو اوسپہ کیفیت اوسکی کھلی ہو

وہی سمجھیگا اونکی خوبیونکو
وہی جانیگا اس محبوبیون کو

تو اپنے دلمین اب مت یہ سمجھنا
کہ مین کچھ اپنی ہون تعریف کرتا

یہ نفس الامر ہے مینے کہی بات
جو دن ہے تو اوسے کیونکر کہون رات

جو تیرے ساتھ بندے نے کیا ہے
زبان پر لاؤن کیا شاہد خدا ہے

سنونگا مین ترے شکوے ہزار
کہ مضطر آدمی ہوتا ہے لاچار

تو اپنے جی مین مت لانا ندامت
کرے ہے یار کی یار ہی شکایت

خط و پیغام کا شکوہ بجا ہے
گلہ یہ واقعی تو نے لکھا ہے

نہیں کرتا ہون اسمین گفتگو مین
کہ عذر اوسکا کرونگا روبرو مین

ارادہ ہے مرا اب گھر کا جلدی
مجھے ہان عزم ہے اودھر کا جلدی

تو خاطر جمع سے رہ یار میرے
مین آپہونچا شتابی پاس تیرے

میری آنے مین اب دیری نہوگی
تجھے بن دیکھے گو سیری نہوگی

نظر مین اپنے خط رکھنا یہ دن رات
کہ ہے مکتوب بھی نصف الملاقات

خدا نت تجکو شادان شاد رکھے
یہ دلمین تیرے اپنی یاد رکھے

رفتن آشنا مع خط پیش عاشق شیدا و بوصل خط شاد شدن عاشق و کردن دعا ہا

جو خط لیکر گیا مین اوسکے آگے
نصیب اوسکے گویا سوتے سے جاگے

وہ مجکو دیکھتے ہی ہوگیا چاق
وصال یار مین ہو جیسے مشتاق

کہا اے مرحبا خوب آئے اس وقت
تمہاری یاد مین کرتا تھا ہر وقت

مجھے بھی انتظاری ہی تمہاری
کہو کچھ کلمہ امیدواری

صنم کی میرے خوشخبری سناؤ
جواب خط جو آیا ہو دکھاؤ

ترا آنا ہے اب فال و بشارت
کرو بہر خدا کچھ تو اشارت

زیادہ مجکو اب تشنہ کرو مت
کہ ہون مشتاق مین اوسکا بشدت

کہا مینے کرے ہے کیون شتابی
عبث کرتا ہے اتنی بیتابی

دکھاؤنگا مین خط یار تجکو
کرونگا طالع بیدار تجکو

توقف کر مجھے ٹک بیٹھنے دے
نہو بیچین اتنا اپنا خط لے

دیا خط اوسکو تب مینے بٹھا کے
جواب نامہ پایا اوسنے مر کے

صنم کا خط جو اوسکے ہاتھ آیا
لیا اوسکو آنکھون سے لگایا

ہوا اوسدم مین ایسا شاد و فرحان
کہا مجھپر کیا یہ تو نے احسان

مجھے کیا دولت نامی لگی ہاتھ
تصرف سے ترے اے قبلہ حاجات

جہان مین جب تلک جیتا رہونگا
ترا احسان یہ سب سے کہونگا

کہا مینے تکلف جانے دو جی
صنم کا اپنے تو خط تو پڑھو جی

پڑھا تب اوسنے خط اور کھلکھلایا
کہ آنیکا صنم کے مژدہ پایا

وہ سارا خط سنایا پھر مجھے بھی
سنی مینے عبارت جو لکھی تھی

اوٹھا اوسنے پھر اپنے گھر کو آیا
غم اوسکا اس بہانے سے بھلایا

صنم کی اوسنے جب خوشخبری پائی
گئی یاس اوسکی اور امید آئی

ہوا مستوقع وصلت شتابی
لگی بڑھنے امید کامیابی

بہت تھین منتین عاشق نے مانی
کہ جلدی ہو کہین پھر وصل جانی

قریب رسیدن ایام وصل صنم و بیقراری عاشق و رفتن او بوطن صنم و بعد چندی آمدن عاشق صنم و یکایک بر دکان نشستہ و ملاقات باہم

ادھر آساقی آتا ہے مرا یار
مے وصلت سے مجکو کردے سرشار

مجھے نشے مین مے کے جو کر دے
کدورت ساری دل سے دور کر دے

جو وعدے کے قریب آنے لگے دن
ہوئے ظاہر عجب اسرار باطن

ہوا عاشق کے دلمین یہ ارادہ
کہ چلیے لکھنؤ مین پا پیادہ

کسی سے پر خبر بھی کچھ نہ کہیے
تو تنہا اودھر کی راہ لیجے
گیا جون تون غرض پھر لکھنؤ مین
رہا یک چند اوسکی جستجو مین
دکان اوپر اوسکی اکثر بیٹھتا جا
پڑے سے اوسکی خبرین پوچھتا جا
ہوا اک روز اسکا بخت بیدار
نظر آیا یکایک وہ ستمگار
جو آنکلا وہ دوکان کے برابر
پڑی آنکھ اوسکی ناگہ اوس صنم پر
گیا اک بار اوسے ہوش و طاقت
ہوئی اتنی بھی کب اوسکو نہ جرأت
نظر آئی جو شکل اوسکی یکایک
پڑا پردے مین اوسکے شبہ و شک
جہان منظور تھا عاشق کو جانا
گیا تو اوس طرف لیکن دوانا
صنم کی طرف جب عاشق پھر آیا
دکان اپنی پہ پایا اوسکو تنہا
بنو چھو اوس گھڑی کی حالت اوسکی
بیان مین کیا کرون کیفیت اوسکی
صنم کہتا تھا اوسکو دیکھکر وا
کہین تجکو نہ شادی مرگ ہو جا
دل عاشق پہ جو جو رنج و غم تھے
صنم کے ملتے فوراً کالعدم تھی
کیے تھا عشق اسپہ ہو چکا تصدق
حیا کہتی نکر ظاہر تعشق
سر بازار گرداگرد اعیان
کوئی کرتا ہے ایسا کام زنہار
غرض عاشق نے اپنے جی کو روکا
وگرنہ ہو چکا تھا خوب سودا
صنم کے وصل مین جی نذر کرتا
فدا ہوتا قدم اوسکے پکڑتا
ہوئی لوگون کی آگے شرم غالب
غرض کچھ پھر تو یہ صورت مناسب
غرض بیٹھا رہا وان جسقدر وہ
مزے مین وصل کی تھا بیخبر وہ
صنم نے بعد مدت منہ دکھایا
یہ وصل آسان نہین عاشق نے پایا
کوئی جب تک نہ تلخ و ترش کھائے
ستہائی کا مزہ کسطرح پائے
وہ شیدا اوسکے نظارے مین مشغول
رہا بیٹھا وہان تا وقت معمول
اوٹھا جب آخر الامر اوس مکان سے
گیا اپنے مکان پہ پھر وہان سے
کہ جب تک لکھنؤ مین ہوا اقامت
بلا ناغہ رہی صاحب سلامت
ملاقات اوس سے کر کھا کر یہ تا دیر
کبھی پرچی بنو تا وصل سے سیر
اگر دریا کا پانی پیوے تشنہ
پیاس اوسکی بنو کم بل زیادہ

نہین تجھ سن مرے یار و کرم
نجانے دیکھے ہوویگے مزاحم
جہان رہتا تھا وہ شمع شب افروز
اودھر کرتا تھا آمد رفت ہر روز
کیے تھا وہ یہی امروز فردا
توقف کچھ نہین اب آن پہونچا
کہین جاتا تھا عاشق اوس طرف کے
نتھی اوسکو خبر آئینے اوسکے
ہوا عاشق کا تب کچھ اور رنگ
نظر پڑتے ہی اوسکے ہو گیا دنگ
کہ ہے صاحب سلامت اوس سے جا کر
گرے مشتاق ہوا اوسکے قدم پر
مبادا ہو یہ کوئی شوخ سی اور
کرون اکبار درخواوس سے کمتر
کہون کیا اشتیاق اوسکا عالم
پھر اوسنے شتابی بعد اکدم
دو چار آنکھین ہوئین دونون کی جسدم
ہوئی صاحب سلامت انسے باہم
خوشی سے وہ نتھا پھولے سماتا
کبھی ہنستا کبھی تھا کھلکھلاتا
گیا غم اوسکا سب وقت ملاقات
ہوئی اکدم مین سے دلکی مکافات
بظاہر گو خوشی کا اوسکو تھا ضبط
وہ باطن مین تھا مدہوش و بےربط
کہے تھا دل کہ ہان گر پڑے قدم پہ
کہے تھی عقل بس اظہار مت کر
نہ خوش آئیگا یہ ہر گز صنم کو
کہ بوسہ ہی کوئی اوسکے قدم کر
اکیلے گر کبھی ملتی یہ صحبت
تو پھر عاشق کی ہو جاتی یہ حالت
تمنا کہتا دعائین اوسکو دیتا
تصدق ہو بلائین اوسکی لیتا
نیاز اوسکا صنم کو کب بھاتا
کہ اپنا ناز تھا وہ بھی چھپاتا
کہون اس کیفیت کی کیا برائی
مزا ہے وصل کا بعد از جدائی
قدر اس وصل کی عاشق ہی جانے
کوئی بن دیکھے یہ کسطرح ملنے
اوٹھائی ہو نہ جسنے کچھ بھی محنت
اوسی کے ہے نہ قدر عیش و راحت
رہا عاشق مقابل اسکی جب تک
رہا اوسپر صنم متوجہ تب تک
ہوا تھا پھر تو یہ عاشق کا دستور
گیا تھا دلمین اپنے آپ بھی منظور
رہا جبتک وہان وہ حیرت اندوز
صنم کے پاس ہو آتا تھا ہر روز
نہ تھا عاشق کو وصل یار جانی
پیاسے کو تھا جون دریا کا پانی
اسی صورت سے تھا عاشق کا احوال
گیا اس کیفیت مین اوسکو اک سال

اور سے تو وصل مین تھی عین دوری — اسی وقت کو جا ہو حضوری

کہ آ جانے مین فرق سرو قامت — کرے تھا اوس سے خود صاحب سلامت

بجا لاوون کیا صنم کی دلنشین تھا — کہ عاشق سے سخن کرتا نہین تھا

جواب اوسکو جو دیتا تو یہ تنگی — کہ کھلتی ہمنشینون پر دورنگی

یہی ہے شان استغنا و غیرت — یہی ہے عشق مین مبادی حیرت

بلا ہے یار و شان بے نیازی — یہان سر تا قدم ہے جانگدازی

یہی تو عشق مین خطرے بڑے ہین — ہزارون لوگ یان مارے پڑے ہین

کسیکے مرنے جینے سے اوسے کیا — کسیکی وہ نہین رکھتا ہے پروا

دکھاتا تھا صنم ایسی رکھائی — نہ تھی گویا کچھ اوس سے آشنائی

نہو جسپر توجہ کچھ صنم کا — نہ پوچھو حد و پایان اوسکے غم کا

جدائی مین اگر وہ مہربان ہو — تو دوری اوسکی پھر کیونکر گران ہو

کوئی معشوق پر کیا معتمد ہو — کوئی کس بات پر اوسنے بحد ہو

غرض احوال عاشق کیا کہین ہم — جو اوسپر وصل مین گذرا تھا عالم

حیا و شرم تھی یہ اوسپہ غالب — کہ اوسکو جانتا تھا اپنا طالب

سر مجلس جو اوسکو منہ لگاتا — نہوتا دو بدو آنکھین چراتا

اودھر رہتا تھا وہ بیکار صورت — اودھر جلتا تھا یہ پروانہ صورت

صنم وان اسطرح کرتا بناوٹ — نہین عاشق سے گویا کچھ لگاوٹ

مجھے ہے اس جگہ اک بات سوجھی — سنو کیسی عاشق نے یہ بوجھی

تو وہ اپنی تئین ایسا بناوے — کہ اوس سے یار کو نفرت نہ آوے

کبھی بیٹھے نہ اوسکے بر مین زنہار — کھڑا ہو دور سے کر لیوے دیدار

کرے ہرگز نہ عاشق اپنا اظہار — حضور صاحب جگہ ہون جمع اغیار

چھپانا عشق کا مشکل ہے ہر چند — اسی سے پردہ ہوتی ہین رضامند

بری لگتی ہے جون تمکو رقابت — نہین بھاتی ہے اونکو بھی شراکت

جو دیکھین وہ کسیکو یار کے پاس — تو لائین جی مین اپنی کیا وسواس

یہی ہے یار معشوقونکی صورت — اوٹھین بھی غیر سے آتی ہے نفرت

صنم سے گو وہ ملتا تھا ہمیشہ — وہ لے تھا اوسکا یہ آئین و پیشہ

سوا اسکے نکرتا اختلاط اور — یہ استغنا کو یارو دیکھیو غور

جو عاشق آپسے کوئی بات کہتا — صنم سنکر اوسے خاموش رہتا

خدا جانے یہ شیوہ اوسکا کیا تھا — جفا تھا جور تھا ناز و ادا تھا

اسی مین عاشقونکی ہے بلا کی — اسی سے ہو رہے ہین عشاق شاکی

جو اس شادی مین ای یارو بڑا ہے — کسی نے بھی اوسے جیتا سنا ہے

صنم رکھتا تھا شان لاابالی — سو عاشق کی کیونکر خستہ حالی

نہو بیجان کیون عاشق بیچارا — تغافل نے صنم کی اوسکو مارا

زبس تھی بے نیازی اوسپہ غالب — نہوتا تھا کبھی اوس سے مخاطب

کرے جو اسطرح بے التفاتی — تو صحبت اوسکی ہے کس کام آتی

دکھاتا تھا وہ نت اپنی ہی غفلت — بھلا عاشق نہ ہو کسطرح حیران

کسیکے بس مین تے ہوہین کہین دے — خدا شاہد ہے کیسے ہین نہین دے

نہین معلوم استغنا تھا یا ناز — کہ عاشق سے نہوتا تھا وہ دمساز

کرے تھا جان بوجھ اوس سے تغافل — دکھاتا تھا وہ اوس سے شان تجاہل

نکرتا اوس سے کچھ حرف و تکلم — نہ غمزہ اور نہ عشوہ نے تبسم

نظر پڑتا تھا وہ نا آشنا محض — نہایت شرمگین شکل حیا محض

صنم کے سامنے عاشق دوانہ — بنے تھا آپ بھی گویا بگانہ

جو کوئی چاہے کہ ہو معشوق سے یار — نہو معشوق اوسکا اس سے بیزار

نہو معشوق اوسکو دیکھ محجوب — کرے وہ طرح جو ہو اوسکے مرغوب

بہت کرتے ہین معشوق اپنی اخفا — بہت عاشق بھی ہو جاتے ہین رسوا

کبھی عاشق کرے ایسا نہ اسلوب — کہ ہو معشوق اسکا اوس سے محجوب

بہر حال اونکو رکھے آپسے خوش — نہ کیجو یہ سخن میرا فراموش

رقیبونکی عدد ہوتے ہین عشاق — بہت اونپر رقابت ہوتی ہے شاق

کہین لوگو نہ اسکو جی سے مارو — یہ نوبت رشک سے پہنچی ہے یارو

کسی پر میل عاشق ہو جو اندک — بڑھے معشوق کے جی مین بہت شک

کہاں خوش آیا اوسکو غیر کی چاہ
وہ بد ظن اوس سے ہو وے خواہ نخواہ

یہ شرکت واقعی کسطرح بھاوے
اوٹھیں کیونکر نہ اس سے غیرت آوے

مجھے اس گفتگو سے ہے یہ غایت
کہ عاشق کو رہے اسکی رعایت

جو عاشق ہو ضرور اسکو رکھو یاد
کہ کام آتی ہے آخر پند اوستاد

رفتن عاشق بر دکان صنم و ندیدنش آنجا و پرسیدن از برادرش کہ کجا رفت و جواب آن

صبوحی ہو مجھے ایسا کہ مست
کہ گم ہو عقل و ہشیاری ہر دو بست

مجھے وہ جام مے دے ابکی ساقی
رہے جس تک بھی نہ عقل و ہوش باقی

سنو عاشق کی اور اک طرفہ روداد
سمجھکر جسمیں اوسکو دیجیو داد

دکان پر یار کی اک روز عاشق
گیا بیٹھا وہ جون دستور سابق

صنم سے خالی اوس دم وہ مکان تھا
بڑا بھائی مگر اوسکا وہان تھا

توقف کر کے تب عاشق نے پوچھا
کہان ہے مہربان بھائی تمھارا

کہیں بھیجا ہے کیا تمنے صنم کو
نظر پڑتا نہیں وہ آج ہمکو

کہا اوسنے کہ دی ہے اسکو رخصت
جہان چاہے وہان جائے ہے فرصت

ابھی ہیں لڑکپن کی اوسکے ایام
مناسب ہے کہ دیجے اسکو آرام

ابھی محنت کی دن اوسکے کہاں ہیں
عوض اوسکے ہمیں بیٹھے یہان ہیں

ابھی تو چاہیے مکتب نشینی
اسی قابل ہے اوسکی نازنینی

کہا عاشق نے یہ تمنے کہا خوب
پڑھانیکا کرو کچھ اوسکا اسلوب

پڑھی ہے فارسی گر اوسنے تھوڑی
کہو پڑھنی جو باقی ہے ضروری

یہی تو اوسکے ہیں تحصیل کے دن
نوشت و خواند کی سیکھیگے یہی سن

وہ اوستاد ہو کوئی نیک و مشفق
پڑھادے خوب اوسکو شغل عاشق

یہی اوس سے وہ کہتا تھا یہ ترکیب
پڑھانیکی اوسے دیتا تھا ترغیب

کہا اوسکے پدر نے تب کہ ہان جی
کیا ہے ہمنے تجویز اک میاں جی

بہت قابل ہیں جیسے اونسا کوئی کم
پڑھاوینگے انھیں سے اوسکو ہیں ہم

اونھیں سے وہ پڑھا ہے ابتدا مین
پڑھاوینگے وہی بانتہا مین

کہا عاشق نے اونکا نام ہے کیا
کہان رہتے ہیں کیدھر ہے گھر اونکا

بتایا اوسنے تب نام و نشان سب
دکان کے پاس ہی تھا گھر وہ مکتب

یہ سنکر جیسے اپنے وہ ہوا شاد
کہا بہتر یہی ہیں خوب اوستاد

اوسی مکتب میں تم اوسکو بٹھاؤ
اونھیں اوستاد سے اوسکو پڑھاؤ

کہا بھائی نے تب اوسکے کہ صاحب
مرے نزدیک تو ہے یہ مناسب

تمھیں اوسپر کرو اب مہربانی
نہین شفقت میں کوئی جسکا ثانی

پڑھاؤ تم ہی اب اوسکو کرم کر
یہی ہمکو سمجھ پڑتا ہے بہتر

کہا عاشق نے مجکو علم کیا ہے
نہیں بیٹے بھی کچھ ایسا پڑھا ہے

کہا اوسنے بہت ہو اوسکے لائق
نہیں یان کوئی قابل تم سے فائق

زیادہ تمسے ہوگا کون قابل
تمہیں سے علم ہوگا اوسکو حاصل

غرض اوسوقت تو عاشق نے ٹالا
کہ دل لیتا نہو یہ شہر والا

اوٹھا کچھ عذر نا مسموع کرکے
گیا پھر جیسے دن صبح تڑکے

نہ دیکھا پھر صنم کو اپنے اوسدن
ہوا برخاستہ خاطر تب اوس بن

کہا بھائی سے اوسکے بعد از دیر
ترے ملنے سے جی ہوتا نہیں سیر

کرون تعریف میں تیری کہانتک
تری خوبی ہمیں لاتی ہے یہاں تک

پڑھا کرتا وہ آمیزش کی باتیں
سمجھتا تھا کہاں کوئی اسکی گھاتیں

صنم کا ذکر پھر باتوں میں لایا
کہا کیا اوسکو مکتب میں بٹھایا

کہا تب اسکے بھائی نے نہیں جی
وہ گھر میں کھیلتا ہوگا کہیں جی

یہ خدمت مین تمھاری بھیجینگے کل
کہیں اسطور کی باتیں مسلسل

تمھارے پاس کل ہوگا حاضر
کرو اتنی تو اپنی پاس خاطر

ہماری یہ عرض تسلیم کیجے
اوسے اب آپ ہی تعلیم کیجے

یقینی تب تو عاشق نے یہ جانا
کہ پڑتا ہے ہمیں کو اب پڑھانا

کہا میں تو بچشم و سر ہوں حاضر
نہ ہوتا تا بمقدور اپنے قاصر

مجھے کل گھر کو جانا ہے ضرورت
ہوا یہ عذر سنکر وہ بھی لاچار
کیا تھا کسلیے یہ عذر تو نے
تو کیا نادان تھا کچھ بیخبر تھا
نکرنا تھا تجھے واللہ انکار
ہوئی تجھسے یہ نادانی نہایت
یہی تجکو ہوس تھی عاشقی مین
اکیلے ہو کبھی اوس سے ملاقات
ملیگا پھر نہ تجکو ایسا قابو
نہ وہ تنہا ملیگا اپنے گھر مین
کہا عاشق نے تب مجھسے یہ سنکر
ہوا اک بات سے لیکن مین لاچار
صنم ہوگا کبھی مکتب نشین گر
جو استاد اوسکا ہوگا مجھسے یکرنگ
معلم کو جو یار اپنا کرونگا
وہ رفتہ رفتہ مجھسے ہوگا مربوط
پڑھانا اوسکا بیٹے خود نہ مانا
وہ ہر روزہ مکان پر میرے آئیگے
پڑھانا اسلیے مجھکو نہ بھایا
نہ چھپتی پھر مری الفت چھپائے
سہی جاتی نہین شرکت تا ابد
رقیبونکی عدو ہوتے ہین عشاق
رقابت کا مجھے ہے اسقدر رنج
مین اپنی خو سے لاچار ہون یار
مجھے جوش آتی نہین شرکت خدا کو

نہین سہنے کا کل یارا کوئی صورت
نہ دیکھی پھر مناسب اوس نے تکرار
مجھے عاجز کیا ہے تیری خو نے
ترا ہوش و حواس و سدھ کدھر تھا
کوئی کرتا ہے ایسا کام زنہار
مجھے آتی ہے حیرانی نہایت
یہی رکھتا تھا خواہش اپنے جی مین
کرے بیخوف و خطرہ یار سے بات
کرینگا گو ہزارون سحر و جادو
نہین آتا ہے یہ ہرگز نظر مین
ہوا اے مہربان اتنی مکدر
کیا تھا اس سبب سے مینے انکار
کرونگا مین بھی آمد رفت اودھر
ہوگا وہ مری صورت سے دلتنگ
وہان جا جا کے مین شعر پڑھونگا
یہ سوجھی تھی مجھے تدبیر مضبوط
کیا بھائی سے اوسکے اک بہانا
جمال اپنا وہ بے پردہ دکھائے
مین اپنی دید سے بھی باز آیا
خبر ہوتے سبھی اپنے پرائے
ہون غیر و نسبی کیون ہمکو عداوت
رقابت مین تو جی کھوتے ہین عشاق
کہ اپنے ہاتھ سے مینے دیا گنج
مرے دلکو ہے یہ ہر طرح آزار
تو بھائے کسطرح عاشق گدا کو

پڑھاتا مین اوسے ورنہ بقدر
سنا عاشق سے جب بیٹے احوال
ارے دیوانہ تو نے کیا کیا یہ
یہ صحبت بیطلب ملتی تھی تجکو
یہ دولت مفت لگتی تھی ترے ہات
سدا تجکو اسی کی جستجو تھی
اسی تدبیر مین رہتا تھا تو آہ
نہوتا تھا کبھی یہ دن میسر
نہ وہ آئیگا تیرے گھر کسی دن
رہیگی تن مین جبتک جان باقی
سمجھتا ہون مین اپنا نیک و بد خوب
مجھے تھا پہلے یہ مرکوز خاطر
معلم سے کرونگا اوسکے یاری
جو آمد شد مری ہوگی وہان گرم
نہین کوئی شعر ہوگا خالی از حال
نہ تھی تدبیر کی موجب جو تقدیر
کیا انکار مینے یہ سمجھ کر
جو دیکھے گا اوسی سے ہوگا شیدا
مین اپنا عشق ہون سب سے چھپاتا
سوا اوسکے بڑا خطرہ یہی تھا
کمال عشق جسکو جسقدر ہے
اگر پاوین رقیبو نیر وہ قابو
نہوتا گر مرے دلکو یہ وسواس
محبت کا یہی ہے یار دیکھا
ہوا تب اوسکے کہنے سے مین ساکت

کرون کیا اس ضرورت سے ہون مجبور
کہا تب تو پدر نے کا ہے یہ خیال
عبث تو نے جواب اوسکو دیا یہ
یہ نعمت تو عجب ملتی تھی تجکو
گئی کیا ہاتھ سے افسوس ہیہات
یہی تجکو ہمیشہ آرزو تھی
صنم کا وصل ہو تک حسب دلخواہ
تو ہے لاچار یون ہی تھا مقدر
کہ وصل اوسکا ہو خاطر خواہ ممکن
رہیگی تجکو یہ ارمان باقی
بندھا تھا واقعی یہ خوب اسلوب
یہ آتے تھے مجھے اول خاطر
کرینگا تب وہ میری پاسداری
صنم پھر مجھسے کریگا نہین شرم
مری حالت کا شارح ہے ہر احوال
نہ بن آئی ہماری یہ بھی تدبیر
اگر مجھسے پڑھیگا وہ ستمگر
رقیب اپنا کرون آپ سے پیدا
کسیکو مین نہین اپنی سناتا
نہو جا اور کوئی عاشق مبتلا
اوسے رشک تا ابد بیشتر ہے
کرین دو دلگی ہم اوسکے دست بازی
صنم کو مین پڑھاتا اپنے ہی پاس
شریک اپنا نہین جاتا ہے دیکھا
ہوئی جاتا ہی اوسکی محبت تا بہ

سخن در بے التفاتی معشوق و نیافتن وصل خاطر خواه و مناجات عاشق از خدا برای وصل صنم و آخر از صورت بمعنی و بیان حقائق بی ثباتی صورت و عدم پایداری حسن در صنم

کدھر اے ساقی سیمین بدن ہے ‏ کہ طولانی تری بین یہ سخن ہے

شتابی آ مجھے وہ می پلا دے ‏ کہ ساری ہوش کی باتین بھلا دے

توجہ سے ذرا اے مہربان تم ‏ سنو عاشق کی باقی داستان تم

صنم کو پھر ہوا پڑھنا نہ منظور ‏ لگا کرنے دکانداری بدستور

ملی عاشق سے رکھتا تھا وہی ناز ‏ تغافل کا تھا اوسکے وہی انداز

یہی عاشق کو رہتا تھا تاسف ‏ کبھی ہوگا وہ مجھسے بی تکلف

کبھی بولیگا مجھسے یار از خود ‏ کبھی مجھپر کریگا کچھ تفقد

کبھی مجھسے کریگا بے حجابی ‏ کسی دن ہوگی مجھسے کامیابی

یہی کرتا تھا وہ دلسے مناجات ‏ الٰہی ہو کبھی تنہا ملاقات

کبھی گھر مین مرے آوے وہ تنہا ‏ کبھی بر مین مرے آوے وہ تنہا

یہی رہتا تھا ہیت عاشق کو ارمان ‏ اسی تدبیر مین پھرتا تھا حیران

وہ رہتا تھا اسی باعث سے غمگین ‏ کسی صورت سے ہووے اسکی تسکین

خدا سے اوسکی اکدن یہ منت ‏ کہ بر آوے اگر بندے کی حاجت

صنم سے مجھسے اتنی راہ ہو جاے ‏ کہ اپنا جانکے مجھسے نہ شرماے

کرے مجھسے تکلم دوستانہ ‏ سنے منہ سے مرے میرا فسانہ

مصیبت سے مری وہ ہووے آگاہ ‏ وصال اوسکا مجھے ہو حسب دلخواہ

جو اسکی ہو مرا مقصود حاصل ‏ تو صورت پر نہ دونین پھر کبھی دل

نہین رکھتی ہے صورت کچھ بھی ہستی ‏ نپٹ نادانی ہے صورت پرستی

جو اک لمحے مین ہوجاتی ہے فانی ‏ عبث ہے صرف اوسمین زندگانی

نہین جسکو کسی صورت بقا ہے ‏ عبث خول پر اوسکے دل لگا ہے

یہ سب شکلین ہین جون امواج دریا ‏ تغیر انکا ہے اکدم مین کیا کیا

ہوا کر ساتھ سب یہ ہین معدوم ‏ وجود اونکا نہین پڑتا ہے معلوم

جو صورت کو نہین ہرگز پایداری ‏ تو حسن اوسکا کہان ہوگا قراری

تنک آزار مین ہوجاے منہ زرد ‏ ذرا سی بات مین ہوتا ہے دل سرد

سراپا ذات جسکی ہووے فانی ‏ صفت ہو اوسکی کیونکر جاودانی

رہے ہے جب تلک معشوق امرد ‏ ہزاردن خوبیونکا ہے مورد

گئی جب امردی آئی جوانی ‏ ہوئین سب خوبیان اکبارہ فانی

نظر پڑتا نہین پھر کوئی طالب ‏ ہوئی رسم عشق مین جو جو تھی غالب

نہ اوس سے اب کوئی یاری کرے ہے ‏ نہ کوئی نازبرداری کرے ہے

نہ کوئی اونکا اب ہوتا ہے [illegible] ‏ نہ کوئی اوسکو اب کہتا ہے جانان

بھلا عاشق سے کوئی پوچھے تو یہ بات ‏ جسے معشوق تم کہتے تھے دن رات

یہ وہ ہی شخص ہے یا ہے کوئی اور ‏ اسی کا تم اوٹھاتے تھے کبھی جور

یہی عارض ہے یہ وہ ہی رخسار ‏ تمنا تھا تمہین بہت جسکا دیدار

نہین معلوم تمکو اب ہوا کیا ‏ کہ کچھ اوسکی نہین کہتے ہو پروا

جواب اوسکا وہ عاشق کیا کہیگا ‏ خجالت کہائیگا اور چپ رہیگا

کیا تھا حق سے عاشق نے جو یہ عہد ‏ ہوئی تلخی اوسے شیرینی شہد

رہا ملتا صنم سے حسب معمول ‏ ہوئی اکدن دعا اوسکی وہ مقبول

کرم کر ساقیا اب تو بھی مجھپر ‏ رہیگا کب تلک ناخوش ستمگر

صنم ہو مہربان عاشق پہ ایکی ‏ ملاقات اوس سے ہوتی ہے بخوبی

رفتن عاشق بر دکان صنم و بخوبی ملاقات شدنش چنانچہ بدل آرزو داشت

گیا مدت کے بعد اکبار گھر سے ‏ ملا پھر جاکے اوس سیمبر سے

صنم نے کی بہت اوسدن تواضع ‏ نہ تھی عاشق کو جو ہرگز توقع

کہا ایکی بہت روزون پر آئے
بہت مدت مین یہان تشریف لائے

کہا شکرِ خدا الحمد للہ
دعا کرتا ہی تجکو یہ ہواخواہ

بس ان مدت ترا دیدار پایا
خدانے پھر ترا جلوہ دکھایا

جو کچھ وا انکی زبان سے اوسکی بار تھی
کہی عاشق نے اپنی جی کی ساری

نہایت ہوگیا شادان و خوشدل
ہوئین جی کی مرادین اوسکی حاصل

وہ دونون جب لگے کرنے تکلم
تکلف درمیان سے ہوگیا گم

اودھر کرتا تھا وہ لطف و تفقد
ادھر ہوتا تھا یہ مداح و تمجد

اودھر کرتا تھا وہ شفقت زبانی
ادھر ہوتا تھا یہ قربان بنانی

اودھر کرتا تھا وہ تعظیم و تکریم
ادھر کرتا تھا یہ آداب و تسلیم

غرض کیا کہیے عالم اوس گھڑی کا
صنم کی مہر عاشق پر بڑی کا

نہ تھا اوس عہد مین کوئی اوسکی ثانی
یہ کہتا ہون نہین عاشق کی زبانی

صنم تھا خوبیون مین شہرۂ آفاق
عیان تھا جگ مین اوسکا حسن و اخلاق

نہوگا پر کوئی محبوب ایسا
نہوگا خلق مین کوئی خوب ایسا

خلیق ایسا کوئی جانی نہوگا
کوئی یون خندہ پیشانی نہوگا

کبھی عاشق پہ جھنجھلایا نہوگا
کبھی ناخوش اوسے پایا نہوگا

سراپا دانش و ادراک تھا وہ
شعور وہ ہوشمین چالاک تھا وہ

وہ تھی عاشق سے جب تک بھی یاری
صنم کرتا تھا کیا پاسداری

نکرتا کیون صنم عاشق کی عزت
کہ وہ خود بھی تو رکھتا تھا شرافت

وگرنہ کسکے ہوتے ہین شہر والے
نہ اونسے ہو کسیکو کام ٹالے

صنم سے خوب بعض ہین شاد و ناہر
کہ وصف اوسکا کیا سب نے ظاہر

صنم مین جو کہ وصف و خوبیان ہین
نہین مخفی کسی پر سب عیان ہین

مبارک تھا غرض عاشق کو یہ روز
کہ تھا وصل صنم سے بہرہ اندوز

وہ دوکان کیا تھی مجلس تھی دل افروز
وہ مجلس کیا تھی بزم جشن نوروز

کہانتک کیجئے اوسدن کی تعریف
صنم کیا کرسکا تھا دلکی تالیف

نہ تھا اون کو کوئی دشمن و نفاقی
یہ صحبت مل گئی تھی اتفاقی

کہو ہر خیریت خوش تو رہو جی
یہ سنکر اوسنے جھک کے بندگی کی

ہوا ہون بعد مدت کے قدمبوس
رہا خدمت سے جیدی دور افسوس

کٹے تھے یاد مین تیری شب و روز
ہوا خدمت مین پھر اب بہرہ اندوز

ہوا عاشق صنم سے سخت راضی
گیا بھول اوس گھڑی سب رنج ماضی

تمنا اوسکے جی کی سب بر آئی
مراد اپنی جو چاہی تھا سو پائی

اودھر کرتا تھا وہ بندہ نوازی
ادھر ہوتی تھی اسکی سرفرازی

اودھر کرتا تھا وہ الطاف بیحد
ادھر کرتا تھا یہ عجز و خوشامد

اودھر کرتا تھا وہ اک لطف کی بات
ادھر کہتا تھا یہ ہان قبلہ حاجات

اودھر کرتا تھا وہ کیا کیا نوازش
ادھر کرتا تھا یہ کوشش سب سے سازش

لکھون کیا یارو اوسکی مین بڑائی
وہی سمجھے ہو جسے آشنائی

فقط اوسکی نہ صورت ہی عجب تھی
جو خوبی چاہیے سو اوسمین سب تھی

بہت معشوق دیکھے ہو رہے تھے
جہانمین سیکڑون اچھے ہوئے تھے

کوئی ایسا نہ سیمین ساق ہوگا
کسی مین یہ حسن اخلاق ہوگا

شکن تھی چین کبھی اوسکی جبین پر
تحمل ختم تھا اوس نازنین پر

وہ اون سوز و نہین تھا گو خرد سالا
ولی تھا عقل مین بڈھون سے بالا

خدا نے اوسکو دی تھی خوب تمیز
بھلے کی پاس ہوتی ہی بھلی چیز

قدر اوسکی کرے تھا سب سے زیادہ
سمجھ کر یہ کہ ہے اشراف زادہ

قدر اشراف کی کرتے وہی ہین
حقیقت مین جو مرد آدمی ہین

خصوصًا شوخ طفلان دکاندار
بھلا یہ بھی کسیکے ہوتے ہین یار

نہ تھا کوئی واقعی اوسکے برابر
نہوگا شہر مین کوئی اوس سے بہتر

فقط عاشق نتھا وصاف اوسکا
کہے تھا ایک جہان وصاف اوسکا

ہوا افضل خدا جب اسپہ شامل
ہوا یون وصل خاطر خواہ حاصل

نہ تھا نو روز وہ تھا عید کا دن
وہ روز عید تھا یا دید کا دن

وہ شیدا تھا صنم کے پاس بیٹھا
نپٹ بیخطرہ و وسواس بیٹھا

وگرنہ اوسکی دوکان ایکدم بھی
ہجوم غیر سے خالی نہ رہتی

ہوئی تھی واقع وہ از بس سر راہ — خریدار ونکا تھا وہی گذرگاہ
علاوہ جسمین ہوا ایسا دکاندار — ہو کیون دوسرن کا نہ گرم بازار

ادھر جو دیکھتا ہوتا تھا بیخود — نظر بازونکی تھی وان آمد و شد
ہو تا کچھ بھی لینا جسکو منظور — صنم کو دیکھکر ہوتا تھا مجبور

غرض چیزی بچیزی خواہ ناخواہ — خریدار سے وہ کرتا قصہ کوتاہ
سبب کرتے فقط آ دید بازی — خریداری نہ تھی بل حیلہ سازی

نہ کچھ لیتے نہ کچھ دیتے تھے مکار — اسی پر بھیڑ مین کر جاتی تھی دیدار
جو عاشق دیکھتا تھا یہ تماشا — ہنسی آتی تھی اوسکو بے تحاشا

کبھی خالی نہ ہوتی اوسکی دوکان — بھری رہتی تھی وان سب جان پہچان
کھڑی رہتی تھی وان دلال اکثر — وہان رہتا تھا اک انبوہ دن بھر

گھڑی دو چار تک عاشق اکیلا — رہا اوس دم صنم کی پاس بیٹھا
رہی جب تک اوسی خلوت میسر — رہا بیٹھا صنم کے وہ برابر

نظر پڑنے لگے جب اوسکو اغیار — اوٹھا تب وان سے وہ آشفتہ لاچار
صنم سے لیکے رخصت ہو کے اوٹھا — نہ تھا اوٹھنے کو جی پر دکھ اوٹھا

وہان سے اوٹھکے پھر گھر مین وہ آیا — سبب سے وہ خمار آنکھون مین چھایا
مے وصلت سے تھا ازبسکہ مخمور — رہا اوس کیفیت مین رات بھر چور

جو آیا ہوش مین اور کم ہوا سکر — کیا فوراً ادا اوس نے شکر
کہا اوسنے جو تھی تیری تمنا — خدا سے تو جو مقصد مانگتا تھا

ہوا حاصل تجھے وہ مدعا سب — نہین باقی رہا اب کوئی مطلب
خدا کا شکر کر اب تو مری جان — کہ بر لایا وہ تیرے سارے ارمان

خدا نے یون تجھے دی کامیابی — ترا مطلب ہوا حاصل شتابی
ہوا مقصد کسی عاشق کا اسطور — ہوا ہے کامران تجھسا بھی کوئی اور

بہت عاشق ہوے حرمان مین معدوم — بہت عاشق گئے مر ہو کے محروم
تری قسمت مین تھی یہ کامرانی — صنم نے تجھسے کی یون مہربانی

وفائے عہد ہے تجھکو مناسب — خدا کا شکر ہے اب تجھپہ واجب
کیا تھا عہد جو تو نے خدا سے — اوسے اب یاد کر رسم وفا سے

کہا دل نے مجھے وہ عہد ہے یاد — ہین حاضر ہون مجھے کیجے ارشاد
خدا کا شکر ہے میرا وظیفہ — یہی ہر روز و شب اپنا وظیفہ

رہی ہے اک ہوس باقی ولیکن — نہین ہے وہ بھی ہر گز غیر ممکن
کہو مین راز اپنا یار سے فاش — کسی دن اتفاق ایسا پڑے کاش

سناؤن اوسکے اپنا ماجرا سب — جو اوسکے عشق مین مجھپر ہوا سب
سوا اسکے نہین پھر کوئی مقصد — کہین یہ بھی میسر ہووے بیکد

کیا عاشق نے تب جلسے یہ مذکور — خدا کی فضل سے یہ بھی نہین دور
تجھے اک روز ہوگا یہ بھی حاصل — کریگا حق تری یہ حل مشکل

یہی عاشق کو دلسے گفتگو تھی — یہی تقریر باہم ہو بہو تھی
مجھے اک جام ہی دے ساقیا اور — کہ ہے اب داستان کا آخری دور
نہین پھر دوسرے ساغر کی حاجت — اسی اک جام مین ہوگی فراغت
گیا عاشق جو پھر وان دوسرے دن — نظر آیا اوسے مقصود ممکن
صنم کو مہربان پایا بدستور — کہ نزدیک اپنے بٹھلایا بدستور

بار دیگر رفتن عاشق نزد صنم و مہربان یافتنش و عرض حال خود کردن و چند ابیات خواندن روبروے صنم و از مدعاے خود در پردہ ابیات صنم را فہمانیدن

تکلف برطرف بیخوف و بیواس — گیا بیٹھ آکے عاشق یار کے پاس
کیا تب اوسنے در خور بے تصنع — کرین ہین یار کی جیسے تواضع

جو کچھ گفت و شنید اونکی تھی باہم — خبر ہے کیفیت اوسکی کیا ہم
سخن پر اوسکے وہ شیرین تکلم — کبھی ہنستا کبھی کرتا تبسم

نہ کچھ شکوہ نہ کچھ حرف گلہ تھا — کلام عشق کا یہ سلسلہ تھا
صنم کا دیکھکے یہ لطف ظاہر — ہوا عاشق بھی کچھ گستاخ آخر

یہ اوسکے جبین پہ اسوقت آیا
یہ مضمون جو بیان کرتا تھا چھپا
ہے پوچھا یہ شعر پڑھنے کا سبب تم
کہا اوسنے کہ یہ ہے کیا مثنوی خوب
صنم سے جب سنی عاشق نے یہ بات
کہا وہ ایک شعر ان میں مجھکو ہیں یاد
صنم نے تب سمجھکر مسکرایا
یہ شعر ان میں تھا جو مطبوع و موزون
جو اوس الفاظ سے ہوتا تھا مفہوم
فقط عشاق ہی سکتے ہیں آ لذت
کہیں تالی بھی ہوا ایک کف سے
کسی صورت نہیں ممکن یہ صورت
کہا عاشق نے یہ تمنا مند تھا
غرض عاشق نے حالت دیدنی کی
نہیں پڑتی ہے مجھکو اک گھڑی کل
تصور میں ترے رہتا ہوں ہمیشہ شب
یہ میں نے بارہا ہے آزمایا
جو خلطہ خواب میں ہوتا ہے باہم
وہ خوابوں سے اگر ہشیار ہے بیان
کسیکو عشق میں یہ گھڑی ہے
نہیں یہ واقعہ کچھ بے سبب ہے
کیا آرہی ملے سنکر صنم نے
ترا سب قول ہے شایان تصدیق
صنم کی دیکھ لطف و مہربانی
ہوا گستاخ عاشق دلستان سے

کہ کیسے یار سے کچھ قصہ اپنا
کہ کچھ تو کیسے اس دم راز اپنا
پھر پوچھا مجھے اس مثنوی کو اب تم
مجھے یہ مثنوی ہے بہت مرغوب
ہوا اوسمیں مذاق شعر اثبات
سنا اون آپکو کر ہو کر ارشاد
کہ اوسکو اپنی حسب الحال پایا
پسند عاشق تھا اوسمیں یہ کہا مضمون
صحیح ہے اوسکو ہوا اسوقت معلوم
کہ معشوق کو بھی ہو ہے محبت
محبت ہوتی ہے دونون طرف سے
کہ عاشق سے معشوق کو الفت
یہی تھا فی الحقیقت زعم اپنا
عیاں کی یار پر سب پرچی کی
جدا آنکھوں سے تو ہو وے جو اک پل
نہیں ہوتا ہے تو ہرگز فراموش
جو شب ملنے کا تیرے دھیان آیا
نہیں ہوتا ہے بیداری میں اک دم
سخن سمجھا ہے روحی داستان ہے
مجھے تو رات دن ہوتی کٹی ہے
کہ تیرے ہی سے رابطہ باطن کا سبب ہے
کہا یہ جو تیرا احوال ہمنے
محبت کا ہے یہ روداد تحقیق
ہوئی عاشق کو تازہ زندگانی
تکلف اوٹھ گیا پھر درمیان سے

بھلا کچھ تو صنم سے کہیے احوال
یکایک منہ سے اپنی خود بخود یار
کہا عاشق نے تب اوس سے کہ ہاں جی
مگر اسکی میں نے سیر کی ہے
ہوا عاشق کو تب اس بات پر دقت
پڑھیں جو ایک شعر حسب اپنا
صنم کی کا نین پایا لطف ہے بچھے
زیادہ اوسیکا ہے سوگئی جاہ
اسی حیرت میں آخر رفتہ رفتہ
مجھے کرتے استفسار منظور
اودھر سے ہو ہی پہلے ابتدا میں
محبت ہو نہیں خالی کوئی یار
پھر اس مضمون کا اک مطلع سنایا
کہا یا تک صنم سوگند تیری
ترا ہی دھیان ہے ہنسا شب و روز
مری آنکھوں میں تو ایسا بسا ہے
ہوا تو خواب میں اسطرح مشہور
کہوں کس سے وہ اپنا عالم خواب
مگذرے ہیں مجھ پہ لیکن یہ پچھلی رات
مجھے ہے خواب بیداری سے بہتر
صنم سے رابطہ جسکو اسقدر ہے
محب اپنا تجھے ہم جانتے تھے
ہوا جب سن کے عاشق شوق آگہ
ہوئیں ظاہر جو پنہان تھیں باتیں
صنم نے بھی حجاب اوس سے کیا کم

جو گذرا غم میں اوسکی ہمکو دو سال
لگا میر حسن کے پڑھنے اشعار
یہ شعر ان ہیں حسن کی مثنوی کی
مجھے اکثر اسی سے دل لگی ہے
کہ ہے شعر و سخن سے یار کو شوق
وہ شعر ان جن میں تھا مطلب سراپا
کہ مضمون اوس پہ سب جیسی ڈھب پڑھتے
ہوا خود بندش مضمون سے آگاہ
کہا عاشق نے ایماء وہ یہ نقشہ
صنم بولا مثل ہے یہ تو مشہور
اودھر سے ہو ہی آخر انتہا میں
کوئی کرتا ہے اخفا کوئی اظہار
اوسے بھی وہ سمجھکر مسکرایا
یہ نوبت عشق میں ہو پہنچی ہے میری
رہے ہے دل لگی تیرا غم و سوز
ہمیشہ سامنے گویا کھڑا ہے
کوئی ہو جیسے بیداری میں موجود
بیاں ہے جسکے دل ہوتا ہے بیتاب
کہ تجھسے خواب میں ہوتی ہے ملاقات
صنم کا وصل ہوتا ہے میسر
اوسی پر واقعہ یون بیشتر ہے
محبت کو تری ہم مانتے تھے
ہوئی تب اوسکے جبین جا گہہ
لگے آپس میں کرنے اختلاطین
لگے ہونے سخن یاری کے باہم

کہوں کیا اسگھڑی عاشق کی حالت — لگا تھا ہاتھ اسکے گنج دولت
وہ کہتا تھا مجھے یہ آج کا دن — بالتشبیہ ہے معراج کا دن

نہیں کوئی آرزو اب مجھکو باقی — زیادہ اس سے کیا ہوگی ترقی
جہاں میں جو ہیں عشاق مہجور — کئے پالئے سبھی اپنے مقصود

خدا کا فضل ہے جو مجھپہ شامل — ہوئے ہیں سب مرے مقصود حاصل
گھڑی دو چار آئے و فارغ البال — وہاں بیٹھا رہا خوش وقت و خوشحال

کہوں احوال اوسکا اب کہاں تک — کہا کہنے کی لائق تھا جہاں تک
پھر اسکے آگے شرح دوستی ہے — نہ دورہ ہجر و رنج عاشقی ہے

نہیں کچھ دوستی کی حد و نہایت — اور اسکی کیا کہے جو ہو نہایت
سبھی اوسکی حقیقت موں عجب تھی — ترقی دوستی کی دن بدن تھی

وہ جبتک شہر میں رہتا تھا یارو — ہمیشہ دیکھا آتا تھا صنم کو
بلاناغہ وہاں جاتا تھا ہر روز — وہ اکبار اوس محل آتا تھا ہر روز

محبت کی عجب کچھ خاصیت تھی — کہ ہر صحبت میں تازہ کیفیت تھی
لکھوں احوال ہر روزہ میں کیونکر — کہ ہوتی ہیں سیہ دفتر کے دفتر

کبھی جو تھی حکایت ہجر و غم کی — صنم کی جور و بیداد و ستم کی
وصال قرب میں ہوں ہم بخود آ — کہ خود یا تم بخود ہوں ہیں بقرب

چھپاتی ہیں یہاں سب نیز اسرار — کسی سے کچھ نہیں کرتے ہیں اظہار
جو قرب وصل میں تھا حال عاشق — کسی سے وہ نہیں کہتا تھا مشفق

دکھے پھر کیا کوئی یا اسکی حکایت — نہ سمجھے گی ہو جسی کچھ بھی روایت
نہ کیا پھر کبھی ان اوسکو خوش — بسر ہوتی تھی یار اوسکی کیا خوش

کٹے اس طرح سے ہر اک کا یارب — ہر اک طالب کا ہو اس ڈھب سے مطلب
الٰہی ہو مرا بھی یوں ہی مقصد — جسے میں چاہوں پاؤں اسکو

راہ یافتن عاشق در عشق صنم از صورت بمعنی و گردیدن مجاز آئینہ صورت و بیان کردن کلمات توحید و دید و شہود و اسرار حقیقت و معرفت

ف — بیان اسرار توحید اینجا باید دریافت ۱۲

توقع مجھکو ہے اب تجھسے ساقی — کہ دیوے مجھکو جام عشق باقی
پلادے وہ مے صاف طہورا — کہ دیکھوں ہر جگہ اوسکا ظہورا

کرے جسمیں حق فضل و عنایت — ضلالت میں بھی اوسی سے ہے ہدایت
کرے ہے رہنمائی جسکی منظور — اوسے نزدیک کر دے ہے وہ دور

کہا عاشق نے اکدن اپنے دل سے — چھپا ہے کون شکل آب و گل میں
یہ شکل خوب ہے کس نے بنائی — کرے ہے کون اسمیں دلربائی

ہوا جب لیہ عاشق کو یہ القا — مقید میں ہے مطلق جلوہ فرما
یہ صورت میں حقیقت جلوہ گر ہے — اوسیکا حسن سب پیش نظر ہے

ہوا عاشق پہ تب یہ بھید ظاہر — کہ یہ شکلیں ہیں سب حق کی بظاہر
حقیقت گرچہ صورت میں نہاں ہے — ولیکن فی الحقیقت خود عیاں ہے

حقیقت میں نہیں کوئی شکل خالی — یہ سب شکلیں ہیں ہیں بھی خیالی
حقیقت میں یہ سب موجیں ہیں دریا — سوا پانی کے دیکھو اسمیں ہے کیا

یہ شکلیں اوسکی جز و ہیں نہیں ہیں — کہ پانی کی ہوا ہو جیسے کہیں ہیں
کھلا عاشق پہ جب یہ سر مکنون — صنم کا وہ ہوا اظہار میں ممنون

کہ اوسکے عشق میں وہ علم آیا — یہ فیض اسکی نسبت سے ہی پایا
ہنوز وصل حق کیونکہ ہو صورت — مجاز آیا ہے قنطرۃ الحقیقت

کہ دو ہے عشق میں جو پاکبازی — حقیقی ہو ہے یا عشق مجازی
نہایت عشق کی [illegible] — اور اسکی تب ہی آئی معرفت [illegible]

کھلی اوسپر حقیقت یہ کما ہی — صنم ہے مظہر حسن الٰہی
وہی ہے ہر صورت میں [illegible] ہویدا — وہی ہے ہر جگہ پنہاں و پیدا

وہی ہے حسن پر لیلیٰ کے مفتون — اوسی کی عشق میں قیس ہے مجنون
وہی کرتا تھا شیرین [illegible] — وہی تھا صورت خسرو [illegible]

صنم کی شکل میں وہی شان ہے | وہی عاشق کے پردے میں عیان ہے
اور وہی کچھ نور سے ہے شمع روشن | اوسیکا رنگ سے رنگین ہے گلشن
وہی ہے رنگ و بوئے لالہ و گل | وہی ہے یار ہے ہو شور بلبل
اوسیکا حسن سبکا دلربا ہے | اوسیکا عشق ہر دل میں بھرا ہے
وہی کرتا ہے زنار و وہی زہد | وہی مومن وہی کافر ہے ہندی
مقید ہے وہی اور وہی مطلق | پہ ری بھی اس سے گر کہیے تو ہے حق
فقط تنزیہ گر وصف خدا ہے | تو پھر تشبیہ میں کیا دوسرا ہے
خدا کی فضل سے کی جسکو تنبیہ | اوسے تشبیہ میں ہی سیر تنزیہ
سوا اوسکے نکوئی عاشق نہ معشوق | وہی خالق وہی ہے آپ مخلوق
خدا تھا اور نہ تھا اسکو کوئی ساتھ | ازل سے لی ابد تک ہے یہی بات
ہوا اس سے تو ثابت خواہ ناخواہ | نہیں کوئی غیر حق واللہ باللہ
یہ غیریت نہیں جز وہم و پندار | ہزاروں اسمیں حکمت ہیں و اسرار
اسی پندار کا ہے نام عالم | اسی سے ہے تمیز جن و آدم
اسی پر شرع کے ہیں حکم جاری | اسی پر ہے بنائی خلق ساری
اسی باعث سے ہوا باہم تفاوت | کجا کعبہ کجا ہے خانہ بت
غرض اسرار ہیں حق کے عجایب | وہی سمجھے ہے جسکا فہم صایب
اودھر فرعون اودھر موسی بنایا | پھر ان دونوں کو آپس میں لڑایا
اودھر انکار اودھر پیغمبری تھی | تماشا تھا عجب بازیگری تھی
حقیقت پر نظر کیجے جو دیکھا | ہر اک مقام رتبہ میں اپنے ہے بجا
بظاہر ایک بد ہے ایک ہے نیک | نظر باطن پہ کیجے دونوں ہیں ایک
حقیقت میں بری کوئی نہیں شے | کہ سب حق کی تو نقش بنی ہے
کہیں اچھا بنا ہے بری چیز | سمجھکر دیکھ اوسکو اہل تمیز
ولی یکسان نہیں ہے کوئی مظہر | کہ دیکھو ایک سے ہے ایک بہتر
خدا کا مظہر جامع ہے انسان | یہاں ہیں جمع سب ایجاب و امکان
جو جمعیت خدا نے اوسکو دی ہے | کسی نے وہ نہیں دیکھی سنی ہے
خدا کی ذات ہی انسان کو جانو | نفخت فیہ من روحی ہے مانو

ہزاروں اوسکی ہیں صورت صفاتین | کہیں اسرار کی ہم کس سے باتین
کیا ہے تو نے ساقی جیسے سرشار | کھلے کہتا ہے عاشق حرف اسرار
عیان کرتا ہے وہ اسرار پنہان | ہے سودہ ہیری کی ہر مثل پان
ہوا آگہ وہ تب عاشق سے سایل | کہ تیری فہم کے ہیں ہم تو قایل
جو تم فرماتے ہو سو سب بجا ہے | حقیقت میں یہ حسن و عشق کیا ہے

پرسیدن حقیقتِ حسن و عشق از عاشق کہ چیستند این ہر دو در حقیقت و جواب عاشق و تسلی شدن سایل از تقریر عاشق بر کیفیت

کہا یہ دونوں ہیں حق کی صفاتین | بہم ایسی ہیں دونوں جیسے راتین
ازل سے تا ابد دونوں کا ہے ساتھ | صفت کہنے کو ہیں دونوں ہیں اک ذات
جیسے کچھ کنت کنزاً اسی خبر ہے | عیان یہ راز اوسپر سب ہوا ہے
نمود اپنی خدا نے آپ چاہی | وہی صورت ہے انسان میں بنائی
اوسی چاہت کا یارو عشق ہے نام | محبت کا اوسی سے ہے سرانجام
صنم اوسکی نمایش کا ہے مظہر | ہوئی ہے یہ تو ثابت اپنے دلبر
نہیں انسان ان دونوں سے خالی | کہ ہے وہ مظہر مخصوص و عالی
جمیل اوسکا سنا ہے نام ہم نے | ہمیں آگہ کیا اوس سے صنم نے
وہی حسن ہے اپنا دکھاتا | اوسیکو ہے جمال اپنا لبھاتا
سمجھتے ہیں اسے جو ذوفنون ہیں | کہ حسن و عشق دونو بیچگون ہیں
ہیں دونوں عالم معنی سے ظاہر | نہ مجنوں سے نہ ہیں لیلی سے ظاہر
ہوئی کس طرح سے یہ مجکو اثبات | ہے بیچون عاشق و معشوق کی ذات
یہ کیفیت نہیں آتی بیان میں | وہی جانے جو عاشق ہو جہان میں
نہیں ہوتا ہے عالم اونکا محسوس | کوئی ہر چند ہووے اونکا جاسوس

ہیں یا ونکی عاشق و معشوق مظہر
بنے ہیں یہ اونہیں کیواسطے گھر

کہا تب یہ نبی آمنت صدقنا
سمجھ پڑتا ہے مجکو تیرا کہنا

ولی اک اور بھی عقدہ مجھے ہے
کہ اوسکے رفع کی قدرت تجھے ہے

ظہور حسن امرد ہی میں کیا ہے
نسا میں کیوں نہیں یہ فیصلہ ہے

تمہاری جانمیں ہے کسکو ترجیح
بیان اوسکا کرے ہمسے بتصحیح

شب معراج میں جب عرش اوپر
گئے رفرف پہ اک ہو پیمبر

نبی پہ کی جو حق نے اپنی اظہار
ہوا امرد کی صورت پر نمودار

ہوئی یہ سنکے اپنی دل پہ وارد
کہ ہے مطبوع حق حسن امارد

وگرنہ اوس جگہ بشکل نسا کی
پیمبر کو نظر آتی خدا کی

ازل سے ہے امارد کی مجھے چاہ
ہیں امرد دوست ہوں الحمد للہ

جو امرد کی نہ صورت حق پکڑتا
صنم کی شکل پر بندہ نہ مرتا

صنم کے عشق میں اب لیکیا کیا
ہوئی ہیں حکمتیں حق کی ہویدا

کروں تعریف اوسکی زیادہ کیا نقل
نہ سمجھیگی وہاں ہرگز تری عقل

عیان ہے اوسپہ جو ہے پاک طینت
کہ ہے صورتیں ہیجونی کی لذت

یہی ہے واقعی اصل حقیقت
یہ علم آیا مجھے تیری بدولت

کہا عاشق نے وہ بھی ہے ارشاد
عرض کی ہنسکے اوس فن کا استاد

نہیں حسن نسا سے کچھ تجھے ذوق
کہ ہے امرد پرستی کا بہت شوق

کہا عاشق نے تب مجھسے بشاد
نہیں معراج کا قصہ تجھے یاد

خدا نے اپنے پاس اونکو بلایا
جمال با کمال اپنا دکھایا

تجلی حق نے کی بر شکل امرد
جو شک اسمیں کرے کافر ہے مرتد

نہیں امرد سے کوئی شکل بہتر
کہ ہیں اس بات کی شاہد پیمبر

مری امرد پرستی پر نہ رد ہو
خدا کیواسطے کچھ شک نہ کیجو

خدا نے چاہی جب امرد کی صورت
نسا کی چاہ ہے ہمکو کیا ضرورت

صنم کو کس طرح سے کہیے کافر
ہوا اوس وصل حق عاشق کا آخر

نسا پر کیوں نہ دوں امرد کو تفضیل
صفت اوسکی سنی ہے بہ تفصیل

سمجھنے کا نہیں کوئی کس سے کہیے
یہی بہتر ہے اب چپکی رہیے

در بیان خاتمۂ کتاب و عذر خود از شاعران و استدعای اصلاح از ایشان و مناجات کردن از حق و سبب تصنیف مثنوی و بیان تاریخہاے اتمام آن

مجھے ہے ساقیا تجھسے تولا
نہ لائے بادہ ضائع کر ادھر لا

مجھے اب شاعروں سے ہے یہ درخواست
یہی ہے غرض میری بیکم و کاست

کریں اصلاح اوسکی بے تکلف
سمجھکر منصفی سے بے توقف

مجھے دعوی نہیں ہے شاعری کا
نہیں غرہ مجھے دانشوری کا

خطا سے مجکو بھی معذور رکھیو
نظر اصلاح کی منظور رکھیو

برس میں ایک اس عمر کو آگے
کیا تھا مثنوی کا قصد میںنے

نہیں ملتی تھی آگے اتنی فرصت
کہ کیجے اس کہانی کی کتابت

ہوا ان سو روز میں قصہ اسکا ابتر
یہی جی میں خیال آیا مکرر

بیان کیسے کروں درد حال الشاں
غم و درد و تشویش ہے ہر جان [illegible]

عبث کہتا ہے تو اب ہو چکی مے
بیان بھی تو سخن کا خاتمہ ہے

کیا ہے ختم یہ قصہ جو منظوم
اگر نقصان ہو کچھ اسمیں معلوم

نہیں جا حرف و نکتہ گیری
یہی ہے التجا شعرا سے میری

مرکب ہے خطا سے ذات انسان
تعجب کیا ہے اوس سے سہو و نقصان

نہ تھا کچھ مثنوی پڑھنا اپنا
کبھی ادھر نہ تھا میلان اپنا

شروع قصہ سابق جو کیا تھا
کہیں دو اک ورق لکھا پڑا تھا

ولی رہتا تھا یہ مرکوز خاطر
کہ اس آغاز کو کرنا ہے آخر

کہ آخر ان دونوں بیٹھے ہیں بیکار
نہیں ہرگز کسی سے کچھ سروکار

نہ چھوٹا ان دنوں کا رنج و اندوہ
ہجوم غم ہے اور فکروں کا انبوہ

کبھی دل سے نہیں خالی ہے تشویش ۔ رہی ہے روز و شب فکر در پیش
لہذا مجھکو اب یہ فکر سوجھی ۔ یہ دلمیں اپنے میں نے پیر بوجھی
فقط اب مثنوی کی فکر کیجے ۔ تفکر اور سب بہلا دیجے
کیا القصہ مکرر میں نے یہ معمول ۔ ہوا دل مثنوی کی طرف مشغول
ہوا آخر یہ قصے کا سر انجام ۔ خدا کے فضل سے ہو گیا یا تمام

مناجات

الٰہی جسطرح تیری کرم سے ۔ فراغت پائی میں نے اس رقم سے
مجھے دے نعمتیں دونو جہاں کی ۔ ملے دولت یہاں کی بھی وہاں کی
مرادیں ہوں مری جلدی سے حاصل ۔ مری خاطر سے ہو تشویش زائل
جو میرے دوست ہیں کر اونکو دلشاد ۔ جو دشمن ہیں مرے کھو اونکی بنیاد
رہے عاشق صنم کے ساتھ خندان ۔ اور حسن و عشق ہو انکا دو چندان
کسی کے دے نہوں عالم میں محتاج ۔ غنی کر دے اونھیں ہے جنکو احتیاج
سخن کو میرے کر دنیا میں سرسبز ۔ قیامت تک رہے میرا شجر سبز
ہر اک اس مثنوی کا ذوق پاوے ۔ جو دیکھے اوسکو خوش ہو حظ اٹھاوے
کرے اس مثنوی کی جو کوئی سیر ۔ دعا دیوے مجھے ہو عاقبت خیر
جہاں میں عمر کی کیا پائداری ۔ سخن ہے شاعروں کی یادگاری

تاریخ از مصنف قدس سرہ

ہوئی تاریخ اسکی دلکو درخواست ۔ کہ کہیے فی البدیہہ اک کم و کاست
خرد نے تب یہی فوراً رقم کی ۔ بجا ہے داستان عاشق صنم کی
۱۲۱۸ھ

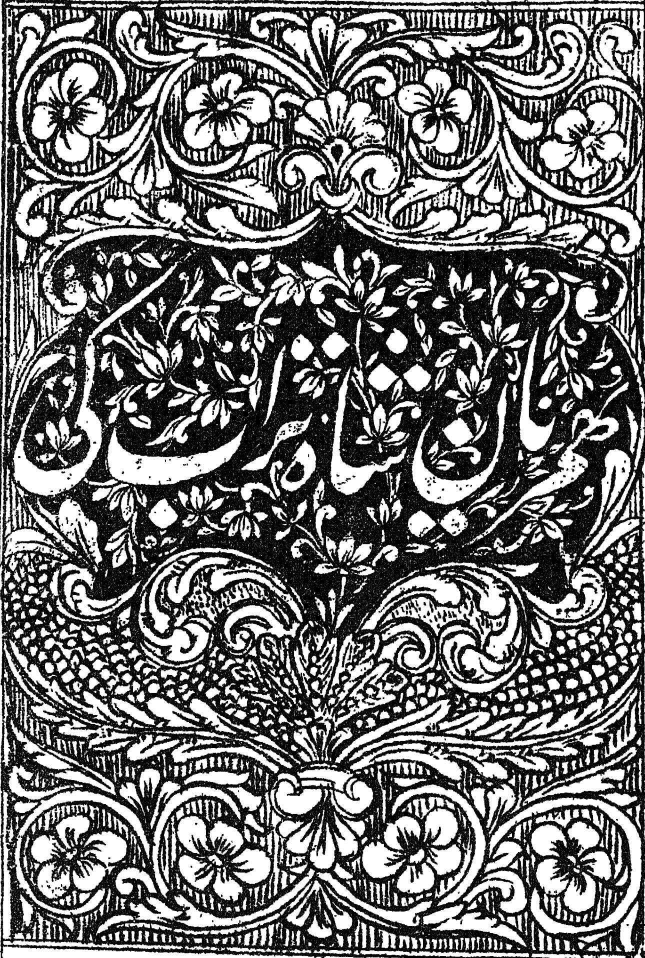
دیگر

کہا میں نے خرد سے پھر یہ فی الفور ۔ کہ تاریخ اسکی کہیے آپ اک اور
کہا اوسنے کہ کیا مشکل ہے کہدو ۔ پر اوسمیں تعمیہ اک حرف کا ہو
بھلی یہ داستان ہے تازہ وارد ۔ ہے جسکا تعمیہ وہی امارد
۱۲۱۷ھ

تمت



بعون صانع عالم و مکین مکان و فضل خلاق زمین و زمان



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مرتبہ طبع ہوئین

ولہ

ابھی ناہوری کھلا رنگ نہ پوچھو
دھوم مچی ہے بندرابن مان
سام بہاری کا چتر کھلاری
کھیل رہا ہوری سکھین مان



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیو بسنت جبین متواری
کوئی عبیر لیے بھر جوری
کوئی بجاوت وت کوئی گاوت
دیکھو تو کیسی بن بن آئی
لال گلال لگائے مکھ پر
آپ ہی سو برج مین دھوم مچی ہے
آپ بچھو رہے سبکو رنگ دے

امنگ چلین سب باری کنواری
کوئی بنائے رسی پچکاری
کوئی ڈگران ناچت ٹھاڑی
سندر ناردی کی سنواری
رنگ سے بھیجی چونریا ساری
ہوری کھلت ہے سام بہاری
کہے تراب اس چتر کھلاری

ولہ

آیو رے آیو بسنت سہاون

بہیاں پکڑ جھٹ چھین لے کا مُر کس موہن گا بن بین کیے تین	ابور دے رنگ مان پاک پچھوری ہاتھ تلک ہے رادھا گوری

مان تراب گا کہنا اتنا
مان مگر بھگمان کشوری

ہو جنمت کے ڈھیٹھ لبنگر وا جا تورے بھاگ مان آگ لگاؤں یاد کر اپنی رادھا جی کو توری پریت کا کون بھروسا	کاہے کو موکا رنگ مان بورے پینڈ پرو ہے ناحق مورے بھول گئی جو من سے تورے ایک سو تورے ایک سو چورے

پیت کی ریت تراب سو سیکھے
جیت مرت جو کبھوں نہ چھوڑے

او نند لال کنور برج راؤ اپنی سکھی کو چاہ سو کہہ لے پور نہ رنگ مان ہر کاہو کو انگ بہارت تاک کے مارت یتن برج راج تر سب پر جا	ہو رہی مان ایسی دھوم مچاؤ اور کا ایسی نہ گاری سناؤ دیکھ سمجھ کے عبیر لگاؤ یہ تو برا ہے تو رسہاؤ کاہو جبن نا تھسے بچاؤ

موری تو آنکھہ تراب سوں لاگی
کیسے کرون جتن چھوری ری ہوں توکو

ہاں ہاں سوکا بھید کنہیّا	جیوں تو دیکھ کی ٹھوری
پیچ ناکا اِک ہم ہیں لبت ہیں	اور بہت ہیں سانوری گوری
جیسی ہوت آجی مندر سو اپنے	سانس نند کی چھوری
پیک تہ لال گلال لبن پہ	اوچھے اب چھوڑ موری

رنگ سو چیو پورے نہ موری چھوڑیا
کنہیاں تراب ہی سنگ ہوری

سنچے ہاں آنکھہ پیا سنگ لاگی	چونک پڑی پھر سوئی نہ جاگی
پھر چھپت کوو نہیں ہے اپنا	پیسپنا کیسے کا کے آ گی
بھاگ ہا سو ہیں پیا سب پری	جا کون اکیلی نہیں تو ابھاگی
رنگ رنگ کی وے ساری پہرین	جو ہیں اپنے پیا رنگ پاگی

جون تو رہت بیراگ ہیں لشدین
جب سے تراب بھئی بیراگ

بھاگ رچھون اکیلی پیا سنگ	جھرمٹ سو موری جلت بلاے

[illegible]

ولہ

[illegible]

ڈھونڈھے ہین اپنے دام رہر گونیان	اونکی پرکھ کا دکھ نہ بیجے

گیان یہی ہین تراب سیہ پارین
پھر ہاری ہین رام رہر گونیان

پیو تو گیو بدیس رساسے	کیسے نہ مورا جیو گھبراسے
کوئی نہین لاوت پیا کو مناسے	ترو رو موکا کشٹ ہے لندن

تم بہت پیا سے سکھ مان
جانے تراب تمھاری بلاسے

اسے دکھی ناحق بیت کری	برہ کی ماری مین تو دکھی
سکھ نہین پاوت اکو گھڑی	نیہ کا دکھ پیا چھن چھن بڑھت
سو پر بیت یہ کیسی پڑی	سوئے بیت مان روے کشٹ
پڑگئی سو رے گرے پھندری	کھوے لٹین وہ کاہو سنکھ
بال بال ہون بندھی سگری	موہن جھبن جنجال سو نکسون

کاظم چاہین تو بیت نباہین
تجھ سے تراب نہ کچھ سپری

بیٹھ رہا سو تن کی جتھا مین	پھری سبھا مین وہ آوت ناہین

[illegible]

ولہ

کاسو کہون مین لاج کی ماری
تن من ہارا تراب پیا مین
کاظم نت وہ دکھی تمہاری

ولہ

جا کو نینن کو دیکھ سکت ہے
[illegible]

ولہ

[illegible]

ہان ہان تراب برون توری پئیان
کاٹی سو کر موری سی

ولہ

بار بار بندھوا الکن مان
جگ مین پریت بیہ یان لگاوت
آگ سی لاگے واکی چھوٹی مان
موہی مورت سوہی صورت
لاج بھری پیاری انکھین مان
دیکھ تراب وہی کا جھمکا

من چنگا تو کٹھوتی مین گنگا	ہے یہ کہاوت جگمین بکھانی
آگ لگے بچھڑن کر تن مان	کیون کہگا تھون ناہین پچھتانی
پیو بن موہے کی بات کہون کا	نیہ لگا سے بہت پچھتانی

وا تو رہت ہر تراب کر سنگ مان
جا کی لیے ہون منتین مانی

رسیلے پیو سنگ ہس ہس کے بھلی حضرت سون نین اتی جاگی	جو بھور بھوتی پیا سدھار بھیو گر جو اہمار وہ لاگی

تراب بھوری تجا نیو بھیو نین موسا کو دا بھاگی
مین آن کیسے نہون بیکل ہو بہرتو جیتک پیا سو لاگی

کا سو کہون دکھ اپنو دئی	پیت نئی کی ریت نئی
ایک نجر دکھلا سوہے مارا	کا ہو جتن پھر سدھ نہ لئی
ایسے نٹھر سو کام پڑو ہے	آنکھ لگا سے ہین جی سو گئی
پیت لگا تنکے واسو جگ ما	ناحک مین بد نام بھئی
در و نہین کا ہو کی جن کا	دے گئے سو گا پیر وہی
پیر پرائی جو جانت ناہین	کیون دئی اونکی پیر دئی
وہ تو سو ہی کہا نہین مانت	بیرہ بیا کا کو سکنی

ولہ

جب سے تراب پیا کو دیکھون	تنکو نہین مورے سُکھ چینوا
کون کہے رسیا سو جا ے	
کل نہین من کو پل نہین تن کو	جب سے گئے تم آنکھ لگا ے
کیسے تراب پیا کو بھولون	وہ تو گیو مورے ہیئہ مین سما ے
کچھ موہی سو لجات ننند تورا برنا	
سوتن کے سنگ کھیل گوا وت	اچھی طرح دن رات ننند تورا برنا
سوئی تراب سو ہنس ہنس بولت	موسے نہین بتکات ننند تورا برنا
کہہ نکلے کچھ موسے سنیان	
آئے ابیر سیدھارے سبیرے	رہ گئی من کی من مان گونیان
ہے تورے ہاتھ درشن کا ٹم کا	لاگون تراب مین توری پینیان
ارے موکا دکھاوے دے سینان گا نگرا	
کاہنکو بھولی جھنکتی پھرون مین	سیدھاوے مورکا تبا دی ڈگرا
ہان ہان تراب مین چیری ہون تیری	واروںگی تمہ پر تن من سگرا

ولہ

کانھ کنور کے کارن رادھا	تن سے بھئی پیری دبری

موراسندر وا اَرَکھو جن سونا ۔۔۔ دیکھو تو آئے اُٹریا ہمری
بھول گئی کس سُرت اُو دھر کی ۔۔۔ کاہے نلیت کھریا ہمری
بات چلن بھیو دُو بھر ہمکا ۔۔۔ چھینکے ہین بیری ڈگر ہمری
تم چھیٹ کاظم کا گو پکارون ۔۔۔ کون سُنے یہ گھریا ہمری
دُکھہ کی بھار پریت ہے دیکھو ۔۔۔ بیھیجے بنا دے چونریا ہمری

یاہی عرج ہے تراب کی تجرت
پار لگاؤ نوریا ہمری

گیسے ہین لاگون پیا کے گردا ۔۔۔ جھبجھ جھبجھ جات گگے کا بردا
بہہ نینن سو کہہ سنتین سو ۔۔۔ آئے جو مورے مندر دا پیردا
بیری نندیا سے ہی جھانکت ۔۔۔ سووے سپنیون ہین ایکو پہردا
چنین سو سوئی تراب پیا سنگ ۔۔۔ مونڈ کے اپنے دُسہ دُور دا

داکے تومنکو سنین عنم تنکو
سکھی رہے اس مورا جیردا

مورے نین لاگین گوشیان کہراور سنگ کاہے ۔۔۔ ہین تراب کی ہون پیاری مورا جی ہی کاجا ہے
ہمہ شہر پُر ز خوبان منم و خیال ماہے ۔۔۔ چہ کنم کہ چشم بدبین نکند بکس نگاہے

سب رنگ پھیکے تراب کے آگے
جو گئیں رنگ کی اوری بہار

کیسے پڑے کل جیب کو ہمارے
لکھ ہیرت دن بیتت سگرو
یا ہی اندیس مان سدھ بدھ بھولی
ٹھاکی گیون کہہ کے سندیسا

ٹلکے بچھڑ گئے پیم پیارے
رین کٹت ہے گن گن تارے
سدھ ناٹھ تنگی جب سو سدھارے
لکھ لکھ پتیاں ہم تو ہارے

جو لے آوے تراب پیا کو
برہن وا پر تن من وارے

موری بتھا سن کا نہ کہت ہے
آن بان ہری یا ہے
جان سکے موسے وہ جان کہت ہے

ہین توری بات پر کان نہ دیہون
جھٹکے کے درس کیھو آن نہ دیہون
کیسے کہوں پھر جان نہ دیہون

وار دونگی جان تراب پیا پر
جان دیہوں پر جان نہ دیہون

کا نہ سے رو رو کہت ہوں رادھا
نیہہ کا گھاؤ لگو ہردے مان

کان کی پیر سہی نہیں جات
جان کی پیر سہی نہیں جات

ولہ

ولہ

جان لیہوں ایمان نہ لیہوں	جان دے سو کا تراب صبر کرنا

اینا تو لاگے ہمارے بجوگ

بھوگ ادھت ہی پران چھٹت ہے
بین دکھ ماری کڑی سدوت ہون
ہوں تو مرت ہوں درس کی بھوکی
اوکھد ایک تراب بلیہ نان

جب سدھ آوت ہے وہ سنجوگ
تا تک ہنست ہیں سو کا لوگ
سو کا دکھا و نہ سو ہین بھوگ
پیو کا بردگ آتی جیو کا ہے روگ

ملار

جارے پنگوا لے آو کھبر یا
آوت مینگھ سینہ جات تبادن
آوت آوت برسن لاگے
پپیہا کیہوں پیو پیو کرت ہے
نکھ ہیرت موہے کل نہیں پدن
آپ نہ آئے نہ پتیاں بھیجی

بلنب رہے پیا کون کی نگریا
چھاے رہی یا ہی دیس بدریا
کا کہو دیس کی بھوے ڈگریا
ہین تو رٹت ہون آٹھو پہریا
کھن آنگن کھن جاون اٹریا
بیتی ہے برکھا یون ہی سگریا

کو سمجھاوے تراب پیا کو
کوٴ تو نا ہین وا کو دوسریا

ولہ

ولہ

ولہ

چڑھ کے پرادیکھ سکھی ری سیّنان بدیس کہان کا ساون	آوت ہے کوئی کاگا بولا لِندن جی کو رہت ہے مگولا

ڈور لگی ہے تراب سو موری
کیسے اکیلی مین جھولون ہنڈولا

ہو نر موہی کہان بلنبھاے پیو بن روے کٹت ہو لِندن	لاگو اساڑھ تم اجھون نہ آے رت برکھا موہین کچھ نہ سُہاے

کو لے آوے تراب پیا کو
دہ دو ٹری ہین بس مین پراے

بیچ ڈگر بھیجت ہون ہٹاری کا سو کہون چھلے مان پھنسی ہون نکسی ہون بان اکیلی مندر سو کا کو پکارون بین وئی ماری	پانون کنیت کیون جی سو ہار بات نہین کوئی پوچھن ہار ساتھی رہے سب وا ہی پار کو ؤ سُنت نا موری گہار

کر ہن کون تراب کھبر لے
کاظم پیر کی ہین بلہار

سکھ جو برسات کا قسمت ہین نہین مجھ ہی برا	بھری برکھا مان پردیسی بھیو موسی بدا

ولہ

ولہ

ٹھمری

بابل

وا تو لگو ہے تراب کے گروا
جا سو لگی توری آس سکھی ری

گھاو لگاوت ہیہ مان کا ری
پردیس ہی مان تم گھر ناہین
تن پر ٹٹ ہیہ آگ لگت ہے
برسن مان کو درسن پاوے
درہ و تراب کی کا جانے وو

یہ ورکی مار ہی بدریا کا ری
ترست ہے برہن دکھیاری
ٹوٹ رو انسون بھیجت ساری
ہو تو بنایون ایکو باری
دیکھے جو ناری بید سوا ناری

شہانہ

دیو ہی کو سبار کھا دی
چال سہانی چلت ہے
آنکھ اوٹھاکے دیکھت ناہین
کیون نہ کہین سسرار کے سارے
سر پہ ساری کی گھاہے گاری
کچھ تو ہی نے کیا ہے ٹونا
دیکھ تراب و ماسو تیری

بنکو سلونا پایا بنرا
بنری کا من بھایا بنرا
لاج بھرا شرمایا بنرا
ہے شرمیلا لجایا بنرا
رس بھری رس رسون رسایا بنرا
بن دیکھے جو کھایا بنرا
کیسا بھلا بن آیا بنرا

[illegible]

جالن ہار بیٹھے ہین اچانک	رہے بابل توری نگری سو بس رہے
سات سہیلی تا پر اکیلی	سنگ نہین کوُ ایک نہ دوسرے
گو نہ جیالا اتر اب لگ ہے	جو کوئی روسٹے دا کو نہ ہنس رہے
یہ جگ ہے سب نیہر کا گھر	تن سے جو رہ تو من سے نکس رہے

مخمس

پیکنی با ہر کسے جور و جفا ہاے دگر	ہر کجا باشد زبیداد تو غوغاے دگر
مثل تو بنو دستمگار ہی و خود راے دگر	چون تو نازے بنا شد گر و ترسائے دگر

نیست در خوبان چنین شوخ و رعنائے دگر

گر خوبجا ر کہین مین کیا بھلا لگتا ہے قد	خوشنما ہوتا ہے کیسا امردونکا خال و خد
خط سو ہر عارض دکھاتا ہے جوانی کی سند	سبزہ چون بالد عذر سادہ روئی کم شود

حسن مرغوبی دگر خطست مو سائے دگر

کیا شہوا اور سنو ادا سے ایک دم مارے کہین	سیکڑون مردے جلائی ایکدم مین آفرین
کس طرح کہیے کہ وہ قاتل مسیحا دم نہین	تا شنیدم قم بازی از لبش کردم یقین

مے شود پیدا ہر صدے مسیحائے دگر

دیکھے خوبونکی صورت پڑھتی ہین عاشق درود	زلف کو کہتے ہین کافر سب مسلمان وہنود
پیاری تو مجکو نہ دکھلا اپنی کاکل کی نمود	رنگ و بو ہی زلف لیلی قیس را مجنون نمود

در سواد زلف تو ہر موست سودائے دگر

رباعیات شاہ تراب

[illegible]

... صورت مین معنی دیکھتا ہے ... حجاب ... کیا کرتا ہے مجھ منکو خانہ خراب ... التفات تم سوے خوبان عبث ... تراب

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

شجرات سلسلۂ عالیہ قادریہ و قلندریہ و چشتیہ و طیفوریہ و سہروردیہ و فردوسیہ و مداریہ وغیرہ

نظم فرمودۂ حضرت

شاہ تراب علی

قدس سرہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوئی

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق ارض و سما
هم پس از نعت محمد مصطفی

میکشم در سلک نظم دلپذیر
مجملاً نام همه پیران پیر

کاندران جمله ز لطف کارساز
از دو شاهنشاه گردیدم مجاز

اولاً از والد خود بالیقین
آن شه کاظم رئیس العارفین

کو ز طفلی کرد ما را تربیت
در شریعت هم طریقت معرفت

بعد ازان از شاه مسعود علی
جانشین سید باسط علی

کو مرا از لطف خود بگرفت دست
بیعتش کردیم او پیر منست

فیضیاب از باسط آمد هر دو شاه
یا به خلیفه یک خلعت بی اشتباه

ابتدا از نام باسط زین سبب
گویم اندر جمله شجره بی تعب

شجرهٔ چشتیه

شاه باسط الله یه مرشدش — شیخ فتح و مجتبی قدوس وش
هم سلام و هم محمد قطب پیر — قطب دین هم نجم دین دستگیر
خضر رومی قلندر رشته‌ور — قطب دین کاکی معین الدین دگر
شیخ عثمان ست و هم حاجی شریف — پیر او مودود چشتی ظریف
هم ابو یوسف محمد با ابو — پیر او احمد که چشتی بود او
شاه بو اسحاق و علو دینور — هم هبیره هم حذیفه راهبر
شاه ادهم هم فضیل با تمیز — شیخ عبد الواحد ابن زید نیز
هم حسن بصری و هم شیر خدا — هم شه کونین احمد مجتبی
بعد ازین طیفوریان را یاد گیر — هر چه گویم نام آن پیران پیر

شجرهٔ طیفوریه

شاه باسط از الله یه کام — شیخ فتح و هم مجا شاه امام
عبد قدوس و سلام حق گزین — هم محمد قطب و بینا قطب دین
نجم دین و خضر رومی آخی اخی — هم جمال الدین محمد ساوجی
شاه طیفور آنکه نامش بایزید — کو ز جعفر او ز باقر شد پدید
هم امام زین عابد رهنما — هم حسین و مرتضی و مصطفی
سهروردیه بگویم بعد ازین — تا شود این سلسله هم دلنشین

شجرهٔ سهروردیه

[illegible]

بعد ازین نام مداریان شنو ‌ ‌ یاد گیر این شجرهٔ منظومه نو

شجرهٔ مداریه

شاه باسط شیخ الهدیه امام ‌ ‌ شیخ فتح و مجتبی پیر همام
عبد قدوس ست و هم حاجی بدهن ‌ ‌ هم ابوالفتح ست سکین در سخن
شیخ قاصین هم حسام الدین امام ‌ ‌ هم بدیع و هم علم بردار نام
بعد ازان صدیق اکبر را ببین ‌ ‌ هم امام دو سرا خیر البشر
این اصول سبعه را کردم بیان ‌ ‌ شعبهٔ فرعند دیگر غیر ازان
جمله‌ها را والد و پیرم مجاز ‌ ‌ گشته ام من هم ز هر یک سرفراز
دیگر از اولاد شاه مجتبی ‌ ‌ شاه عبد الله نامی پیشوا
نیز هر یک را اجازت یافتم ‌ ‌ از پی تلقین خلافت یافتم
وز عم خویش رحمان نامور ‌ ‌ وز شاه الهدیه مشتهر
غیر ازین اندر طریقهٔ نقشبند ‌ ‌ پیر گشته والد من سربلند
احمدی نامی بزرگی فاضلی ‌ ‌ ساکن کرسی و با حق شاغلی
بود از بس آشنای والدم ‌ ‌ والدم هم دوستش سر تا قدم
چون طریق والدم درخواستند ‌ ‌ بی تکلف شان اجازت یافتند

[illegible]

[illegible]

هم کمال الحق حسن ظاهر بخوان ... حامدشه سید راجی پیر آن
هم حسام و قطب عالم مهندوی ... هم سراج الدین عثمان ای اخی
هم نظام الدین شیخ او فرید ... آنکه قطب الدین کاکی را مرید
هم معین الدین حسن سنجری امام ... شیخ عثمان هرونی عالی مقام
بعد از ان حاجی شریف زندنی ... قطب دین مودود چشتی غنی
هم ابو یوسف محمد با ابو ... هم ابو احمد هم از اسحاق گو
شیخ علو دینور ممشاد هم ... هم هبیره هم حذیفه محترم
او هم و پیرش فضیل راسپر ... عبد واحد ابن زید نامور
هم حسن بصری و هم شیر خدا ... هم شه کونین ختم الانبیا
در طریق قادری باید شنید ... آنچه از خواجه حسن ما را رسید
اوّلا خواجه حسن من بعد او ... مرشدش سید علی اکبر بگو
هم محمد میر و حزب الله شاه ... احمد اسد الله پیر و شمع راه
هم بهاؤ الدین و نجم الحق دگر ... بو المکارم هم براهیم ای پسر
هم بهاء الحق شطاری بخوان ... هم ابو العباس احمد پیر آن
موسی هم عبد قادر بعد ازین ... احمد بغدادی و شیخ امین
میر عبد القادر حسن ست و بس ... محی دین بونصر پیرش هم نفس
بو محمد صالح بغدادی امام ... عبد رزاق شه عالی مقام
غوث الاعظم محی دین دستگیر ... بو سعید و بو الحسن بو الفرح پیر

خاتمۃ الطبع مع تاریخ طبع از سحر بیان ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان حامدؔ مصحح مطبع ہذا خلف اکبر حافظ غلام علیخان شاہ آبادی تلمیذ امیر الشعرا حضرت امیر مینائی مدظلہم الہادی

الحمد للہ و المنۃ کہ مجموعۂ نوادر و انتخاب المشہور بہ **کلیات شاہ تراب** غفران مآب جسمین کتب ذیل شامل ہین اول دیوان جس مین ردیف وار کی غزلین ایک سے ایک عمدہ مرقوم ہین ہر غزل ہے مضامین توحید او رعرفان سے بھری ہی بول چال سے لذت طریقت و حقیقت کی حاصل ہوتی ہے دوسرے مثنوی عاشق و صنم کہ بظاہر ایک افسانہ ہے مگر حقیقت مین حال حقیقت قالب مجاز مین جلوہ گر ہی تیسرے ٹھمریون کا رسالہ بھاشا زبان مبرج کی بولی کا قابل وجد ہی چوتھے شجرۂ پیران حضرت قادریہ و چشتیہ وغیرہ بہ نظیم نام پیران طریقت بسلسلہ مراتب بیعت الغرض یہ وہ مجموعہ کثیر النفع و نادر الوجود ہی جسکی شان تعریف کی حد بیان سے باہر ہے لاریب کیون نہو کہ یہ کلام برکت نظام قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شمع بزم ارشاد قطب سمای ہدایت بدر سپہر حقیقت غواص محیط طریقت شاہ اقلیم قناعت و عزلت گزینی **حضرت شاہ تراب علی** کاکوروی قدس سرہ ہے جو تمامی عالم کو مرغوب ہے سارے جہان کا مطلوب ہی اور اس سے بیشتر یہ مجموعۂ نادر چند بار مطبع اودھ اخبار واقع **لکھنؤ** مملوکہ مفتخر روزگار عالیجناب معلی القاب **منشی نول کشور صاحب** سی آئی ای دام اقبالہم مین چھپا اور اب حسب اصرار شائقین باتکمیل **شاخ** مطبع موصوف واقع **کانپور** ماہ نومبر ۱۸۹۲ء مین **بار اول** طبع ہوا۔

قطعہ تاریخ طبع

بحمد اللہ شد مطبوع **حامد**	کلام پیشوا اے اہل عالم
بنقوطہ نوشتم سال طبعش	مذاق مقتدا اے اہل عالم
	سنہ ۱۳۱۰ ہجری

خاتمۃ الطبع کلیات شاہ تراب

گلدستہ امانت — مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے
دیوان اسیر — منشی مظفر علی صاحب اسیر [illegible]
دیوان غافل — تصنیف جناب منور خان صاحب غافل ہمسایہ آتش و ناسخ —
دیوان ذوق — کلیات شیخ ابراہیم دہلوی متخلص بہ ذوق
منتخبات میر و سودا — واسطے مدارس اودھ کے طبع ہوا
دیوان صادق — مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب
گلدستہ نعت — از محمد واجد علیخان
نعت سروری — دیوان ہے غزلیات ردیف وار کا در نعت سرور کائنات از مفتی غلام سرور صاحب لاہوری
دیوان لطف — عمدہ دیوان پاکیزہ و دلچسپ ہے
مجمع الاشعار — مجموعہ کلام اساتذہ
دیوان ہجاب سالک — مولفہ مرزا قربان علی بیگ صاحب
دیوان نیاز — تصنیف شاہ نیاز احمد اردو فارسی —
دیوان شہیدی — مشہور شاعر کا کلام ہے عمدہ طبع جدید
دیوان امیر مسمی مراۃ الغیب — تصنیف منشی امیر احمد صاحب
دیوان غالب — دہلوی دو کئی مرتبہ مختلف مقامات میں طبع ہوا [illegible] اس مطبع میں [illegible] مطبوع طبع نے چھپا —
دیوان نشاط الاحباب — از بابو ہرگوبند سہائے صاحب
دیوان جرات — مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ جرات —
مخزن لطیف — مجموعہ کلام شعرائے قدیم —
دیوان امیر — از سید امیر الدین —
دیوان قلق — مظہر عشق تصنیف نواب الہ دولہ خواجہ اسد قلق —
دیوان بہار عرب — مولوی حاجی محمد نذیر صاحب مصطفے آبادی کی نعت ہے بعد مقبول —
دیوان [illegible] — مصنفہ سید مولوی فضل رسول صاحب بہار تعلقہ دار —
دیوان عاشق — مصنفہ منشی کنہیا لال صاحب متخلص عاشق —
دیوان خواجہ میر درد — کلام شاعر صاحب باطن کا ہے —
دیوان بحر الحقیقت — مصنفہ حضرت حسن علی صاحب در نعت خاتم المرسلین —
دیوان ہشیار — مطبوعہ منشی [illegible] صاحب غزلیات وغیرہ
غنچہ آرزو و دیوان صبا — از میر وزیر صبا —
دیوان ضامن — از سید ضامن شاہ —
دیوان نواب علاء الدین [illegible] متخلص [illegible] مطبوعہ دہلی —
دیوان مخزن عشق — اردو غزلیات بطرح حضرت شیخ ذوق دہلوی ایک کالم میں غزل حضرت ذوق دوسری کالم میں مقابل غزل [illegible] چند [illegible] متخلص —
دیوان شائستہ ناسخ — دیوان [illegible] متخلص [illegible] ناسخ
دیوان ولی — یہ دیوان بانی ریختہ [illegible] تصنیف [illegible] ولی [illegible] تخلص [illegible] شاعر ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] مولفہ سید محسن علی [illegible] تذکرہ ہے
گلدستہ سخن — [illegible] غزلیں [illegible] شاعر [illegible] صاحب
[illegible] منشی مظفر علی خان صاحب [illegible] مرتب ہوا —
شمس فیض — از منشی غلام محمد خان [illegible] متخلص [illegible]
[illegible] قصہ حیا لی منظوم اخرین —
گلشن فیض — قصائد حضرت شیخ بہاء الدین صاحب
[illegible] قصیدہ [illegible] نظم کیا ہے
بارہ ماسہ — [illegible] تصنیف [illegible] زمان میں [illegible]
بارہ ماسہ — کنہیا لال مصنف نے بارہ مہینوں کو ذوق و شوق میں لکھا ہے —
بارہ ماسہ — [illegible] کی حال بارہ مہینوں کا —
بارہ ماسہ سرنج — تصنیف شیخ عباد اللہ عرف باول تخلص [illegible] مطبوعہ [illegible]
مسدس — [illegible] نظیر اکبر آبادی کے ابیات [illegible] تضمین کی گئی
خمسہ [illegible] — در نعت آنحضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از مولوی نجم الدین صاحب نجم —

کلیات و دواوین فارسی

کلیات حزین - یہ ایک مجموعہ غرائب دلنگار از طبع سحر آفرین شیخ محمد علی حزین اس مجموعہ میں کئی رسائل شامل ہیں - سفرنامہ شیخ حزین مصنف تواریخ سلاطین -

قصائد النعتیہ ائمۃ الطاہرین دیوان مثنویات مثنوی چمن و انجمن مثنوی خرابات فرہنگ نامہ تذکرۃ العاشقین وغیرہ -

کلیات مرزا بیدل اس کلیات میں چار کتابیں ہیں نکات بیدل - رقعات بیدل دیوان بیدل عناصر بیدل -

دیوان بیدل - نقل از نسخہ ولایت -

کلیات سعدی شیرازی - یہ کلیات مفصل اول مجموعہ کلیات کی ہے گلستان بوستان قصائد عربیہ قصائد فارسیہ مراثی ترجیعات طیبات بدائع خواتیم غزلیات قدیم صاحبیہ مجالس خمسہ رسالہ عقل و عشق نصیحۃ الملوک رباعیات مفردات مقطعات مطائبات ہزلیات خاتمہ کاغذ سفید مطبوعہ -

کلیات نظم غالب - فارسی عالیجناب مرزا اسد اللہ خان بہادر دہلوی کا کلیات -

دیوان صائب کامل از نتائج طبع مرزا محمد علی صائب تبریزی مشاہیر شعرائے فارسی سے -

کلیات عناصر دو دواوین خرو دہلوی مجموعہ چار دیوان دیوان تحفۃ الصغر جو کلام صغرسن میں تالیف فرمایا دیوان وسط الحیوۃ کلام جوانی دیوان غرۃ الکمال درحالت عمر چالیس برس میں تصنیف فرمایا دیوان بقیہ نقیہ جو کبرسنی میں تصنیف فرمایا -

کلیات جامی یہ کلیات ولایت کے خط کا پورا لکھا ہوا بہم پہونچا اسی سے نقل ہو کر چھپا -

کلیات نظیری نیشاپوری مع شرح -

کلیات ظہیر فاریابی قصائد و دیوان رباعیات قطعات وغیرہ

دیوان حافظ محشی المشہور دیوان حافظ شیرازی کا ہے

ایضاً محشی مطبوعہ جدید بہت بخط طبع ہوا کاغذ گندہ

ایضاً - کاغذ سفید گندہ -

شرح دیوان حافظ - باحل معانی مصطلحات صوفیہ تصنیفات مولوی سید محمد صادق علی صاحب

دیوان شمس تبریز کلام دلی بازار محمد بن ملک داد شہر تبریز

دیوان مصحفی - تصنیف شیخ غلام ہمدانی مصحفی استاد اہل زبان مشاہیر شعرائے ہند کا دیوان فارسی میں جو کہ اواخر میں اسکو کلام ریختہ سے ممتاز ہے [illegible]

دیوان خواجہ معین الدین چشتی - [illegible]

یہ دیوان محض عنایات ازلی سے ہم مطبع کو حاصل ہوا

دیوان حضرت غوث الاعظم حضرت محی الدین پیران پیر دستگیر

دیوان ہلالی - مصنفہ مولانا ہلالی -

دیوان مہتاب از نسخہ نایاب فکر مسی مہتاب رائے

دیوان غنی کشمیری نتائج خیال [illegible]

دیوان صائب - مشہور دیوان ہے -

قصائد نظام عمدہ قصائد فارسی وار دو [illegible]

جوہر معظم - دیوان مرزا گل محمد خان طبع زاد [illegible] ساکن دہلی جو ہر تخلص کا کلام فارسی شامل ہے

دیوان کشفی مولوی سلامت اللہ صاحب مرحوم کا دیوان

دیوان ہلالی مشہور کلام اہل زبان ہے

دیوان ثاقب فارسی مصنفہ [illegible]

خیال محمود - ایک کتاب تصنیف منشی [illegible] صاحب مشہور فارسی محمود تخلص [illegible]

قند پارسی - مجموعہ کلام شعرائے نامی [illegible] صاحب بہادر متخلص [illegible]

تذکرہ حسینی - مولفہ حسین دوست سنبھلی [illegible] جناب امیر المومنین علی علیہ السلام [illegible] کا تذکرہ

تذکرہ گلشن بیخار - از نواب محمد مصطفیٰ خان صاحب شیفتہ دہلوی کی تالیفات سے تذکرہ شعرائے متقدمین

قصائد برہان - مصنفہ منشی [illegible] صاحب [illegible]

دیوان قائم - فارسی غزلیات ملا قائم دیوانہ [illegible]

رباعیات عمر خیام - یہ رباعیات مثل دو دواوین استاد کے کلام کے بہت مستند ہیں جدید [illegible]